يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

خطبات رمضان المبارک

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

جلد سوم

مرتب

مولانا محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطبات رمضان المبارک (جلد سوم)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	:	مولانا محمد عثمان حبان دلدار قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبیدالرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	گیارہ (۱۱۰۰) سو
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	انتساب	12
2	پیش لفظ	13
	استقبال رمضان چاند دیکھنا اور رمضان کی تیاری کرنا	**16**
4	رمضان المبارک کے چاند دیکھنے کا حکم	18
5	چاند کی گواہی	19
6	شہادت علی الشہادۃ	19
7	شہادت علی قضاء القاضی	20
8	قاضی کا خط قاضی کے پاس	20
9	خبر مستفیض	20
10	ٹی وی ریڈیو پر خبر	21
11	ایک خاص نکتہ	21
12	قابل قدر مہینہ	22

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
13	روزہ داروں کی دعا پر آمین	23
	رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار	**26**
14	فضیلت روزہ	29
15	قابل عبرت روزہ دار	29
16	روزہ دار کا سانس شیطان کے لئے تلوار	30
17	ایک نرالا کفارہ	31
18	رمضان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سخاوت	31
19	ٹھنڈا پانی	32
20	رمضان میں سخاوت پر حضور ﷺ کا انعام	33
21	روزوں کے سبب قبر سے مشک کی خوشبو	34
22	رمضان ارشش عید کے روزوں کی برکت	34
23	اہل بیت کے تین روزے	35
24	مسلسل چالیس سال تک روزے	36
	رمضان المبارک عبادت اور شکر گزاری کا مہینہ	**37**
25	رمضان کے فیوض و برکات	39
26	روزہ سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے	40
27	جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے	41
28	سحری باعث برکت	41
29	افطار کا وقت	42
30	روزہ میں جھوٹ بولنا	42
31	روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا	44

32	افطار کرانے پر انعامات	44
33	امت محمدیہ کو رمضان کی رحمتیں	45
34	روزہ دار کے لئے مغفرت کی دعا	46
	رمضان المبارک میں قیام لیل کا اہتمام	**50**
35	رمضان میں ثواب کا اجر	51
36	طاق راتوں کے عمل	51
37	قیام لیل کا اہتمام	53
38	قبل از قیام لیل	54
39	رسول اللہ ﷺ کا قیام لیل	55
40	اخلاص الی اللہ	56
41	داعی الی الخیر	56
	ماہ رمضان المبارک اور خواتین	**59**
42	سادگی کو رواج دیں	60
43	رمضان میں اولاد پر خصوصی توجہ دیں	62
44	خواتین کا اپنے رب سے راز و نیاز	62
45	روزہ کا مقصد تقویٰ	64
46	خواتین کا اعتکاف	64
47	ماں کا اثر اولاد پر	65
	آپ زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟	**67**
48	مالک بن دینارؒ کی بیوی کا قصہ	68
49	ایک بدوی کا قصہ	69

50	دس اچھی خصلتیں	69
51	صدقہ کا بڑھانے والی خصلتیں	70
52	اموال زکوٰۃ میں عقل کو نہ چلائیں	70
53	عبادت کرنا اللہ کا حکم ہے	71
54	سامان تجارت کی قیمت کے تعین کا طریقہ	72
55	مال تجارت میں کیا کیا داخل ہے؟	72
56	کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟	74
57	کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ کا حکم	74
58	کارخانہ کی کن اشیاء پر زکوٰۃ واجب ہے؟	75
	صلوٰۃ التسبیح اور اس کے ضروری مسائل	**77**
59	صلوٰۃ التسبیح کا آداب	80
60	خصوصی مسائل	81
	قرآن کریم اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ	**85**
61	قرآن کریم کی خصوصیات	87
62	آخری عشرہ سعادتوں کا مجموعہ	88
	آخری عشرہ عبادتوں کا مجموعہ	**92**
63	آخری عشرہ کی اہم عبادت اعتکاف	94
64	اعتکاف افضل ترین عبادت	96
65	حضور ﷺ کا اعتکاف	97
66	معتکف گناہوں سے محفوظ ہوجاتا ہے	98
67	ایک اہم ترین عبادت	99

68	شکستہ دلوں کی قدر	100
	معرکۂ بدر تمام کائنات انسانی پر احسان عظیم	**102**
69	غزوہ	103
70	غزوۂ بدر	103
71	غزوۂ بدر کا پس منظر	103
72	صحابہؓ کی تعداد صرف 313	105
73	ابوسفیان کی گھبراہٹ	105
74	جنگ بدر کے لئے حضور ﷺ کا خصوصی مشورہ	107
75	آغاز جنگ اور دعائے نصرت	109
76	غیبی نصرت	109
77	جنگ کا نتیجہ	110
78	جنگ بدر نے تاریخ عالم کا رخ بدل دیا	111
79	بدر سے کامیاب واپسی	111
	فضائل رمضان اور دعا کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگنا	**112**
80	روزے کا لغوی اور شرعی معنی	113
81	روزہ کی فضیلت	113
82	روزہ کس پر فرض ہے؟	113
83	رمضان المبارک دعاؤں کا مہینہ	113
84	دعا کے آداب	114
85	وضو کا اہتمام	114

86	دعا میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے	116
87	قبلہ کی طرف منہ کرنا	117
88	دعا کرنے والا اپنی ذات سے شروع کرے	117
89	جامع اور بہتر کلام سے دعا کی جائے	118
90	دعا پورے عزم اور طلب کے ساتھ کی جائے	118
	فضائل رمضان اور رمضان المبارک کے اعمال	**119**
91	تراویح کے متعلق شاہ عبدالحقؒ کا قول	121
92	رمضان میں تلاوت کی کثرت	122
93	رمضان کے آداب	123
94	رمضان غم خواری کا مہینہ	123
95	برگزیدہ بندہ اور ابدال	124
96	افطار کی فضیلت	126
97	کلمہ طیبہ کی فضیلت	127
	خصوصیات قرآن اور حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر	**129**
98	حضرت یونس علیہ السلام	132
	رمضان المبارک اور مسجد کے آداب وفضائل	**136**
99	مسجد کا مقام	138
100	مسجد بنانے اور صاف رکھنے کا حکم	140
101	مساجد کے آداب	143
	رمضان المبارک اور قرآن کریم	**145**
102	شعبان کے آخر میں حضور ﷺ کا وعظ	146

103	**حضور ﷺ کا وعظ قیامت تک کے لئے**	148
104	اہل خیر حضرات سے گذارش	150
105	زکوٰۃ پوری ادا کریں	150
	رمضان المبارک اور روزہ، تقویٰ	**153**
106	روزہ کا اجر خود اللہ رب العزت	154
107	روزہ پرہیزگاری کا ذریعہ	156
108	روزے کے آداب	156
109	دو عورتوں کا واقعہ	157
110	غیبت کیا ہے؟	158
111	شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے	160
112	روزہ رکھ کر بھی ڈرنا چاہئے	161
113	ریاکاری کا عبرت ناک انجام	162
	رمضان المبارک اور حقوق العباد	**164**
121	حقوق ادا نہ کرنے پر دنیا میں فساد	166
122	دوسرے مذاہب میں انسانی حقوق کی درجہ وار تفصیل نہیں	167
123	ایک واقعہ	169
124	ماں کا حق ادا نہیں ہوسکتا	170
125	تین آدمیوں کا ایک واقعہ	171
	رمضان المبارک اور غیبت کا نقصان	**173**
126	ہمارے معاشرہ کی بدترین بیماریاں	174
127	روزہ پھٹ جاتا ہے	176

128	روزہ کے آداب	178
	رمضان اور گناہوں سے توبہ	**181**
129	رحمتِ الٰہی کی وسعت	182
130	رحمت الٰہی سے مایوسی ہلاکت ہے	183
131	رحمت کی کوئی حد نہیں	183
132	حکیم الامتؒ نے فرمایا	184
133	ایک گناہگار نوجوان اور رحمت الٰہی	185
134	شہر کے سب سے بدترین آدمی پر رحمت الٰہی	187
135	آخری بات	188
	رمضان المبارک اور فتح مکہ کے تاریخی واقعات	**189**
136	فتح مکہ کا پیش خیمہ	190
137	حاطبؓ بن بلتعہ کا واقعہ	192
138	مدینہ سے مکہ کو روانگی	192
139	مکہ میں داخلہ	194
140	بیت اللہ کی صفائی	194
141	خانہ کعبہ میں اسلام کی پہلی اذان	195
142	کعبہ کی کنجی	195
143	فیصلے کے منتظر	196
	روزہ داروں کا داخلہ باب ریان سے	**197**
144	امراض روحانی کے لئے نسخۂ شفاء	198
145	رمضان خیر و برکت کا مہینہ	198

146	رمضان ریاضت کا مہینہ	199
147	تقویٰ سب سے بڑی عزت	200
148	تقویٰ کیا ہے؟	201
149	روزہ کی اصل حقیقت	202
150	اچھے اعمال کا ثواب	205
	رمضان المبارک عبادت کا مہینہ	**207**
151	روزہ کا صحیح تصور	208
152	معرکۂ بدر رمضان میں	209
153	غزوۂ تبوک اور بعض واقعات	210
154	روزہ صحت وتندرستی کا ضامن ہے	212
155	روزہ سے کامیاب علاج	213
	زکوٰۃ دین کا اہم ستون	**216**
156	دیگر امتوں میں زکوٰۃ کا نظم	218
157	مضبوط اجتماعیت	219
158	قرآنی تنبیہات	220
159	احادیث میں زکوٰۃ کا تذکرہ	221
160	انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب	222

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ خطباتِ رمضان المبارک جلد سوم کا

انتساب اور ثواب

اپنے مکرم ومحترم دادا جان حفظہ اللہ کے نام جن کی دعائیں ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتی ہیں، جنہوں نے والد محترم کی تعلیم وتربیت میں اہم رول ادا کیا اور جو ایسے پدرِ مشفق ومہرباں، صاحب جود وسخا، منبع زہد واتقاں، محبّ مکرم، طبیبِ حاذق، ومصلح صادق شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہم کے والد بزرگوار ہیں جن کے اسم گرامی پر ہمیں فخر حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ دادا جان حضرت الحاج محمد عمران صاحب مدظلہم ووالد محترم حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کا سایۂ عاطفت تادیر قائم رکھے اور آپ کی عمر دراز فرمائے، ہم سبھوں کے ساتھ امت کے لئے آپ کی شخصیت کو ذریعہ فلاح دارین بنائے، اور آپ کی جملہ کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

محمد عثمان حبان دلدآر قاسمی

خانقاہِ رحیمی دار العلوم محمدیہ بنگلور

۲۸/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ، مطابق ۱۴/نومبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْد.

''خطباتِ رمضان المبارک'' کے عنوان سے گذشتہ سال شائع ہونے والی دو جلدوں کی مقبولیت نے حوصلہ عطا کیا، اور رب کریم کے فضل نے ہمت بڑھائی کہ مزید جلدوں پر مشتمل اس عنوان کو منظر عام پر لایا جائے، تاکہ رمضان المبارک کی عبادات واعمال صحیح طور پر کرنے کی سعی ہو، جیسا کہ گذشتہ جلدوں میں عرض کیا تھا کہ رمضان المبارک کی آمد پر مساجد کے منبر ومحراب سے اس کی فضیلت اور اس میں کیئے جانے والے مخصوص اعمال، روزہ، نماز، قرآن وتراویح اور دیگر اعمالِ مسنونہ کی بازگشت زیادہ ہوجاتی ہے، لوگ مساجد کا رُخ کرتے ہیں، جنہیں سال بھر مسجدوں میں حاضری کا خیال نہیں آتا وہ بھی رمضان المبارک میں اللہ کے حضور سجدہ ریز نظر آتے ہیں، یہی موقع ہوتا ہے جب ان کے دلوں میں شعائر اسلامی اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کو اُجاگر کیا جائے تو سال بھر اس کا اثر باقی رہتا ہے، ان دنوں میں ویسے بھی لوگ خطباء ومفسرین کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ تعلیماتِ

اسلامیہ کو پڑھنے کے بجائے سننا زیادہ پسند کرتے ہیں، مساجد میں ایک ماحول ہوتا ہے، ایک طرف شیاطین کو مقید کردیا جاتا ہے جس سے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس پیدا نہیں کرپاتے تو دوسری طرف رمضان کی برکت اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لوگوں کے قلوب پر ان پند ونصائح اور خطبات کا تادیر اثر باقی رہتا ہے۔

یہی وجہ بھی ہے کہ لوگ ایسے موقعوں پر جوق در جوق مساجد کا رخ کرتے ہیں جہاں خطیب ومقرر انہیں ماہِ مبارک کے اعمالِ مخصوصہ کی یاد دہانی کراتے ہیں، زکوٰۃ وصدقات، نماز وتراویح اور تلاوتِ قرآن کی فضیلت، ان پر اجر وثواب اور نہ کرنے پر قرآن وحدیث میں موجود وعیدیں یاد دلاتے ہیں۔ ایسے میں عام طور پر مساجد کے خطباء ومقررین حضرات ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جس میں عموماً عام فہم اور مختصراً رمضان المبارک سے متعلق مضامین ہوں، جو نہ صرف مختصر ہوں بلکہ جامع بھی ہوں تاکہ کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم ہوسکے، چوں کہ تمام مضامین ایک ہی کتاب میں ترتیب سے نہیں پائے جاتے اس لئے خطباء کو وقت کی تنگی کی وجہ سے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس لئے خیال آیا کہ ایسی کتاب ترتیب دے دی جائے جس میں ماہِ رمضان کے متعلق تمام مضامین مع دلائل وواقعات اکھٹا کردیئے جائیں تو خطباء ومقررین کے لئے سہولت ہوگی۔ اسی کے پیش نظر والدِ محترم حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کے وہ خطبات جو رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جامع مسجد دار العلوم محمدیہ بنگلور اور دیگر مقامات پر دیئے گئے تھے اِکھٹے کرنا شروع کیئے، چند سالوں میں اتنی تقاریر ہوگئیں کہ جنہیں دو جلدوں میں جمع کرلیا گیا، والد محترم سے اجازت طلب کرنے کے بعد ان خطبات کی کتابت کرائی گئی اور مکرمی

مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مدظلہٗ مالک مکتبہ طیبہ دیوبند نے اشاعت کی ذمہ داری قبول کرلی۔ پہلی دوجلدوں کی افادیت کے پیش نظر مزید دوجلدوں پر مشتمل اچھوتے اور عام فہم اصلوب پر مبنی مضامین کو شیخ طریقت حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کی اجازت سے کتاب کو پریس بھیج دیا گیا۔

خطبات کو جمع کرنے میں برادرِ کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، مولانا ظہیر احمد قاسمی انصاری، مولانا عبید الرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم الدین قاسمی نے تعاون کیا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین! اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کے یہ خطبات پچھلی دوجلدوں کی طرح اہل ذوق حضرات کے لئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گے۔

طالب دعا

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۲۸/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مطابق ۱۴/نومبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ

استقبال رمضان

چاند دیکھنا اور رمضان کی تیاری کرنا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

’’اے ایمان والو تم پر روزے فرض کردیئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے دوسری امتوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم اللہ سے ڈرنے والے بن جاؤ۔‘‘

رمضان المبارک کا استقبال کرنا اور اس کی آمد پر خوش ہونا بندۂ مومن کے ایمان کی علامت ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص

رمضان المبارک کی آمد پر خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔ خود نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کا انتظار فرماتے تھے اور رمضان المبارک تک پہنچنے کی امید کی آپ ﷺ نے دعا کی، چنانچہ فرمایا اے اللہ! ہمارے لئے رجب وشعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچادے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ۲۹ شعبان المعظم میں مستقل خطبہ بھی دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے رمضان المبارک سے قبل ہی خطبہ دیا جس میں رمضان المبارک کی اہمیت وعظمت بیان فرمائی، مزید اس ماہ مقدس کی بہت سی برکات اور حاصل ہونے والی اللہ کی رحمتوں کا تذکرہ فرمایا۔ اسی طرح ایک روایت میں جس کے راوی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں اس میں بھی اللہ کے نبی ﷺ نے رمضان المبارک کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے اور رمضان المبارک کی خصوصیات کا تذکرہ فرمایا ہے نیز مسلمانوں کو اس عظیم ترین ماہ مبارک کا استقبال اور اس کے لئے تیاری کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ بہر حال امت مسلمہ کو جان لینا چاہئے کہ ماہ رمضان المبارک ایک عظیم نعمت ہے، مسلمانوں کے لئے حصول تقویٰ اور مغفرت ورحمت حاصل کرنے کے لئے بڑا ذریعہ ہے، اجر وثواب حاصل کرنے کے لئے عظیم ترین وقت ہے، لہٰذا اس کا استقبال کرنا اور اس مہینے کو صحیح طریقہ سے گذارنے کے لئے شب برأت کے بعد ہی سے تیاری شروع کردینی چاہئے اور اپنے نظام عمل میں تبدیلی کر کے زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت اور فرض روزے رکھنے کے لئے اور قرآن کریم کی تلاوت اس کے سننے میں لگ جانا چاہئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کی آمد کو معلوم کرنے کے لئے خصوصاً رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کا بھی حکم فرمایا۔

رمضان المبارک کے چاند دیکھنے کا حکم

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ توڑ دو۔ اس ارشاد مبارک کی بنا پر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو مطلع کے اوپر رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا مسلمان پر واجب ہے، مطلع سے مراد آسمان کا وہ حصہ ہے جہاں چاند نکلتا ہے، یہ ہر موسم میں تبدیل ہوتا رہتا ہے، اگر ۲۹ تاریخ کو چاند دکھائی نہ دے تو دوسرے دن سے روزہ نہ رکھنا چاہئے، اور سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مہینہ ۳۰ کا ہے اور تیس دن گزار کر روزہ رکھنا چاہئے، یہ حکم اس وقت کا ہے جب مطلع یعنی چاند نکلنے کی جگہ پر بادل یا بہت زیادہ گردوغبار نہ ہو۔

لیکن اگر ۲۹ تاریخ کو مطلع صاف نہ ہو تو پھر دوسرے دن ۱۰، ۱۱ بجے تک چاند کی خبر کا انتظار کرنا چاہئے اور کھانا پینا نہ چاہئے کہ ممکن ہے کہ کہیں سے چاند کی معتبر خبر آجائے، اگر کوئی خبر آجائے تو پھر روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لینا چاہئے اور اگر نہ آئے تو پھر کھا پی لینا چاہئے۔

۲۹ تاریخ کو اگر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نہ ہو تو پھر ۳۰ تاریخ کو چاند کی خبر کے بغیر روزہ کی نیت کرنا مکروہ ہے، بعض لوگ یہ نیت کر لیتے ہیں کہ اگر چاند کی خبر آئی تو رمضان کا چاند ورنہ نفل روزہ، یہ بھی مکروہ ہے۔ شریعت میں اس کو شک کا دن کہتے ہیں اور اس دن نبی اکرم ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

بعض لوگ اس خیال سے ۳۰ کا روزہ رکھتے ہیں کہ تیس روزے پورے ہوجائیں یہ بھی مکروہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ توڑ دو، چاہے انتیس روزے ہوں یا تیس، روزے صرف رمضان کے مہینے کے فرض ہیں خواہ ۲۹ کا ہو یا ۳۰ کا ہو، یہ سمجھنا کہ ۳۰ روزے رکھنا فرض ہے، یہ شریعت

سے لاعلمی کی علامت ہے،صرف حکم شریعت پر عمل ہی اللہ کی رضا کا سبب ہے،اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔اگر رمضان المبارک ۲۹ کا ہو تو صرف ۲۹ روزے رکھنا فرض ہیں۔

چاند کی گواہی

اگر مطلع صاف نہ ہو اور عام لوگوں کو چاند نظر نہ آیا لیکن اگر ایک نمازی پرہیزگار سچا مسلمان چاہے مرد ہو یا عورت یہ گواہی دے کہ میں نے چاند دیکھا تو اس کی گواہی مان لینا چاہئے اور دوسرے دن سے روزہ شروع کر دینا چاہئے۔ یہ تو رمضان کے چاند کا حکم تھا لیکن اگر بدلی یا غبار کی وجہ سے عید کا چاند دکھائی نہ دے تو پھر ایک آدمی کی گواہی قابل اعتبار نہیں چاہے وہ کتنا ہی نمازی و پرہیزگار کیوں نہ ہو بلکہ اس کیلئے دو پرہیزگار اور سچے مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کی گواہی کی ضرورت ہے، یہ تو مطلع صاف نہ ہونے کا حکم تھا، اگر مطلع صاف ہو تو پھر ایک آدمی یا دو آمیوں کے دیکھنے اور انکی گواہی دینے سے کچھ نہیں ہوتا، اس صورت میں اتنے آدمیوں کا دیکھنا ضروری ہے کہ ان سب کا جھٹلانا آسان نہ ہو یعنی وہ خبر خبر مستفیض ہو۔

رویت ہلال کے ثبوت کی کئی صورتیں ہیں، دو کا تذکرہ ہوا، ایک یہ کہ مطلع صاف ہو، دوسرا یہ کہ مطلع صاف نہ ہو، ان دونوں صورتوں میں خبر وشہادت کی ضرورت پڑتی ہے مگر براہ راست خبر وشہادت کے علاوہ کئی اور بالواسطہ صورتیں ہیں جن سے چاند کا ثبوت ہو سکتا ہے۔

شہادت علی الشہادۃ

دو ثقہ اور معتبر آدمیوں نے چاند دیکھا مگر وہ خود کسی عذر کی بنا پر قاضی یا مفتی کے پاس نہ جاسکتے ہوں تو وہ ثقہ آدمیوں کو اپنی طرف سے بھیج دے اور وہ ان کی طرف

سے کہے کہ فلاں فلاں لوگوں نے چاند دیکھا ہے اور ہم کو شاہد یعنی گواہ بنا کر بھیجا ہے تو اس صورت میں رویت کا فیصلہ قاضی یا مفتی کر سکتا ہے۔

شہادت علی قضاء القاضی

قاضی یا مفتی نے چاند کی شہادت قبول کر لی اور اس مجلس میں شریک دو دیندار آدمی دوسری جگہ کے قاضی یا مفتی کے پاس جا کر شہادت دیں کہ ہمارے سامنے قاضی یا مفتی کے سامنے چاند کی شہادت پیش ہوئی اور اس کے مطابق قاضی یا مفتی نے رویت کا فیصلہ کر دیا تو یہ شہادت دوسری جگہ کے لئے قابل قبول ہوگی اور رویت ہلال کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

قاضی کا خط قاضی کے پاس

ایک جگہ کے مفتی یا کسی ذمہ دار عالم کے سامنے چاند کی شہادت پیش ہوئی اور انہوں نے اسے قبول کر لیا اب انہوں نے دیندار مسلمانوں کے سامنے یہ خط لکھا کہ میں نے شرعی شہادت کی بنا پر رویت ہلال کا فیصلہ کر دیا ہے وہ اس خط پر اپنے دستخط کر دیں، اگر مہر ہو تو مہر لگا دیں اور وہ دونوں مسلمان اس خط کو لے جا کر دوسرے جگہ کے قاضی یا مفتی یا ذمہ دار سے کہیں کہ یہ میرے سامنے لکھا ہوا خط ہے کہ اسے آپ تک پہنچا دیا جائے، اس بنا پر قاضی یا مفتی یا ذمہ دار چاند ہونے کا اعلان کر سکتا ہے، مقصد یہ ہے کہ کوئی ذمہ دار ہو ایک عام آدمی کا خط نہ ہونا چاہئے۔

خبر مستفیض

یعنی چاند کی خبر مشہور ہو جائے تو وہ قبول کی جاسکتی ہے۔ استفاضہ کا مطلب یہ کہ اس جگہ کی وہ خبر ہے جہاں رویت ثابت ہو چکی ہے اور اس

سے وہاں سے آنے والے بہت سے لوگ یہاں آکر بیان کریں جہاں رویت کا ثبوت نہیں ہوسکا ہے۔

ٹی وی ریڈیو پر خبر

ٹیلی ویژن کا بھی یہی حکم ہے، ریڈیو پر یا ٹیلی ویژن پر علمائے کرام کی کوئی مجلس یا معتبر چاند کمیٹی شہادت لے کر فیصلہ کرے پھر ان کی طرف سے اس کا اعلان ہوتو مقامی علماء اور معتبر چاند کمیٹی غور کرے اور مزید معلومات فراہم کرکے رویت ہلال مجلس فیصلہ کرسکتی ہے، صرف عوام کی منظوری اور رائے معتبر نہیں ہے۔

اسی طرح اگر متعدد جگہ سے یہ اطلاع آئے کہ فلاں جگہ کے قاضی یا مفتی صاحب نے رمضان کے شروع ہونے یا عید کے ہونے کا اعلان کردیا ہے تو مقامی علماء کو اس کی صحت کا غلبہ ظن ہوجائے تو وہ رویت کا فیصلہ کرسکتی ہے۔

اسی طرح وائرلیس یا ٹیلی فون کے بارے میں مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے اور مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ انتہائی صحیح فیصلہ ہے، تار، خط، ٹیلی ویژن کی خبریں معتبر نہیں۔

ایک خاص نکتہ

مسلمان اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ رمضان المبارک یا عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی حیثیت دوسری قوموں کے عام تہواروں جیسی نہیں ہے بلکہ ان کی حیثیت تو عبادت جیسی ہے یعنی چاند دیکھنے کے بعد ایک عبادت شروع ہوتی ہے، دوسری عبادت ختم ہوتی ہے، چاند کے اوپر ہمارے بہت سے معاملاتی و معاشرتی احکام کا دارومدار ہے اس لئے شریعت اسلام نے سادہ حکم دیا ہے چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر

روزہ چھوڑو۔ اس سے یہ بات خود نکلتی ہے، اس سے مقصود چاند کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے بلکہ دیکھنا ہے اور دیکھنا بھی آنکھوں سے دیکھنا مقصود ہے کہ جہاز، دوربین، موسمیات کے ماہرین کے حساب سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس لئے کہ جہاں ان ذرائع سے یکسانیت یا وحدتِ قلت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ شریعت اسلام کے منشا کے خلاف ہے۔

جدید ذرائع سے فائدہ اٹھانا شریعت کے احکام کی بنیاد کے ساتھ غلط نہیں ہے اس کیلئے کہ اسلامی حکومت ہو اور وہ اس کی کوشش کرے تو ٹھیک ہے، مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ۲۹ شعبان کی شام کے بعد، نماز مغرب کے بعد کھلے میدان میں یا گنجان آبادی میں اونچی اونچی عمارتوں میں سے کسی بلند و بالا عمارت پر چڑھ کر چاند دیکھنے کی کوشش کریں، یہ حکم رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ضروری ہے اور چاند نظر آئے تو مسلمان ایک دوسرے کو دعا اور مبارک باد دے۔

قابل قدر مہینہ

بہر حال رمضان المبارک قابل قدر مہینہ ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے اس مہینہ کو شہر عظیم قرار دیا ہے یعنی عظمت والا مہینہ، پھر فرمایا شہر مبارک یعنی برکتوں والا مہینہ، اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ خیر و برکت والی رات ہے، جسے تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس مہینہ کو صبر کا مہینہ فرمایا جبکہ صبر کی جزا جنت ہے، یعنی یہ مہینہ حصول جنت کا سبب ہے، نیز اس مہینے کو حضور اقدس ﷺ نے شہر المواساۃ قرار دیا ہے، یہ مہینہ غم خواری کا مہینہ ہے، غرباء و مساکین خاص کر غریب رشتہ داروں کے ساتھ خاطر خواہ اور نیک برتاؤ، ان کے دکھ درد کو بانٹنے کا مہینہ ہے اور یہ عمل ہی ایسا ہے کہ اس سے رضائے الٰہی کا حصول آسان ہوجاتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کے قریب فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آرہا ہے جو بڑی برکتوں والا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس مہینے میں ہماری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں اور خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں اور دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں اور یہ مہینہ اس قدر بابرکت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان المبارک کی ہر رات اور دن میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سے جہنم کے قیدی آزاد کئے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے دن اور رات میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے، اس لئے کثرت کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے کہ جب رمضان المبارک کا چاند نظر آتا تھا تو حضور اکرم ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا، نمازوں میں اضافہ ہوجاتا تھا اور دعاؤں میں بڑی عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہوتا تھا۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

روزہ داروں کی دعا پر آمین

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہو۔ رمضان المبارک کی اہمیت وعظمت کا اندازہ اس حدیث سے کیا جاسکتا ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قصداً بلا عذر شرعی کے رمضان کے روزہ کو توڑ دے یا چھوڑ دے پھر تمام عمر غیر رمضان کے بھی روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلا عذر روزہ چھوڑنے کی قضا ہو ہی نہیں سکتی چاہے عمر بھر روزہ رکھے۔

مگر جمہور فقہاء کے نزدیک اگر رمضان کا روزہ نہیں رکھا تو ایک روزہ رکھنے سے قضا ہوجائے گی لیکن وہ برکت اور فضیلت جو رمضان کی ہے وہ ہاتھ نہیں آسکتی۔

ترغیب میں یہ روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان المبارک میں خوشبو کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر تک رمضان کی خاطر آراستہ وپیراستہ کیا جاتا ہے اور جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام میسرہ جس کے جھونکوں کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز نہ سنی ہے اور خوش الحان حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہوکر آواز دیتی ہیں کہ ہے کوئی اللہ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ہم سے جوڑ دے، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر یہ جواب دیتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے محمد ﷺ کی امت کے لئے آج کھول دیئے گئے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ داروغہ جنت رضوان سے فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے، پھر مالک جہنم سے فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے اور جبرئیل کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کردو اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو تاکہ محمد ﷺ کی امت کے روزوں کو خراب نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں

جو تین مرتبہ یہ آواز دیتا ہے کہ کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کو میں عطا کروں، کوئی توبہ کرنے والا ہے میں اس کی توبہ قبول کروں، کوئی مغفرت مانگنے والا ہے میں اس کی مغفرت کروں، کون ہے جو غنی کو قرض دے، ایسا غنی جو نادار نہیں، ایسا غنی جو پورا پورا ادا کرنے والا ہے اور جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ جہنمیوں کو خلاصی عطا فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ ایسے ماہ مقدس کا استقبال کون مسلمان نہ چاہے گا؟ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆

رمضان المبارک

تمام مہینوں کا سردار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

”اے نبی ﷺ میرے بندے اور تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی فریاد سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں لہٰذا ایمان والے میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! رمضان کا لفظ "رمض" سے نکلا ہے جس کے معنی شدید گرمی سے کسی چیز کو جلا دینے کے ہیں، چنانچہ روزے دار میں انتیس تیس روز تک بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی وجہ سے ایسی حرارت پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے گناہوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، اس کے دوسرے معنی اس بارش کے بھی ہیں جو خریف سے پہلے برستی ہے جبکہ زمین سخت گرم اور جلی ہوئی ہوتی ہے۔ اصطلاح میں روزہ کا مطلب صبح صادق کی پہلی علامت ظاہر ہونے سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے، مباشرت کرنے اور ہر قسم کے گناہوں سے رک جانا ہے، اسلامی قمری سال کے نویں مہینہ کا نام رمضان ہے، ہر عاقل، بالغ، تندرست اور مقیم ایماندار (مرد اور عورت) پر رمضان کے روزے فرض ہیں۔

اس مبارک مہینے میں جسے دیکھو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی میں مصروف ہے، اس سے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہا ہے، دن میں روزے سے ہے اور رات کو کھڑا قرآن پاک سن رہا ہے، ابھی اس کی آنکھ لگی اور پھر سحری کھانے کے لئے اٹھ بیٹھا، وضو کیا اور اللہ کی بڑائی بیان کرنے لگا، دن بھر بھوکا پیاسا رہا، ادھر سورج ڈوبا اور ادھر اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھائے اور یوں گویا ہوا: اے میرے بڑائی والے اللہ! اے میرے بادشاہ! تو میرا مالک ہے، تیرے سوا اور کوئی میرا معبود نہیں، میرے گناہوں کو تو معاف کر دے اسلئے کہ بڑی شان والا ہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے رات کی نماز (تراویح) تجویز کی پس جو لوگ رمضان میں روزے رکھیں گے اور تراویح پڑھیں گے ایمان اور آخرت کے اجر کی نیت کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوں گے جیسے اس دن جبکہ وہ پیدا ہوئے تھے گناہوں سے پاک تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان تمام مہینوں کا سردار ہے، اس مہینے کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ سے نجات کا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی اس مہینے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی خوشی سے کوئی نفل نیکی کرے وہ دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر اجر پائے گا۔

ہر سال مہینے بھر کے روزے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس لئے فرض کئے ہیں کہ بندہ صحیح معنوں میں اس کا فرماں بردار بن جائے، وہی کچھ کرنے لگے جس کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے اور ہر اس کام سے بچنے لگے جس سے باز رہنے کی اس نے ہدایت فرمائی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو روزہ رکھے تو لازم ہے کہ تو اپنی آنکھوں، اپنی زبان اور اپنے جسم کے سارے اعضاء کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناپسندیدہ باتوں سے روکے رکھے۔

نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق روزے رکھنے سے بندے میں ایک ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ شیطان کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح لڑائی میں تمہارے پاس ڈھال ہے جو دشمن کے حملوں سے تمہیں بچاتی ہے اسی طرح یہ روزہ تمہارے لئے ڈھال ہے جو جہنم سے بچانے والی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر گندگی کو دور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور جسم کو پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ نہ صرف بندے کو برائیوں سے بچاتا ہے بلکہ اس کے جسم کو بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

فضیلت روزہ

اسلام میں روزے کی بہت فضیلت اور ثواب بیان کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب سمجھ کر رکھے اس کے پہلے کے سب گناہ بخش دیئے گئے۔

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر عمل اس کا ہوتا ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے روزہ (دنیا میں گناہوں سے اور آخرت میں دوزخ سے بچانے والی) ڈھال ہے۔

ایک حدیث کے مطابق روزے دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ ہے۔ ایک حدیث کے مطابق جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی کھلا نہیں رہتا، اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، اور خدا کا منادی پکارتا ہے کہ اے بھلائی اور خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے برائی اور بدعملی کے شائق رک اور خدا کی طرف سے نافرمان بندوں کو دوزخ سے رہائی بخشی جاتی ہے اور یہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔

قابل عبرت روزہ دار

حجاج بن یوسف ایک مرتبہ دوران سفر حج مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کے درمیان ایک منزل میں اترا اور دوپہر کا کھانا تیار کرایا اور اپنے حاجب یعنی چوکیدار سے کہا کہ

کسی مہمان کو لے آؤ، حاجب خیمہ سے باہر نکلا تو اسے ایک اعرابی لیٹا ہوا نظر آیا، اس نے اسے جگایا اور کہا چلو تمہیں امیر حجاج بلا رہے ہیں، اعرابی آیا تو حجاج نے کہا میری دعوت قبول کرو اور ہاتھ دھو کر میرے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ جاؤ۔ اعرابی بولا معاف فرمایئے آپ کی دعوت سے پہلے آپ سے بہتر ایک کریم کی دعوت قبول کر چکا ہوں، حجاج نے کہا کہ وہ کس کی؟ وہ بولا اللہ تعالیٰ کی، جس نے مجھے روزہ رکھنے کی دعوت دی اور میں روزہ رکھ چکا ہوں، حجاج نے کہا اتنی سخت گرمی میں روزہ؟ اعرابی نے کہا ہاں! قیامت کی سخت ترین گرمی سے بچنے کیلئے، حجاج نے کہا آج کھانا کھالو اور یہ روزہ کل رکھ لینا، اعرابی نے کہا کیا آپ اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ میں کل تک زندہ رہوں گا؟ حجاج نے کہا یہ بات تو نہیں، اعرابی بولا تو پھر وہ بات بھی نہیں، یہ کہا اور چل دیا۔

اس واقعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کسی دنیوی حاکم کے رعب میں نہیں آتے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ یہاں کی گرمی برداشت کر کے روزہ رکھتے ہیں وہ کل قیامت کی ہولناک گرمی سے محفوظ رہیں گے۔

روزہ دار کا سانس شیطان کے لئے تلوار

ایک بزرگ نے مسجد کے دروازے پر شیطان کو حیران و پریشان کھڑے ہوئے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ شیطان نے کہا اندر دیکھئے، انہوں نے اندر دیکھا تو ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی مسجد کے دروازے کے پاس سو رہا تھا، شیطان نے بتایا کہ جو شخص اندر نماز پڑھ رہا ہے، اس کے دل میں وسوسہ ڈالنے کے لئے میں اندر جانا چاہتا ہوں لیکن جو دروازے کے قریب سو رہا ہے یہ روزہ دار ہے، یہ سویا ہوا روزہ دار جب سانس باہر نکالتا ہے تو اس کی وہ سانس میرے لئے شعلہ بن کر مجھے اندر جانے سے روک دیتی ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روزہ دار سے شیطان گھبراتا ہے اور روزہ دار کی سانس شیطان کے لئے گویا تلوار ہے، لہٰذا شیطان کے وار سے بچنے کے لئے روزہ ڈھال ہے۔

ایک نرالا کفارہ

ایک صحابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں نے رمضان کے روزہ کی حالت میں قصداً اپنی عورت سے صحبت کی، میں ہلاک ہوگیا، فرمایئے اب میں کیا کروں؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا متواتر دو ماہ کے روزے رکھ سکتے ہو؟ عرض کیا نہیں، پھر نبی ﷺ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ عرض کیا یہ بھی نہیں کرسکتا، اتنے میں بارگاہ رسالت میں کسی نے کچھ کھجوریں ہدیۃً پیش کیں، سرکار دو عالم ﷺ نے وہ ساری کھجوریں اس صحابی کو عطا فرمادی اور فرمایا انہیں خیرات کردو، تمہارا کفارہ ادا ہوجائے گا، وہ بولے یارسول اللہ! مدینہ بھر میں مجھ سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں، سرکار مدینہ ﷺ یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک چمکنے لگے اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی بھی شخص سے کوئی جرم روزہ کی حالت میں ہوجائے اور وہ شخص شرمندہ بھی ہو تو اس کو چاہئے کہ کفارہ ادا کرے، اور اگر جرم کے مطابق کفارے کا علم نہ ہو تو کسی عالم سے تفصیلات معلوم کرکے کفارہ ادا کرے۔

رمضان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت

ام المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے حد سخی تھیں، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ام المومنین نے ستر ہزار درہم راہ خدا میں تقسیم

کردیئے حالانکہ ان کی قمیص مبارک میں پیوند لگا ہوا تھا۔ اور ایک مرتبہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو آپ نے وہ سب درہم ایک ہی روز میں راہ خدا میں تقسیم کردیئے اور اس روز آپ خود روزہ سے تھیں، شام کے وقت باندی نے عرض کیا کیا ہی اچھا ہوتا کہ ایک درہم روٹی کے لئے رکھ لیتیں، تو فرمایا مجھے یاد نہیں رہا، یاد رہتا تو بچالیتی۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خصوصاً رمضان المبارک میں روپیہ پیسہ خرچ کرنا چاہئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو راہ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ٹھنڈا پانی

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا روزہ تھا، طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے کوزہ رکھ دیا تھا، نماز عصر کے بعد مراقبہ میں تھے، حوران بہشت نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کیا، جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے؟ وہ کسی ایک بندۂ خدا کا نام لیتی، ایک آئی اس سے بھی پوچھا تو اس نے کہا اس کے لئے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے۔ فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزے کو گرادے، اس نے گرادیا، اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی دیکھا تو وہ کوزہ ٹوٹا پڑا تھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آخرت کی ابدی راحتیں اور نعمتیں پانے کیلئے اپنے نفس کو بہت مارنا پڑتا ہے اور اپنے نفس کو قابو کرکے دنیا کی لذتوں کو ٹھوکر مارنی پڑتی ہے۔

رمضان میں سخاوت پر حضور مصطفیٰ ﷺ کا انعام

رمضان المبارک کی آمد تھی اور مشہور مؤرخ حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ نہ تھا، آپ نے اپنے ایک علوی دوست کی طرف یہ رقعہ بھیجا۔ ''رمضان شریف کا مہینہ آنے والا ہے اور میرے پاس خرچ کیلئے کچھ نہیں، مجھے قرض حسنہ کے طور پر ایک ہزار درہم بھیجئے۔'' چنانچہ اس علوی دوست نے ایک ہزار درہم کی تھیلی بھیج دی، تھوڑی دیر کے بعد حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست کا رقعہ حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آ گیا اس میں بھی وہی ایک ہزار درہم کی درخواست کی گئی تھی، حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے وہی تھیلی وہاں بھیج دی، دوسرے وہی علوی دوست جنہوں نے حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے قرض لیا تھا دونوں حضرت واقدی کے گھر آئے، علوی کہنے لگے رمضان المبارک کا مہینہ آ رہا ہے اور میرے پاس ان ہزار درہموں کے سوا کچھ نہ تھا، مگر آپ کا رقعہ آیا تو میں نے یہ ہزار درہم آپ کو بھیج دیئے اور اپنی ضرورت کے لئے اپنے ان دوست کو رقعہ لکھا کہ مجھے ایک ہزار درہم بطور قرض بھیج دیجئے، انہوں نے وہی تھیلی جو میں نے آپ کو بھیجی تھی وہ آپ نے اسے بھیج دی اور اس نے وہ تھیلی مجھے بھیج دی، پھر ان تینوں حضرات نے اتفاق رائے سے اس رقم کے تین حصے کر کے آپس میں تقسیم کر لئے۔ اسی رات حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں جناب رسالت مآب ﷺ کی زیارت ہوئی اور فرمایا انشاء اللہ کل تمہیں بہت کچھ مل جائے گا۔

چنانچہ دوسرے روز امیر یحییٰ برمکی نے حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر پوچھا میں نے رات خواب میں آپ کو پریشان دیکھا ہے کیا بات ہے؟ حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے سارا واقعہ سنایا، تو یحییٰ برمکی نے کہا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ تینوں میں سے کون زیادہ سخی ہے، آپ تینوں ہی سخی اور واجب الاحترام ہیں، پھر اس نے تیس ہزار درہم

حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کو اور بیس بیس ہزار درہم ان دونوں کو دیئے اور حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بھی مقرر کر دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ سچے مسلمان سخی اور پیکر ایثار ہوتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف دور کرنے کی خاطر اپنی مشکلات کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے، اور یہ بھی واضح ہوا کہ سخاوت سے ہمیشہ فائدہ ہی ہوتا ہے، مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب ﷺ امت کے حالات سے باخبر ہیں اور سخاوت کرنے والوں پر نظر رحمت فرماتے ہیں یقیناً اللہ کی راہ میں ایثار کی بہت فضیلت ہے۔

روزوں کے سبب قبر سے مشک کی خوشبو

حضرت قتادہ کے استاذ حدیث حضرت عبداللہ بن غالب رحمۃ اللہ علیہ شہید کر دیئے گئے، تدفین کے بعد ان کی قبر شریف کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی، کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا گیا؟ کہا اچھا معاملہ فرمایا گیا، پوچھا آپ کو کہاں لے جایا گیا؟ کہا جنت میں۔ پوچھا کون سے عمل کے باعث؟ فرمایا ایمان کامل، تہجد اور گرمیوں کے روزوں کے سبب، پھر پوچھا آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آ رہی تھی؟ تو جواب دیا کہ یہ میری تلاوت اور روزوں میں پیاس کی خوشبو ہے۔

رمضان اور شش عید کے روزوں کی برکت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں تین سال تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہا، ایک مکی شخص روزانہ دوپہر کے وقت طواف کعبہ کرتا، دوگانہ ادا کرتا پھر مجھے سلام کرتا اور اپنے گھر چلا جاتا، مجھے اس نیک بندے سے محبت ہوگئی، وہ سخت بیمار ہو گیا، میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تو اس نے مجھے وصیت کی کہ جب میں فوت

ہوجاؤں گا تو آپ اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر میری نماز جنازہ ادا فرمایئے، مجھے تنہا نہ چھوڑیئے بلکہ ساری رات میری قبر کے پاس تشریف فرما رہیئے، نیز منکر نکیر کی آمد کے وقت مجھے تلقین فرمایئے۔

میں نے حامی بھرلی چنانچہ انتقال کے بعد میں نے حسب وصیت عمل کیا، قبر کے پاس حاضر تھا کہ مجھے اونگھ آگئی، میں نے ہاتف غیبی کی آواز سنی ''اے سفیان! اس کو تیری تلقین وقربت کی کوئی حاجت نہیں اس لئے کہ ہم نے خود ہی اس کو اُنس دیا اور تلقین کی۔'' میں نے کہا اس کو کس عمل کے سبب سے یہ رتبہ ملا؟ آواز آئی کہ رمضان المبارک اوراس کے بعد شوال المکرّم کے چھ روزے رکھنے کی برکت سے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس ایک رات میں یہی خواب میں نے تین بار دیکھا، میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی یا اللہ مجھے بھی اپنے فضل وکرم سے ان روزوں کی توفیق عطا فرما۔

اہل بیت کے تین روزے

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ بیمار ہوگئے تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور خادمہ نے ان شہزادوں کی صحت یابی کے لئے تین روزوں کی منت مانی، اللہ تعالیٰ نے دونوں شہزادوں کو شفا عطا فرمائی، چنانچہ تین روزے رکھ لئے گئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین صاع جو لائے، ایک ایک صاع تینوں دن پکایا، جب افطار کا وقت آیا اور تینوں روزہ داروں کے سامنے روٹیاں رکھی گئیں تو ایک دن مسکین، ایک دن یتیم اور ایک دن قیدی دروازے پر حاضر ہوگئے اور روٹیوں کا سوال کیا تو تینوں دن سب روٹیاں ان سائلوں کو دے دیں اور صرف پانی سے افطار کرکے اگلا روزہ رکھ لیا۔

مسلسل چالیس سال تک روزے

حضرت داؤد طائی مسلسل چالیس سال تک روزے رکھتے رہے مگر آپ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اپنے گھر والوں تک کو خبر نہ ہونے دی، کام پر جاتے، دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے، مغرب کے بعد گھر آکر کھانا کھا لیا کرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا اپنے نفس کو قابو میں رکھنا چاہئے اور یہی روزے کا اصل مقصد ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆

رمضان المبارک

عبادت اور شکر گزاری کا مہینہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِيۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

”جو لوگ ایمان اور نیک اعمال کئے حق تعالیٰ ان کے لئے (دنیا میں ہی) محبوبیت فرمادیں گے۔“

بزرگو اور دستو! رمضان المبارک کا روزہ جو ہم پر فرض ہے اور جسے حضور اکرم ﷺ کی پیروی اور تقلید میں اختیار کرتے ہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کے شکر وسپاس کی ادائیگی ہے جو اس نے اپنے پیغمبر جناب حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ کی وساطت سے ہم پر وارد فرمایا ہے اور اس کی عظیم ترین احسان شناسی کا احسان ہے وہ کتاب الٰہی وہ تعلیم ربانی وہدایت روحانی جو ان ایام میں بنی نوع انسان کو عنایت ہوئی، جس نے ان کو شیطان سے فرشتہ، ظلماتی سے نورانی، جاہل سے دانشمند، ظالم سے مہربان، زیاں کار سے نیکوکار اور بہائم سے انسان بنایا، پستی وذلت کے عمیق غار سے نکال کر ان کو اوج کمال تک پہنچایا، ان کی وحشت کو تہذیب واخلاق سے، ان کی جہالت کو علم ومعرفت سے، ان کی نادانی کو حکمت ودانائی سے اور ان کی ظلمت وتاریکی کو بصیرت وروشنی سے بدل دیا، اس صحیفہ یزدانی نے ان کو کفر وباطل کی ظلمتوں، شرک والحاد کی اتھاہ گہرائیوں اور خرافات اوہام کی تاریکیوں سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کر کے منزل مراد تک پہنچایا، جس نے ان کی قسمتوں کے پانسے پلٹ دیئے، ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی اور فضل ودولت اور خیر وبرکت کے خزانوں سے ان کے کاشانوں کو معمور کر دیا، جس نے ذرہ بے مقدار کو آفتاب اور مشت خاک کو ہمدوش ثریا بنا دیا، جس نے ان کو گمنام صحراؤں اور ریگستانوں سے نکال کر دنیا وجہان کی مہذب ترین، اعلیٰ ترین اور بہترین امت بنا کر عالم گیتی اور کائنات کا امام وسردار بنا دیا، ان لامتناہی احسانات اور بے پناہ نعمتوں کے شکر وسپاس کے لئے اور مالک ارض وسما کی عظمت اور شان کبریائی کے اظہار کی خاطر روزہ فرض ہوا۔ قرآن کریم اپنے ان مقدس الفاظ میں اسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ رمضان کا روزہ اس لئے فرض ہوا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ تم کو اس نے ہدایت عطا فرمائی تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

قرآن حکیم جس میں حق وباطل کی روشن نشانیاں ہیں، رمضان المبارک کی شب قدر میں حضور اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا اس وقت حضور ﷺ مکہ مکرمہ

کے مشہور ومعروف غار حرا میں مصروف عبادت تھے فرستادہ ایزدی حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الخ اپنے رب کے نام نامی اسم گرامی سے پڑھئے، جس نے ساری کائنات کی تخلیق کی ہے، قرآن حکیم کی یہ سب سے پہلی آیت مقدسہ ہے جو غار حرا میں نازل ہوئی، حضور اکرم صل ﷺ اس ناموس اکبر کا مژدہ جانفزا لے کر غار حرا سے نمودار ہوتے ہیں اور فیضان الٰہی کا نور اسی غار کے زمانہ سے طلوع ہوتا ہے۔

رمضان کے فیوض وبرکات

رمضان المبارک وہ اعلیٰ وارفع فیوض وبرکات اور انوار وتجلیات کا مہینہ ہے جس میں قرآن حکیم اور دوسری تمام آسمانی کتابیں بھی اس ماہ مبارک میں نازل ہوئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مہینے کی تیسری تاریخ کو صحیفے عطا کئے گئے، حضرت داؤد علیہ السلام کو اسی مہینے کی بارہ تاریخ کو زبور عطا کی گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اسی مبارک مہینہ کی چھ تاریخ کو تورات نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی ماہ مقدس کی تیرہ تاریخ کو انجیل مرحمت فرمائی گئی۔

آغاز اسلام کے چند اہم ترین واقعات بھی اسی ماہ مقدس میں رونما ہوئے، غزوۂ بدر اور فتح مکہ ان ہی اہم واقعات میں سے دو ہیں، جو عظمت اسلام اور رفعت رسالت مآب کے بے نظیر مظہر وعکاس ہیں اور جن کے ذریعہ مجاہدین ملت نے کفر وباطل کے غرور، تکبر اور طاقت وقوت کو ہمیشہ کے لئے پیوند ارض کر دیا تھا، یہ بھی ہمارے لئے شکر وسپاس کے مواقع ہیں۔

لیلۃ القدر کی فضیلت اور عظمت کے بارے میں جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور

اللہ سے اجر کی خاطر عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ رمضان المقدس کو اللہ تعالیٰ کے مہینے سے تعبیر کیا گیا ہے جو بہترین دن، بہترین راتیں اور بہترین ساعتوں کا حامل ہے اور یہ اپنے پہلو میں بے پایاں برکتوں، رحمتوں اور بے اندازہ بخششوں کے خزائن رکھتا ہے لہٰذا ملت اسلامیہ کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اس ماہ مقدس سے بھرپور فیض حاصل کرے اور اسے نہایت ادب واحترام، عقیدت ومحبت اور رغبت والتفات کے ساتھ گزارے، دن کو روزہ رکھے اور بے شمار نعمتوں کا شکر وسپاس ادا کرے اور قرآن حکیم کی تلاوت کا فریضہ بجالاتا رہے، رمضان المبارک کی آمد پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے، اسی وجہ سے اس ماہ محترم میں مساجد نمازیوں سے بھری نظر آتی ہیں اور اکثر لوگ روزہ رکھتے ہیں۔

روزہ سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے

روزہ انسان کو خواہشات نفسانی اور عادات کی محکومی سے آزاد کرتا ہے اور اس کے نفس کو اتنا سربلند کرتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبودیت کے آگے سر نہیں جھکاتا، روزہ انسان کو صاحب ایمان اور صاحب یقین بناتا ہے، روزہ نادیدہ خدا کو دیکھا ہوا خدا منوالیتا ہے اور اسے نیک پارسا، پرہیزگار اور ہدایت یافتہ بناتا ہے، خالق کائنات کو کسی شخص کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی دلچسپی اور فائدہ نہیں ہے، وہ اپنے بندوں میں پرہیزگاری، پارسائی، اعمال صالحہ اور تقویٰ دیکھنا چاہتا ہے، جس کے حصول کے لئے اس نے رمضان کے روزے فرض قرار دیئے ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے

جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے ہیں تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو سکے۔ تقویٰ سے مراد اپنی نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھنا اور جذبات کو تلاطم خیزیوں سے بچانا ہے، روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا بدل کوئی دوسری عبادت نہیں ہوسکتی، روزہ سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے، روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے، ایمان استوار ہوتا ہے اور یقین میں پختگی پیدا ہوتی ہے، روزہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا مخفی عمل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا، روزہ انسان کو اس کے خالق کے قریب کر دیتا ہے اور اس کا اپنے مالک کے ساتھ گہرا رابطہ پیدا ہو جاتا ہے جو انسانیت کا جوہر ہے بشرطیکہ یہ آداب وشرائط کے ساتھ رکھا گیا ہو۔

جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے

قرآن مجید میں روزہ کے لئے صوم کا لفظ آیا ہے، صوم کے معنی رکنے، بچنے اور نگاہ رکھنے کے ہیں یعنی اپنے آپ کو حدود الٰہیہ کے اندر رکھنا اور ضبط نفس کرنا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کا مقدس مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن کے روزے میں سحری کے کھانے سے مدد لو اور قیام اللیل یعنی رات کی نماز کیلئے قیلولہ سے مدد لو۔

سحری باعث برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سحری کھانے میں برکت ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کا فرق ہے۔ اگرچہ سحری کھانا واجب یا فرض نہیں لیکن بہرحال باعث برکت ہے۔

سحری کا وقت آدھی رات سے شروع ہوتا ہے، سحری کا کھانا مبارک ہے۔

افطار کا وقت

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔ افطاری جلدی کرنے کی صورت یہ ہے کہ سورج ڈوبنے کا یقین ہوجائے تو روزہ افطار کر لیا جائے دیر نہ لگائی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں مجھے وہ بندے بہت پیارے ہیں جو افطاری میں جلدی کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ یہود ونصاریٰ افطاری میں دیر کرتے ہیں۔ جلدی سے مراد وقت جواز میں جلدی ہے جب سورج ڈوب جائے پھر دیر نہ لگائی جائے، بلاوجہ دیر کرنا خلاف سنت ہے۔ معلوم ہوا کہ سنتوں کی پابندی بلکہ مستحبات پر عمل مسلمانوں کی شان وشوکت اور دین کے ظہور ودبدبہ کا باعث ہے۔

روزہ میں جھوٹ بولنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو روزے دار جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کا

کھانا پینا چھوڑ دینے کی پرواہ نہیں۔ جھوٹی بات سے مراد ہر قسم کی ناجائز گفتگو ہے۔ جھوٹ، بہتان، تہمت، چغلی، غیبت، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنا ضروری ہے، برے کام سے مراد ہر ناجائز کام ہے۔ آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کے گناہ اس میں شامل ہیں، اگرچہ برے کام ہر حالت میں برے اور ہمیشہ ہی رہیں گے مگر روزہ کی حالت میں زیادہ برے ہیں کہ ان کے کرنے سے روزہ کی بے حرمتی اور ماہ رمضان المبارک کی بے ادبی ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کرے اور اگر کوئی اس سے جہالت کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بحالت روزہ بھول سے کچھ کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان میں بغیر شرعی عذر اور بغیر کسی بیماری کے (جس میں روزہ نہ رکھا جاسکے) اگر کوئی شخص ایک دن کا روزہ نہ رکھے گا تو اگرچہ عمر بھر روزے رکھے تو اس کی قضا نہ ہوگی۔ یعنی وہ درجہ اور ثواب نہ دیا جائے گا جو رمضان المبارک کے روزے سے ملتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز سے پہلے چند کھجوروں پر روزہ افطار فرماتے تھے، اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک چھوہاروں سے روزہ افطار کرتے، اگر چھوہارے نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرمالیتے۔

روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا میں آنکھوں کا مریض ہوں کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں!

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔ مرد و خواتین سبھی اپنے رشتہ داروں اور اقرباء کو کبھی کسی روزے میں افطار کرائیں تاکہ آپس کی تعلق داری اور قرابت داری مضبوط ہو، ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق افطاری کرا سکتا ہے۔

افطار کرانے پر انعامات

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ افطار کرانے والے کے لئے تین انعامات ہیں۔ افطاری کرانے والے کے گناہوں کی بخشش، آگ سے آزادی، جتنا ثواب روزہ دار کو ملتا ہے اتنا ہی افطار کرانے والے کو بھی ملتا ہے۔ اگر کوئی خوب اچھی افطاری نہ کرا سکے بلکہ صرف پانی کا ایک گھونٹ یا دودھ کا ایک گھونٹ پلا کر یا کھجور سے افطار کرائے، اسے بھی مذکورہ بالا تینوں نیکیاں اور ثواب عطا کئے جاتے ہیں اور جو کوئی کسی روزہ دار کو افطاری کے بعد خوب سیر کرائے یعنی پیٹ بھر کھانا کھلائے تو ایسے لوگوں کو اللہ پاک رسول اکرم ﷺ کے حوض کوثر سے پانی پلائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی ہے اور مسافر دودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ کی رخصت عطا فرمائی ہے۔

امت محمدیہ کو رمضان کی رحمتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان کے بارے میں پانچ چیزیں خصوصی طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی۔ (۱) ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔ (۳) جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔ (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔ (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شبِ قدر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں پانچ خصوصیتیں ارشاد فرمائی ہیں جو اس امت کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے مخصوص انعام ہوئی اور پہلی امت کے روزہ داروں کو مرحمت نہیں ہوئی۔

اول یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو جو بھوک کی حالت میں ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ شراح حدیث کے اس لفظ کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں مگر ان میں سے تین قول راجح ہیں۔ اول یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پرور ہوگی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت میں جب قبروں سے

اٹھیں گے تو یہ علامت ہوگی کہ روزہ دار کے منہ سے ایک خوشبو جو مشک سے بھی بہتر ہوگی وہ آئے گی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ دنیا ہی میں اللہ کے نزدیک اس بو کی قدر مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

مقصود روزہ دار کا کمال تقرب ہے، روزہ حق تعالیٰ شانہٗ کی محبوب ترین عبادتوں میں سے ہے اسی وجہ سے ارشاد ہے کہ ہر نیک عمل کا بدلہ ملائکہ دیتے ہیں مگر روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں اس لئے کہ وہ خالص میرے لئے ہے۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ یہ لفظ اُجزیٰ بِہٖ ہے یعنی یہ کہ اس کے بدلہ میں میں خود اپنے کو دیتا ہوں اور محبوب کے ملنے سے زیادہ اونچا بدلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ساری عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے یعنی روزہ کی وجہ سے قلب منور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے مگر جب ہی کہ روزہ بھی روزہ ہو صرف بھوکا رہنا مراد نہیں۔

اس جگہ ایک ضروری مسئلہ قابل تنبیہ یہ ہے کہ اس منہ کی بدبو والی حدیثوں کی بنا پر بعض ائمہ روزہ دار کو شام کے وقت مسواک کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک مسواک ہر وقت مستحب ہے اس لئے کہ مسواک سے دانتوں کی بو زائل ہوتی ہے اور حدیث میں جس بو کا ذکر ہے وہ معدہ کے خالی ہونے کی ہے نہ کہ دانتوں کی۔

روزہ دار کے لئے مغفرت کی دعا

دوسری خصوصیت مچھلیوں کے استغفار کرنے کی ہے اس سے مقصود کثرت سے دعا کرنے والوں کا بیان ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ مچھلیوں کی خصوصیت بہ ظاہر اس وجہ سے ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ

وُدًّا۔ ترجمہ۔ جولوگ ایمان لائے اوراچھے اعمال کئے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لئے (دنیا ہی میں) محبوبیت فرمادیں گے اور حدیث پاک میں ارشاد ہے جب حق تعالیٰ شانہٗ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے فلاں بندہ پسند ہے تم بھی اس سے محبت کرو وہ خود محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان پر آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندہ اللہ کا پسندیدہ ہے تم سب اس سے محبت کرو، پس اس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر اس کے لئے زمین پر قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور عام قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص کی محبت اس کے پاس رہنے والوں کو ہوتی ہے لیکن اس کی محبت اتنی عام ہوتی ہے کہ آس پاس رہنے والوں کو ہی نہیں بلکہ دریا کے رہنے والے جانوروں کو بھی اس سے محبت ہوتی ہے کہ وہ بھی دعا کرتے ہیں اور گویا بر سے متجاوز ہوکر بحر تک پہنچنا محبوبیت کی انتہا ہے۔ نیز جنگل کے جانوروں کا دعا کرنا بطریق اولیٰ معلوم ہوگیا۔

چوتھی خصوصیت سرکش شیاطین کا قید ہوجانا ہے کہ جس کی وجہ سے معاصی کا زور کم ہوجاتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمت کے جوش اور عبادت کی کثرت کا مقتضا یہ تھا کہ شیاطین بہکانے میں بہت ہی کوشش کرتے اور ایڑی چوٹی کا زور ختم کردیتے اور اس وجہ سے معاصی کی کثرت اس مہینہ میں اتنی ہوجاتی کہ حد سے زیادہ۔ لیکن باوجود اس کے یہ مشاہدہ ہے کہ مجموعی طور سے گناہوں میں بہت کمی ہوجاتی ہے۔ کتنے شرابی کبابی ایسے ہیں کہ رمضان میں خصوصیت سے نہیں پیتے اور اسی طرح اور گناہوں میں کمی ہوجاتی ہے لیکن اس کے باوجود گناہ ہوتے ضرور ہیں مگر ان کے سرزد ہونے سے اس حدیث پاک میں تو کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ اس کا مضمون ہی یہ ہے کہ سرکش شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں اس بنا پر اگر وہ گناہ غیر سرکشوں کا اثر

ہوتو کچھ خلجان نہیں البتہ دوسری روایات میں سرکش کی قید کے بغیر مطلقاً شیاطین کے مقید ہونے کا ارشاد بھی موجود ہے پس اگر ان روایات سے بھی سرکش شیاطین کا ہی قید ہونا مراد ہے کہ بسا اوقات لفظ مطلق بولا جاتا ہے مگر دوسری جگہ سے اس کی قیودات معلوم ہوجاتی ہیں تب بھی کوئی اشکال نہیں رہا۔ البتہ اگر ان روایات سے سب شیاطین کا محبوس ہونا مراد ہوتب بھی ان معاصی کے صادر ہونے سے کچھ خلجان نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ اگرچہ معاصی عموماً شیاطین کے اثر سے ہوتے ہیں مگر سال بھر تک ان کے تلبس اور اختلاط اور زہریلے اثر کے جماؤ کی وجہ سے نفس ان کے ساتھ اس درجہ مانوس اور متاثر ہوجاتا ہے کہ تھوڑی بہت غیبت محسوس نہیں ہوتی بلکہ وہی خیالات اپنی طبیعت بن جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ غیر رمضان میں جن لوگوں سے گناہ زیادہ سرزد ہوتے ہیں رمضان میں بھی انہی سے زیادہ تر صدور ہوتا ہے اور آدمی کا نفس چونکہ ساتھ رہتا ہے اسی لئے اس کا اثر ہے۔

دوسری بات ایک اور بھی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کرلیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے اور اگر دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا قلب بالکل سیاہ ہوجاتا ہے پھر خیر کی بات اس کے قلب تک نہیں پہنچتی اسی کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ سے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے قلوب زنگ آلود ہوگئے ایسی صورت میں وہ قلوب ان گناہوں کی طرف خود متوجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ ایک نوع کے گناہ کو بے تکلف کرلیتے ہیں لیکن اسی جیسا جب کوئی دوسرا گناہ سامنے ہوتا ہے تو قلب کو اس سے انکار ہوتا ہے۔ مثلاً جو لوگ شراب پیتے ہیں ان کو اگر سور کھانے کو کہا

جائے تو ان کی طبیعت کو نفرت ہوتی ہے حالانکہ معصیت میں دونوں برابر ہیں تو اسی طرح جب کہ غیر رمضان میں وہ ان گناہوں کو کرتے رہتے ہیں تو دل ان کے ساتھ رنگے جاتے ہیں جس کی وجہ سے رمضان المبارک میں بھی ان کے سرزد ہونے کے لئے شیاطین کی ضرورت نہیں رہتی۔ بالجملہ اگر حدیث پاک سے سب شیاطین کا مقید ہوجانا مراد ہے تب بھی رمضان المبارک میں گناہوں کے سرزد ہونے سے کچھ اشکال نہیں اور اگر متمرد اور خبیث شیاطین کا مقید ہونا مراد ہو تب تو کوئی اشکال ہے ہی نہیں۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں سب روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ چونکہ رمضان المبارک کی راتوں میں شب قدر سب سے افضل رات ہے اس لئے صحابہ کرام نے خیال فرمایا کہ اتنی بڑی فضیلت اسی رات کے لئے ہوسکتی ہے مگر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے فضائل مستقل علیحدہ چیز ہے یہ انعام تو ختم رمضان کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بار بار رمضان المبارک کی مبارک سعادتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

رمضان المبارک

میں قیام لیل کا اہتمام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترم بزرگو اور دوستو! رمضان المبارک کو حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کا مہینہ قرار دیا ہے۔ رمضان المبارک وہ مقدس مہینہ ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی حاکمیت اور ربوبیت کا سب سے بڑا انعام اپنے بندوں کو عطا کیا ہے اور

اسے ہدایت ورہنمائی کے اس پاک دستور اور ضابطۂ حیات سے نوازا جس کا نام قرآن کریم ہے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے ہیں جو بقیہ سال کے گیارہ مہینوں کی تربیت فراہم کرتے ہیں۔

رمضان میں ثواب کا اجر

اس ماہ مبارک میں دو نفل پڑھنے کا ثواب بھی فرض کے برابر ملتا ہے، رمضان المبارک کی خصوصی عبادات مختلف اسلامی کتب میں مذکور ہیں جنہیں ادا کر کے ہر مسلمان زیادہ سے زیادہ اللہ کا رحم وکرم حاصل کرسکتا ہے، رمضان المبارک میں ہر نماز عشاء اور تراویح کے بعد روزانہ تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی بہت فضیلت ہے، پہلی مرتبہ پڑھنے سے گناہوں سے مغفرت ہوگی، دوسری مرتبہ پڑھنے سے دوزخ سے آزادی حاصل ہوگی اور تیسری بار پڑھنے والا جنت کا مستحق ہوگا۔ حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے میری امت میں سے جو مرد یا عورت خواہش کرے کہ میری قبر نور سے منور ہو تو شب قدر میں عبادت کرے۔

طاق راتوں کے عمل

رمضان المبارک کی اکیسویں شب کو اکیس مرتبہ سورہ قدر پڑھنا بھی بہت افضل ہے، تیئیسویں شب سورۂ یٰسین ایک مرتبہ، سورہ رحمٰن ایک مرتبہ پڑھنا بہت افضل ہے، پچیسویں شب کو سات مرتبہ سورہ دخان پڑھنے سے انشاء اللہ پاک عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا جبکہ اسی شب سات مرتبہ سورہ فتح پڑھنا ہر مراد کے لئے بہت افضل ہے، ستائیسویں شب کو سورہ ملک سات مرتبہ مغفرت کے واسطے پڑھنا بہت فضیلت رکھتی ہے، رمضان المبارک کی انتیسویں شب کو سات مرتبہ سورہ واقعہ پڑھنے سے اللہ

تعالیٰ رزق میں ترقی دے گا۔ شب قدر کی عظمت وفضیلت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے، اس میں فرشتے اور روح الامین ہر امر خیر کو لے کر اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں، یہ رات طلوع فجر تک امن اور سلامتی ہے۔

پہلی شب یعنی اکیسویں شب کو چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک ایک بار، سورۂ اخلاص ایک ایک بار پڑھیں، بعد سلام کے ستر مرتبہ درود پاک پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کے حق میں فرشتے دعائے مغفرت کریں گے۔

دوسری شب قدر ماہ رمضان کی تیئیسویں شب کو چار رکعت نماز دو سلام کے ساتھ پڑھیں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک بار، سورۂ اخلاص تین تین بار پڑھیں، گناہوں کی معافی کے لئے یہ نماز بہت افضل ہے۔ اس کے علاوہ اسی شب آٹھ رکعات نماز چار سلام سے پڑھیں، ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ تکاثر ایک ایک بار، سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھیں، اس نماز کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان کر دے گا اور عذاب قبر سے بھی محفوظ رکھے گا۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے جس نے ایمان کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس شب کو دو رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر تین تین مرتبہ پڑھیں، سورۂ اخلاص ستائیس مرتبہ پڑھ کر گناہوں کی مغفرت طلب کریں انشاء اللہ تعالیٰ پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ پانچویں شب قدر انتیسویں شب کو چار رکعت نماز دو دو سلام سے

پڑھیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک ایک بار، سورۂ اخلاص پانچ پانچ مرتبہ پڑھیں، بعد سلام کے درود شریف ایک سو دفعہ پڑھیں، مغفرت کے لئے یہ نماز بہت افضل ہے، محض روزے رکھنے سے رمضان المبارک کا مقصد پورا نہیں ہوتا بلکہ یہ ماہ مبارک تو پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرنے کی عادت ڈالتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ان تمام کو اپنی زندگی میں بار بار پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قیام لیل کا اہتمام

رمضان المبارک کے علاوہ سال کے گیارہ مہینوں میں نماز تراویح کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بقیہ مہینوں میں بھی اللہ کے بندے اپنا مخصوص تعلق قائم رکھیں اس کے لئے تہجد کی نماز کا اہتمام کیا گیا، تہجد کی نماز ماہ رمضان میں ادا کرنا اس وقت اور بھی آسان ہو جاتا ہے جبکہ مسلمان سحری کھانے کے لئے اٹھتے ہیں، سحری سے قبل تہجد کا اہتمام کرنا ہر مسلمان کے لئے ایک آسان عمل ہے خصوصاً ان لوگوں کے لئے بھی جن کے لئے بقیہ مہینوں میں یہ ایک مشکل کام ہے۔ درحقیقت رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لئے بہت کارگر اور قرآن ٹھیک پڑھنے کے لئے زیادہ موزوں ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ معاملہ تب پیش آتا ہے جب ایک بندہ اللہ سے اپنا تعلق قائم کرنے کی خواہش دل میں رکھتا ہو، پھر اس تعلق کو قائم کرنے کے لئے وہ اس مخصوص وقت کا تعین کرتا ہے جبکہ دنیا غفلت کی نیند میں سرمست ہوتی ہے لیکن اللہ کے نیک بندے اپنی نیند کو قربان کرتے ہوئے اللہ سے لو لگاتے ہیں، اس کا ذکر کرتے ہیں، اس کے سامنے اپنی حاجات پیش کرتے ہیں، اپنے آپ کو ذلیل و کمتر سمجھتے ہیں، دنیا کی بے ثباتی کی تصدیق کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور آئندہ آنے والی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اپنے قول و عمل سے

اظہار کرتے ہیں، نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور فکروں کے عمل میں تبدیلی آجاتی ہے، اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اصلاح کی توفیق مل جاتی ہے، اس کے برخلاف مکذبین کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے نعمت دی تو بجائے اس کے کہ ان کے اندر شکرگذاری کا جذبہ پیدا ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے والوں میں شمار ہوں، اس کے برخلاف ان کا دماغ خراب ہو گیا، وہ اللہ اور اس کی ان تمام نعمتوں کو بھول گئے نیز وہ اپنے رب کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ رب کے مقابلے میں کھڑے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے رب کے احکامات کو اپنے قول و عمل سے جھٹلا دیا، ایسے لوگوں سے سخت سوال و جواب ہوگا اور وہ ناکام و نامراد ٹھہریں گے، کہا کہ ان جھٹلانے والے خوش حال لوگوں سے نمٹنے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں ذرا کچھ دیر اسی حالت پر رہنے دو۔

قبل از قیام لیل

رات کی نماز ہو یا دن کی اس کی پہلی شرط وضو ہے، وضو کے ذریعہ انسان کا ہر ظاہری عضو دھل جاتا ہے، ساتھ ہی اس میں یہ بات بھی پوشیدہ ہے کہ یہی وہ اعضاء ہیں جو انسان کو نیکی یا برائی کے کام انجام دینے میں مددگار رہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر انسان کے ہاتھ اور ان ہاتھوں کے ذریعہ انجام دیئے جانے والے کام، اس کی زبان اور اس زبان سے ادا کی جانے والی گفتار، اس کا چہرہ اور اس کا رخ کہ وہ کس جانب اپنے رخ کو موڑتا ہے، انسان کا سر اور اس سر میں آنے والے خیالات، انسان کے پیر اور ان پیروں کا مختلف سمتوں میں اٹھنا، یہ وہ تمام اعضاء ہیں جو انسان پہلے مرحلے میں وضو کے ذریعہ پاک کر لیتا ہے، اس طرح وہ معصیت اور برائیوں سے بچتے ہوئے ان تمام اعضاء کو اللہ رب العزت کے سامنے حاضر کرتا ہے، جو برائیوں

سے بچ کر بھلائیوں کو فروغ دینے، اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی اور اپنی حاجات کو پیش کرنے کیلئے اٹھتے ہیں، یہی وہ پہلے مرحلے کی تیاری ہے جو انسان کو اپنے رب سے قریب کرتی ہے، اس کو یکسو کرتی ہے اور وہ اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ رب العزت کے آگے رکوع و سجود بجالاتا ہے۔

یہ بات بھی قابل اہم ہے کہ اس طرز عمل کے نتیجہ میں انسان اللہ وحدہٗ لاشریک کی وحدت کا قائل ہوجاتا ہے، دل پر اطمینان کی کیفیت طاری ہونا اور پراگندہ خیالات واحساسات سے انسان کا بچ جانا یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

قیام لیل کیلئے جانے والا انسان اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ ایک اللہ اور اس کے رسول کے لائے ہوئے احکامات کی خلاف ورزی نہیں کرے گا، اس نظام حیات کو اپنی زندگی کے ہر چھوٹے اور بڑے مرحلے میں اختیار کرے گا جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے، باطل افکار و خیالات اور نظریات سے وہ چھٹکارا حاصل کرے گا اور دنیا میں گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں میں نہ خود شمار ہوگا اور نہ ہی ان کا مددگار بنے گا، یہ اور اس طرح کے بے شمار فوائد قیام لیل سے حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ قیام لیل کا اہتمام فہم و شعور سے کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا قیام لیل

سورہ مزمل کی آیات میں اس بات کو واضح کردیا گیا تھا کہ جو ذمہ داری اللہ کے رسول ﷺ کو دی جارہی ہے وہ بہت بڑی ذمہ داری ہے اس لئے وہ اس ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں، اسی کام کی تیاری کے سلسلہ میں ہدایت دی گئی اور بتایا گیا کہ یہ بھاری ذمہ داری تب ہی ادا کرسکو گے جب کہ قیام لیل کا اہتمام کرو، فرمایا کہ رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی

رات یا اس سے کچھ کم کرلو یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو۔ اور قرآن کریم کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ آدھی آدھی رات کھڑے رہو سے مراد تہجد کی نماز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ تہجد وہ ذریعہ ہے جو تمہارے اندر اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی سکت پیدا کرے گا، رسول اللہ ﷺ کا تہجد میں یہ طریقہ رہا ہے کہ جب تک آپ ﷺ کے جسم میں کافی طاقت تھی اس وقت تک آپ بغیر درمیان میں بیٹھے ہوئے آٹھ رکعتیں مسلسل پڑھتے تھے، اس کے بعد بیٹھ کر آدھا تشہد پڑھتے، پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اس میں اضافہ فرماتے تھے اور نویں رکعت پڑھنے کے بعد آپ پھر بیٹھ کر پورا تشہد پڑھ کر سلام پھیرتے، پھر دو رکعتیں اور پڑھتے تھے اس طرح کہ گیارہ رکعتیں آپ تہجد میں پڑھتے تھے، آپ کی ہر رکعت طویل ہوتی تھی کیونکہ قرآن مجید میں آپ کو ترتیل کا سبق دیا گیا تھا، ترتیل سے مراد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ قرآن مجید کی ایک ایک آیت کو بڑے غور سے پڑھا کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر آہستہ آہستہ قرآن کریم پڑھتی تھیں کہ اگر کوئی چاہتا تو ایک ایک حرف کو گن سکتا تھا۔

اخلاص الی اللہ

درحقیقت رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لئے بہت کارگر اور قرآن کریم ٹھیک پڑھنے کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ معلوم ہوا کہ رات کو اٹھنا بہت زیادہ مؤثر ہے، اس بارے میں کہ دل و زبان کے درمیان موافقت پیدا ہوجائے اس لئے جو آدمی اپنی نیند توڑ کر رات کو اٹھتا ہے بالکل اپنی خلوت میں جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے اٹھ کر نماز ادا کرتا ہے اور اپنے رب سے دیر تک خطاب کرتا ہے، تو بہ بغیر خلوص کے ممکن ہی نہیں، جب تک آدمی بالکل مخلص نہ ہوجائے اور جب تک اللہ تعالیٰ کے

ساتھ اس کا انتہائی مخلصانہ تعلق نہ ہو، اس وقت یہ کام ممکن نہیں ہوتا۔ آدمی باجماعت نماز میں اور پانچ وقت کی نماز میں ریاکاری اور نمائش کر سکتا ہے اس غرض کے لئے کہ میرا شمار صالحین میں کیا جائے اور میرا لوگوں کے اندر اثر قائم ہو جائے لیکن تہجد کی نماز جو رات کو اٹھ کر پڑھی جائے گی وہ بنا اخلاص کے ممکن نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ دن کے اوقات میں تو تمہارے لئے بہت مصروفیت ہے، کیونکہ انسان کو اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرنا ہیں، کاروبار کرنا ہے اور معیشت کو مستحکم کرنا ہے، تعلیم و تعلم کے فرائض انجام دینا ہے اور ساتھ ہی نظم و نسق قائم رکھنا ہے اس لئے ضروری ہوا کہ دن کی عبادات کو مختصر کرے اور رات کی عبادت جہاں اس کا اللہ رب رحیم سے خاص تعلق استوار ہوتا ہے اس کو قائم کرنے کی سعی وجدوجہد کرے، پھر فرمایا کہ اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو کر رہو۔ تبتل اس بات کو کہتے ہیں کہ آدمی سب سے اپنا تعلق موڑ کر ایک اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہو جائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے بتول کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے سارے تعلقات ختم کرو، ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق جوڑ لو، اس کے بعد اب جو خلق کے ساتھ تعلق ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے ہوگا، براہ راست نہیں ہوگا، کسی سے دوستی کی جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اگر کسی سے دشمنی تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر، کسی قسم کی ذاتی غرض اس کے ساتھ نہیں ہوگی۔

داعی الی الخیر

فرمایا کہ رات کے بعض اوقات میں بھی اور نماز کے بعد بھی اس کے نام کا تنزیہ کیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ داعی الی الخیر کی پہچان یہ ہے کہ وہ صبح وشام اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا رہے، اس طرز عمل کے نتیجہ میں وہ اللہ کا مقرب بندہ ہو جاتا ہے نیز اللہ

تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر بتایا کہ جب نماز کا اہتمام نہیں کیا جاتا تو اس کی واحد وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس گروہ میں ایسے لوگ داخل ہو جاتے ہیں جو بدکردار ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے جانشیں ہوئے جنھوں نے نماز کو (چھوڑ دیا گویا اسے) کھو دیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔ خیر کو عام کرنے والے، خیر کو قائم کرنے والے اور خیر پر عمل کرنے والے لوگ وہ نہیں ہوتے جو بدکردار ہوں یا جو اپنے رب کو بھول جانے والے ہوں۔ اس کے برخلاف کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نیک صفت لوگوں کی جانشینی اختیار کرتے ہیں لیکن وہ خیر اور بھلائی اور نیکی اور سچائی پر عمل نہیں کرتے، اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا رب بنا لیا ہے لہٰذا ایسے لوگوں کو جلد ہی اس کی سزا مل کر رہے گی اور وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب آ گا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ماہ رمضان المبارک

اور

خواتین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِيۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اُحِلَّ لَكُمۡ لَيۡلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمۡ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّهُنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

”تمہارے لئے روزوں کے زمانے میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔“

محترم بزرگو اور دوستو نیز پردہ نشین خواتین! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡۤ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ گویا رمضان المبارک میں کلام الٰہی سے نسبت بڑھائی جانی چاہئے، رمضان المبارک کے آغاز پر ہی ہم کوئی ایک اچھی عادت اپنانے کا ارادہ کرلیں، بری عادت چھوڑ دیں اور پورے مہینے اس پر کار بند رہیں۔ جس طرح ہم ہر وقت کوشش کرتے ہیں کہ اپنے ظاہری لباس کو خوب سے خوب تر بنائیں، اسی طرح تقویٰ کا لباس بہترین سے بہترین بنانے کے لئے کوشش تیز کر دینی چاہئے۔

رمضان المبارک کے استقبال کے لئے ہم جہاں گھر کی صفائی خوب توجہ اور خاص محنت سے کرتے ہیں، ایسی ہی صفائی اپنی روحانی دنیا کی بھی کرنی چاہئے ،تقویٰ جو دل میں اپنا مقام بناتا ہے، اس دل کی صفائی کتنی کرلی گئی ہے، کتنے اخلاقی اوصاف اس گھر میں سجائے گئے ہیں اور اخلاقی برائیوں کے کتنے جالے اور جھاڑ جھنکار اس گھر میں لگے ہوئے ہیں جب تک اس اندرونی گھر کی صفائی نہ ہوگی گھروں، کپڑوں اور جسم کی صفائی ادھوری رہے گی۔

رمضان المبارک میں کچن کے معاملات میں تھوڑی سی سمجھداری سے کام لیا جائے تو بہت سا وقت اور بہت سی پریشانی سے بچا جا سکتا ہے۔

سادگی کو رواج دیں

افطاری میں ڈھیر سارے کھانے دسترخوان پر سجانے کی بجائے سادگی کو رواج دیا جائے، اس میں سہولت بھی ہے بچت بھی اور صحت بھی۔ گھر میں کام کرنے والے ملازموں سے مشقت میں کمی کرنا اور ان کا ہاتھ بٹانا بہت زیادہ اجر وثواب کا مستحق ہے، اس کے لئے بھی خصوصی اور شعوری کوشش کرنی چاہئے، برتنوں کا کم سے کم

استعمال کیا جائے اور گھر کے ہر فرد کو ہدایت کی جائے کہ اپنا گلاس اور پلیٹ خود دھو کر رکھ دے، ان کو احساس دلایا جائے کہ اس کا کتنا اجر ہے۔

عید الفطر کی تیاری بھی پہلے مکمل کر لی جائے، ورنہ ہوتا یہ ہے کہ شب قدر جیسی عظیم راتیں اور چاند رات جیسی قیمتی رات کو اس وقت مزدور کا مزدوری لینے کا وقت ہے خواتین چوڑیوں، کپڑوں، دوپٹوں اور بٹن دھاگوں کے مسائل میں الجھی رہتی ہیں، یوں شیطان ان سے وہ تمام محنتیں ضائع کرا دیتا ہے جو پورے مہینے کی تھیں۔ یاد رکھئے کہ رمضان المبارک کے دن اور رات کا ایک ایک لمحہ اتنا قیمتی ہے کہ ایک پوری زندگی دے کر بھی اس کا نعم البدل ملنا محال ہے، عید کے موقع پر نئے کپڑے اور زیور بنانا آپ کا حق ہے مگر کیا ہم اپنے اردگرد تمام انسانوں کی ضروریات پوری کر چکے ہیں یا جتنا ہم کر سکتے ہیں کر لیا ہے؟ کیا ہمارے لباس پر خرچ ہونے والی رقم کا اس سے بہتر مصرف نہیں؟ کیا ہم سے زیادہ ضرورت مند موجود نہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کے عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سات درجے پر ہیں۔ دو عمل ایسے ہیں کہ جو دو چیزوں کو واجب کرتے ہیں اور دو عمل ایسے ہیں کہ ان میں بدلہ عمل کے برابر ملتا ہے۔ ایک عمل وہ ہے جس کے بدلے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کی کوئی حد سوائے اللہ پاک کے اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ عمل جس کا بدلہ سات سو گنا تک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا ہے اور وہ عمل جسکے اجر کی کوئی حد نہیں، رمضان المبارک کا روزہ رکھنا ہے۔

جب رمضان المبارک میں روزہ کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اس قدر ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے تو ہمیں ضرور اس کو پانے کی کوشش کرنی چاہئے، ہمارے

پاس اگر اتنی گنجائش نہیں کہ خوب خرچ کریں تو یہ ایثار تو کر سکتے ہیں کہ قیمتی لباس کے بجائے سادہ لباس بنا لیں یا اس لباس کو کسی ایسے کو دے دیں جو زیادہ مستحق ہو۔

رمضان میں اولاد پر خصوصی توجہ دیں

رمضان المبارک میں اپنی اولاد کی طرف اس طرح خصوصی نظر کریں کہ جس طرح اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، روزے کے ساتھ چند دن تو ایسی مشق کی جا سکتی ہے کہ بچوں کے سامنے ایک بہتر نمونہ موجود ہو، روزہ رکھ کر چیخنا چلانا روزے کو خراب کرتا ہے، روزہ رکھ کر بدزبانی اور غیبت کرنا حرام ہے، اس روزے کا کوئی فائدہ نہیں جس میں زبان کی حفاظت نہ کی گئی ہو، اپنے بچوں کو روزے کی اہمیت کا احساس دلائیں، روزے کی محبت ان کے دل میں جاگزیں کرنا چاہئے۔

افطار کے وقت ہر عمر کے بچے کو روزہ دار ہونا چاہئے، عمر کے لحاظ سے روزہ رکھوایا جا سکتا ہے، اسکول جانے والے چھوٹے بچے اسکول سے آ کر عصر سے مغرب تک روزہ رکھ سکتے ہیں حتیٰ کہ دو سال کا بچہ بھی افطاری سے چند منٹ پہلے روزے کا احساس کر سکتا ہے، بچوں کی تربیت کرنا اور ان کو افطار کی خوشی میں شریک کرنا چاہئے، افطاری مغرب کی اذان سے پندرہ بیس منٹ پہلے تیار کر لینی چاہئے، تمام کاموں سے فارغ ہو کر ذکر الٰہی کیا جائے، تمام اہل خانہ سمیت اجتماعی وانفرادی دعائیں کی جا سکتی ہیں۔

خواتین کا اپنے رب سے راز و نیاز

سحری کے وقت خواتین اپنے رب سے راز و نیاز کر سکتی ہے، چند منٹ پہلے اٹھ کر اپنے رب کے حضور سجدہ کر کے بھی اپنے گناہوں کی معافی چاہنا اللہ کو بے حد پسند ہے، توبہ واستغفار سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو دنیاوی پریشانیوں سے بھی

نجات ملتی ہے۔شب قدر کی تلاش اور اس کی معراج ہر روزہ دار کی آرزو ہوتی ہے، اپنے قلب وروح، مزاج وانداز، فکر وعمل کو اپنے اللہ کے رنگ میں رنگنے کی جستجو اور کوشش جاری رہے تو یہ نعمت بھی ملنا ناممکن نہیں، خود پسندی، تکبر، اللہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنے میں مانع ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو اپنا قرب عطا نہیں کرتا جو خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہوں۔

رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار ہے، ہر عمل نیکی کے بیج سے پھوٹ کر پھل پھول لا رہا ہوتا ہے۔رمضان المبارک سالانہ نیکیوں کا میلہ ہے جس کے تین حصے بنادئے گئے، رحمت ومغفرت اور آگ سے رہائی، ہر کوئی اپنے ظرف کے مطابق وصول کر رہا ہے، جو محروم رہ گیا وہ نہ جانے دوبارہ اس میلے میں شریک ہوسکے گا یا نہیں؟ نیکیوں کی سیل لگی ہوئی ہے، کم دام دے کر زیادہ چیزیں خریدلو، نفلی نیکی کا فرض کے برابر اور فرض کا 70 فرضوں کے برابر ثواب، رحمت خداوندی جوش میں ہے، خوش نصیب ہیں جو اس سے فیض حاصل کرلیں۔

رمضان المبارک ہمارے لئے سالانہ امتحان کا سا درجہ رکھتا ہے، جنت اور رضائے الٰہی ہمارا مقصود ومطلوب ہے، یہی ہماری منزل ہے، اس منزل کے پانے کے لئے ہم درجہ بہ درجہ اوپر کی طرف جارہے ہیں یا دور ہورہے ہیں؟ یہ ہمارے جائزے کا وقت ہے، رمضان المبارک ہمارے لئے سالانہ منصوبہ بندی کا وقت ہے، اس رمضان اور آئندہ رمضان کے دوران ہم کو کیا حاصل کرنا ہے کیا چھوڑنا ہے، کیا خریدنا ہے، کیا چیزیں ضروری ہیں، کتنا دین کا علم حاصل کرنا ہے اور آگے پھیلانا ہے؟ قرآن وحدیث کی تعلیم کا نصاب بنانا، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توازن پیدا کرنا اور خوب ترقی تلاش کرنا کیسے ممکن ہے؟

روزہ کا مقصد تقویٰ

گھر کی کون سی چیزیں ضروری خریدنا ہے اور کن کے بغیر گزارا ہوجائے گا، اپنے بچوں کے لباس اور دیگر مشاغل میں سادگی کا عنصر کتنا بڑھایا جاسکتا ہے، کون سی اخلاقی خوبیاں اپنے اندر اجاگر کرنا ہے اور کون سی برائیاں چھوڑنا ہے؟ اس بابرکت مہینے میں جو بھی منصوبہ بنایا جائے گا اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت شامل ہوگی، پورا نہیں تو کچھ مفید منصوبہ پورا ہوگا، زندگی ایک منظم طریقے سے بسر ہوگی، دل کو اطمینان اور خوشی ملے گی اور آئندہ رمضان اگر نصیب ہوا تو معلوم ہوجائے گا کہ ہم اپنے دفتر میں کیا جمع کر رہے ہیں۔

روزوں کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے، ضبط نفس پرہیزگاری اور تقویٰ ہے، دراصل پیٹ کے روزے سے مومن کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ جب اپنی قوت ارادی سے بھوک، پیاس اور نفسانی خواہشات پر قابو پاسکتے ہو تو دیگر خواہشات اور اعضاء اور فکر وعمل پر پابندی لگانا اور ان پر قابو پانا تو آسان ہے۔

خواتین کا اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔آپ ﷺ نے ایک سال کے سوا ہمیشہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ اعتکاف میں گزارا۔خواتین کا اعتکاف گھروں میں ہوتا ہے۔اعتکاف مرد کا ہو یا عورت کا اس میں روزہ شرط ہے۔

رسول اللہ ﷺ لیلۃ القدر کی فضیلت پانے کے لئے رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔حدیث میں ہے کہ جس نے آخری دس دن کا اعتکاف کیا

گویا اس نے حج اور عمرے کا ثواب پایا۔ ایک اور موقع پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کی رضا کی خاطر ایک دن کا اعتکاف کیا اللہ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین دیواریں کھڑی کردے گا جس میں سے ہر ایک کی چوڑائی زمین سے عرش تک کے فاصلے کے برابر ہوگی۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اعتکاف کا اصل مقصد دل ودماغ کی تمام سوچوں کو ہر شے سے ہٹا کر صرف اللہ کی ذات پر مرکوز رکھنا ہے تا کہ بندے کا اس کے خالق سے روحانی تعلق قائم ہوجائے اور ساری محبت اور تمام خواہشات کا مرکز صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہی ذات ہو۔

خواتین کو چاہیئے کہ وہ لیلۃ القدر اور اعتکاف کے فیوض حاصل کرنے کیلئے اپنے گھروں میں اعتکاف کا خصوصی اہتمام کریں۔ اس کے علاوہ اگر خواتین کا کوئی ادارہ یا مرکز ہو اور وہ وہاں مقیم ہوں تو وہاں بھی کسی کمرہ کو مختص کر کے اعتکاف کرسکتی ہیں۔

ماں کا اثر اولاد پر

اعتکاف کرنے والی خواتین اپنے لئے تو بے پناہ اجر وثواب سمیٹتی ہی ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے خاندان کیلئے نمونہ بھی ہوتی ہیں، جب ایک ماں اعتکاف کا اہتمام کرتی ہے تو اس کے زیر سایہ پرورش پانے والے بچے بھی اس عمل کو دیکھتے ہیں اور ماں کے طرز عمل سے سیکھتے ہیں کہ رضائے الٰہی کے حصول کیلئے اسلام کے بتائے گئے کون سے طریقے ہیں؟ ماں کو بچے کی اولین درسگاہ کہا گیا ہے، ماں اپنی اولاد کی اس سے بہترین تربیت اور کیا کرسکتی ہے کہ وہ خود عملی طور پر عبادت میں مشغول ہو کر اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کرنے کی رغبت دلائے، اسی طرح اگر

عورت بحیثیت بیٹی اور بہن گھر میں اعتکاف کا اہتمام کرتی ہے تو وہ مستقبل میں جب ماں بنے گی تو اپنی اولاد کو بھی اعتکاف کا اہتمام کرنے کی ترغیب دے گی۔ خواتین کو چاہیئے کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کو رات دیر تک بازاروں کے چکر لگا کر عید کے لئے مختلف اقسام کے ملبوسات اور لوازمات اکٹھا کرنے کی بجائے اس آخری عشرہ میں اعتکاف کا خصوصی اہتمام کریں اور خاندان کے دوسرے افراد کو بھی اس کی ترغیب دے کر بے پناہ اجر وثواب کی حقدار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

آپ زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

”جو غیب پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

بزرگو اور دوستو، میرے پیارے نوجوانو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک عورت آئی، اس نے ہاتھ آستین میں چھپا رکھا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ہاتھ باہر کیوں نہیں نکالتی؟ اس نے جواب سے گریز کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ضرور بتانا ہوگا۔ کہنے لگی ام المومنین! قصہ یہ ہے کہ میرے والد

صاحب صدقہ کا جتنا شوق رکھتے تھے والدہ اتنا ہی ناپسند کرتی تھی اور کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا کہ اس نے چربی کے ٹکڑے یا کسی پرانے کپڑے کے سوا کچھ صدقہ کیا ہو، قضائے الٰہی سے دونوں فوت ہوگئے، میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور میری ماں بھری خلقت میں یوں کھڑی ہے کہ پرانے کپڑے سے بدن کا پردہ کیا ہوا ہے اور چربی کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے چاٹ رہی ہے اور ہائے پیاس پکار رہی ہے، ادھر میرے والد ایک حوض کے کنارے بیٹھے لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں اور یہی عمل میرے والد کو دنیا میں بھی محبوب تھا، میں نے ایک پیالہ پانی کا لے کر اپنی والدہ کو پلایا، اتنے میں اوپر سے آواز آئی جس نے اسے پانی پلایا ہے اس کا ہاتھ شل ہو جائے، چنانچہ میں بیدار ہوئی تو ہاتھ شل تھا۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا قصہ

کہتے ہیں کہ ایک دن مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک سائل نے آکر کچھ مانگا، گھر میں کھجوروں کی ٹوکری پڑی تھی، بیوی سے منگوا کر نصف سائل کو دے دی اور نصف واپس کر دی، بیوی کہنے لگی سبحان اللہ! تیرے جیسے بھی زاہد کہلاتے ہیں، کیا ایسا شخص بھی دیکھا ہے جو بادشاہ کے حضور ناقص ہدیہ بھیجے، مالک نے سائل کو واپس بلا لیا اور بقیہ کھجوریں بھی اس کو دیدیں، پھر بیوی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اری محنت کیا کر اور خوب ہمت سے کام لے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس شخص کو پکڑو اور اس کو طوق پہنا دو پھر دوزخ میں داخل کرو، پھر ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو۔

سوال ہوگا یہ سختی کس وجہ سے ہے؟ تو جواب ملے گا کہ یہ شخص خدائے تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا تھا اور غریب آدمیوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔ اے اللہ کی

بندی خوب جان لے کہ ہم نے اس وبال کا ایک حصہ تو ایمان لاکر اپنی گردن سے اتار دیا ہے اور دوسرا نصف حصہ صدقہ خیرات کے ذریعے اتارنا چاہئے۔

ایک بدوی کا قصہ

ایک بدوی کے پاس بکریاں تھیں مگر وہ صدقہ وغیرہ بہت کم کرتا تھا، ایک دفعہ اس نے ایک بکری کا لاغر بچہ صدقہ میں دیا، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کی تمام بکریاں جمع ہیں اور اسے سینگ مار رہی ہیں اور وہ لاغر بچہ اس کی مدافعت کررہا ہے، یہ بیدار ہوا تو کہنے لگا بخدا ہمت ہوئی تو میں تیرا ساتھی بناؤں گا، پھر اس کے بعد خوب صدقہ وخیرات کرنے لگا۔

حضرت عدی بن حاتم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص کی اپنے رب سے گفتگو ہوگی اور وہ اپنے دائیں بائیں اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو دیکھے گا اور سامنے نظر کرے گا تو دوزخ دکھائی دے گی لہٰذا آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہی سہی۔

دس اچھی خصلتیں

دس خصلتیں ایسی ہیں جن سے آدمی اچھے لوگوں میں شامل ہوتا ہے اور درجے پاتا ہے، پہلی صفت صدقہ کی کثرت ہے، دوسری تلاوت قرآن کی کثرت، تیسری ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا جو آخرت کی یاد دلائیں اور دنیا سے بے رغبتی سکھائیں، چوتھی صلہ رحمی کرنا، پانچویں بیمار کی مزاج پرسی کرنا، چھٹی ایسے اغنیاء سے میل جول نہ رکھنا جو آخرت سے غافل ہوں، ساتویں آنے والے دن کی فکر میں لگے رہنا، آٹھویں امیدوں میں کمی اور موت کو بکثرت یاد کرنا، نویں خاموشی اختیار کرنا اور کلام میں کمی رکھنا

اور دسویں خصلت تواضع ہے یعنی گھٹیا لباس پہننا، فقراء سے محبت کرنا، ان کے ساتھ مل جل کر رہنا، مساکین اور یتیموں کے قریب رہنا اور ان کے سروں پر ہاتھ رکھنا۔

صدقہ کو بڑھانے والی خصلتیں

سات خصلتیں صدقہ کو بڑھاتی ہیں اور اس میں عظمت پیدا کرتی ہیں، پہلی یہ کہ حلال مال سے صدقہ کرنا، اللہ پاک کا ارشاد ہے خرچ کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی سے۔ دوسری یہ کہ قلیل مال سے بھی بقدر ہمت دینا، تیسری یہ کہ جلدی دینا کہ کہیں موقع نہ جاتا رہے، چوتھی یہ کہ بہترین اور عمدہ مال سے دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ردی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کردو حالانکہ تم خود کبھی اس کے لینے والے نہیں ہاں مگر چشم پوشی کرجاؤ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں تعریف کے لائق ہیں۔ یعنی جس طرح تم کو کسی سے قرض لینا ہو تو ردی مال نہیں لیتے سوا اس کے کہ چشم پوشی اور درگزر کرجاؤ، پانچویں یہ کہ ریا سے بچتے ہوئے چھپا کر صدقہ کرنا، چھٹی یہ کہ اس پر احسان بھی نہ جتانا کہ جس سے اجر باطل ہوجائے، ساتویں یہ کہ اس کے بعد تکلیف نہ پہنچانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم احسان جتا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد نہ کرو۔

اموال زکوٰۃ میں عقل کو نہ چلائیں

حضرات گرامی! زکوٰۃ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عائد کیا ہوا ایک فریضہ ہے۔ بعض لوگ زکوٰۃ کے اندر اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور یہ سوال کرتے ہیں کہ اس پر زکوٰۃ کیوں واجب ہے اور فلاں چیز پر زکوٰۃ کیوں واجب نہیں؟ یاد رکھئے کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا عبادت ہے اور عبادت کے معنی ہی یہ ہیں کہ چاہے وہ انسان کی سمجھ میں

آئے یا نہ آئے مگر اللہ کا حکم ماننا ہے، مثلاً کوئی شخص کہے کہ سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے تو ہیرے جواہرات پر زکوٰۃ کیوں واجب نہیں؟ یا پلاٹینم پر زکوٰۃ کیوں نہیں؟ یہ سوال بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ حالت سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں قصر ہے اور چار رکعت کی بجائے دو رکعت ہی پڑھی جاتی ہیں تو پھر مغرب میں قصر کیوں نہیں؟ یا مثلاً کوئی شخص کہے کہ ایک آدمی ہوائی جہاز میں فرسٹ کلاس کے اندر سفر کرتا ہے اور اس سفر میں اس کو کوئی مشقت بھی نہیں ہوتی مگر اس کی نماز آدھی ہو جاتی ہے اور میں بس میں بڑی مشقت کے ساتھ سفر کرتا ہوں میری نماز آدھی کیوں نہیں ہوتی؟ ان سب کا ایک ہی جواب ہے وہ یہ کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے عبادت کے احکام ہیں، عبادات میں ان احکام کی پابندی کرنا ضروری ہے ورنہ وہ کام عبادت نہیں رہے گا۔

عبادت کرنا اللہ کا حکم ہے

یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ۹/ذی الحجہ کو حج ہوتا ہے مجھے تو آسان یہ ہے کہ آج جا کر حج کر آؤں اور ایک دن کے بجائے عرفات میں تین دن قیام کروں گا، اب اگر وہ شخص ایک دن کے بجائے تین دن بھی وہاں بیٹھا رہے گا تب بھی اس کا حج نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا جو طریقہ بتایا تھا اس کے مطابق نہیں کیا، یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ حج کے تین دن میں جمرات کی رمی کرنے میں بہت ہجوم ہوتا ہے اس لئے میں چوتھے دن اکٹھی سارے دنوں کی ایک ساتھ رمی کرلوں گا، یہ رمی درست نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ عبادت ہے اور عبادت کے اندر یہ ضروری ہے کہ جو طریقہ بتایا گیا ہے اور جس طرح بتایا گیا ہے اس کے مطابق وہ

عبادت انجام دی جائے گی تو وہی عبادت درست ہوگی ورنہ درست نہیں ہوگی، لہٰذا اعتراض کرنا کہ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ کیوں ہے اور ہیرے پر کیوں نہیں؟ یہ عبادت کے فلسفے کے خلاف ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی پر زکوٰۃ رکھی ہے چاہے استعمال کا ہو یا نہ ہو اور نقد روپیہ پر زکوٰۃ رکھی ہے۔

سامان تجارت کی قیمت کے تعین کا طریقہ

دوسری چیز جس پر زکوٰۃ فرض ہے وہ ہے سامان تجارت، مثلاً کسی کی دوکان میں جو سامان برائے فروخت رکھا ہوا ہے اس سارے اسٹاک پر زکوٰۃ واجب ہے، البتہ اسٹاک کی قیمت لگاتے ہوئے اس بات کی گنجائش ہے کہ آدمی زکوٰۃ نکالتے وقت یہ حساب لگائے کہ اگر میں پورا اسٹاک اکٹھا فروخت کروں تو بازار میں اس کی کیا قیمت لگے گی؟ دیکھو ایک ریٹیل پرائس ہوتا ہے اور دوسرا ہول سیل پرائس، تیسری صورت یہ ہے کہ پورا اسٹاک اکٹھا فروخت کرنے کی صورت میں کیا قیمت لگے گی؟ لہٰذا جب دکان کے اندر جو مال ہے اس کی زکوٰۃ کا حساب لگایا جا رہا ہو تو اس کی گنجائش ہے کہ تیسری قسم کی قیمت لگائی جائے، وہ قیمت نکال کر پھر اس کو ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں نکالنا ہوگا، البتہ احتیاط اس میں ہے کہ عام ہول سیل قیمت سے حساب لگا کر اس پر زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

مال تجارت میں کیا کیا داخل ہے؟

مال تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کو آدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو، لہٰذا اگر کسی شخص نے بیچنے کی غرض سے کوئی پلاٹ خریدا یا زمین خریدی یا کوئی مکان

خریدا یا گاڑی خریدی اور اس مقصد سے خریدی کہ اس کو بیچ کر نفع کماؤں گا تو یہ سب چیزیں مال تجارت میں داخل ہیں، لہٰذا اگر کسی شخص نے پلاٹ یا زمین خریدتے وقت شروع میں یہ نیت کی کہ میں اس کو فروخت کروں گا تو اس کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے۔ بہت سے لوگ وہ ہوتے ہیں جو انویسٹ منٹ کی غرض سے پلاٹ خرید لیتے ہیں اور شروع سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب اس پر اچھے پیسے ملیں گے تو اس کو فروخت کردوں گا اور فروخت کر کے اس سے نفع کماؤں گا تو اس پلاٹ کی مالیت پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، لیکن اگر پلاٹ اس نیت سے خریدا کہ اگر موقع ہوا تو اس پر رہائش کے لئے مکان بنالیں گے یا موقع ہوگا تو کرایہ پر چڑھادیں گے یا کبھی موقع ہوگا تو اس کو فروخت کریں گے، کوئی ایک واضح نیت نہیں ہے بلکہ ویسے ہی خرید کر ڈال دیا ہے، اب اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آئندہ کسی وقت اس کو مکان بنا کر وہاں رہائش اختیار کرلیں گے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ کرائے پر چڑھادیں گے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ فروخت کردیں گے، تو اس صورت میں اس پلاٹ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، لہٰذا زکوٰۃ صرف اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب خریدتے وقت ہی اس کو دوبارہ فروخت کرنے کی نیت ہو، یہاں تک کہ اگر پلاٹ خریدتے وقت شروع میں یہ نیت تھی کہ اس پر مکان بنا کر رہائش اختیار کریں گے بعد میں ارادہ بدل گیا اور یہ ارادہ کرلیا کہ اب اس کو فروخت کر کے پیسے حاصل کرلیں گے تو محض نیت اور ارادہ کی تبدیلی سے فرق نہیں پڑتا جب تک آپ اس پلاٹ کو واقعۃً فروخت نہیں کردیں گے اور اس کے پیسے آپ کے پاس نہیں آجائیں گے اس وقت تک اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ بہرحال وہ چیز جسے خریدتے وقت ہی اس کو فروخت کرنے کی نیت ہو وہ مال تجارت ہے اور اس کی مالیت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہے۔

کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مالیت اس دن کی معتبر ہوگی جس دن آپ زکوٰۃ کا حساب کررہے ہیں، مثلاً ایک پلاٹ آپ نے ایک لاکھ روپے میں خریدا تھا اور آج اس پلاٹ کی قیمت دس لاکھ ہوگئی اب دس لاکھ پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے گی، ایک لاکھ پر نہیں نکالی جائے گی۔

کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ کا حکم

اسی طرح کمپنیوں کے شیئرز بھی سامان تجارت میں داخل ہیں اور ان کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ آپ نے کسی کمپنی کے شیئرز اس مقصد سے خریدے ہیں کہ اس کے ذریعہ کمپنی کا منافع حاصل کریں گے اور اس پر ہمیں سالانہ منافع کمپنی کی طرف سے ملتا رہے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ نے کسی کمپنی کے شیئرز کیپٹل گین کے لئے خریدے ہیں یعنی نیت یہ ہے کہ جب بازار میں ان کی قیمت بڑھ جائے گی تو ان کو فروخت کر کے نفع کمائیں گے، اگر یہ دوسری صورت ہے یعنی شیئرز خریدتے وقت شروع ہی میں ان کو فروخت کرنے کی نیت تھی تو اس صورت میں پورے شیئرز کی پوری بازاری قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مثلاً آپ نے پچاس روپے کے حساب سے شیئرز خریدے اور مقصد یہ تھا کہ جب ان کی قیمت بڑھ جائے گی تو ان کو فروخت کر کے نفع حاصل کریں گے، اس کے بعد جس دن آپ نے زکوٰۃ کا حساب نکالا اس دن شیئرز کی قیمت ساٹھ روپے ہوگئی تو اب ساٹھ روپے کے حساب سے ان شیئرز کی مالیت نکالی جائے گی اور اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، لیکن اگر پہلی صورت ہے یعنی آپ نے کمپنی کے شیئرز اس نیت

سے خریدے کہ کمپنی کی طرف سے اس پر سالانہ منافع ملتا رہے گا اور فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی تو اس صورت میں آپ کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ یہ دیکھیں کہ جس کمپنی کے یہ شیئرز ہیں اس کمپنی کے کتنے اثاثے جامد ہیں مثلاً بلڈنگ، مشنری، کاریں وغیرہ، اور کتنے اثاثے نقد، سامان تجارت اور خام مال کی شکل میں ہیں، یہ معلومات کمپنی سے حاصل کی جاسکتی ہیں، مثلاً فرض کرو کہ کسی کمپنی کے ساٹھ فیصد اثاثے نقد، سامان تجارت، خام مال اور تیار مال کی صورت میں ہیں اور چالیس فیصد اثاثے بلڈنگ، مشنری اور کار وغیرہ کی صورت میں ہیں تو اس صورت میں آپ ان شیئرز کی بازاری قیمت لگا کر اس کی ساٹھ فیصد قیمت پر زکوٰۃ ادا کریں، مثلاً شیئرز کی بازاری قیمت ساٹھ روپے تھی اور کمپنی کے ساٹھ فیصد اثاثے قابل زکوٰۃ تھے اور چالیس فیصد اثاثے ناقابل زکوٰۃ تھے تو اس صورت میں آپ اس شیئرز کی پوری قیمت یعنی ساٹھ روپے کی بجائے ۳۶ روپے پر زکوٰۃ ادا کریں، اور اگر کسی کمپنی کے اثاثے کی تفصیل معلوم نہ ہوسکے تو اس صورت میں احتیاطاً ان شیئرز کی پوری بازاری قیمت پر زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

شیئرز کے علاوہ اور جتنے فائنانشیل انسٹرومنٹس ہیں چاہے وہ بونڈز ہوں یا سرٹیفکٹس ہوں یہ سب نقد کے حکم میں ہیں ان کی اصل قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔

کارخانہ کی کن اشیاء پر زکوٰۃ واجب ہے؟

ان کے علاوہ بہت سی رقمیں وہ ہوتی ہیں جو دوسروں سے واجب الوصول ہوتی ہیں، مثلاً دوسروں کو قرض دے رکھا ہے یا مثلاً مال ادھار فروخت کر رکھا ہے اور اس کی قیمت ابھی وصول ہونی ہے تو جب آپ زکوٰۃ کا حساب لگائیں اور اپنی مجموعی مالیت

نکالیں تو بہتر یہ ہے کہ ان قرضوں کو اور واجب الوصول رقموں کو آج ہی آپ اپنی مجموعی مالیت میں شامل کرلیں، اگرچہ شرعی حکم یہ ہے کہ جو قرضے ابھی وصول نہیں ہوئے تو جب تک وہ وصول نہ ہوجائیں اس وقت تک شرعاً ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی، لیکن جب وصول ہوجائیں تو جتنے سال گزر چکے ہیں تو ان تمام پچھلے سالوں کی بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، مثلاً فرض کریں کہ آپ نے ایک شخص کو ایک لاکھ روپے قرض دے رکھا تھا اور پانچ سال کے بعد قرضہ آپ کو واپس ملا تو اگرچہ اس ایک لاکھ روپے پر ان پانچ سالوں کے دوران تو زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہیں تھی لیکن جب وہ ایک لاکھ روپے وصول ہوگئے تو اب گزشتہ پانچ سالوں کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی، تو چونکہ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ایک مشت ادا کرنے میں بعض اوقات دشواری ہوتی ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ہر سال اس قرض کی زکوٰۃ کی ادائیگی بھی کردی جایا کرے، لہٰذا جب زکوٰۃ کا حساب لگائیں تو ان قرضوں کو بھی مجموعی مالیت میں شامل کرلیا کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

صلوٰۃ التسبیح

اور اس کے ضروری مسائل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ، وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

’’یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑی چیز ہے، اگر جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو‘‘۔

محترم بزرگو اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک میں ایک عمل ایسا بھی ہے جو حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ عمل گناہوں کو دور کرنے میں بڑا مؤثر ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس! اے میرے چچا! میں تمہیں ایک عطیہ کروں ایک بخشش کروں، ایک چیز بتاؤں، تمہیں دس چیزوں کا مالک بناؤں۔ جب تم اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ شانہٗ تمہارے سب گناہ اگلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، غلطی سے کئے ہوئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپ کر کئے ہوئے اور کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی معاف فرمادیں گے۔ وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل (صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر) پڑھو اور ہر رکعت میں جب الحمد اور سورت پڑھ چکو تو رکوع سے پہلے سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ پندرہ مرتبہ پڑھو، پھر جب رکوع کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر جب رکوع سے کھڑے ہو تو دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ پڑھو، پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو (دوسری رکعت میں) کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو۔ ان سب کی میزان پچھتر ہوئی۔ اسی طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوگا۔ اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے حضور ﷺ سے فرمایا کل صبح کو آنا تم کو ایک بخشش کروں گا ایک چیز دوں گا ایک عطیہ کروں گا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ان الفاظ سے یہ سمجھا کہ کوئی (مال) عطا فرمائیں گے (جب میں حاضر ہوا) تو فرمایا کہ جب دوپہر کو آفتاب ڈھل چکے تو چار رکعت نماز پڑھو۔ اسی طریقہ سے بتایا۔ اور یہ بھی

فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہوگے تو تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت میں کسی وجہ سے نہ پڑھ سکوں تو ارشاد فرمایا کہ جس وقت ہو سکے دن میں یا رات میں پڑھ لیا کرو۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو حبشہ بھیج دیا تھا۔ جب وہ وہاں سے واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو حضور ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر فرمایا میں تجھے ایک چیز دوں، ایک خوش خبری سناؤں، ایک بخشش کروں، ایک تحفہ دوں؟ انھوں نے عرض کیا ضرور۔ حضور ﷺ نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ۔ پھر اسی طریقہ سے بتائی جو ابھی بیان ہوئی۔ اس حدیث میں ان چار کلموں کے ساتھ **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** بھی آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے اور اس کا یہ طریقہ نقل کیا گیا ہے کہ **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ** پڑھنے کے بعد الحمد شریف پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلموں کو پڑھے، پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور پھر کوئی سورت پڑھے، سورت کے بعد رکوع سے پہلے دس مرتبہ پڑھے، پھر رکوع میں دس مرتبہ، پھر رکوع سے اٹھ کر، پھر دونوں سجدوں میں، اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھ کر دس دس مرتبہ پڑھے۔ یہ پچھتر پوری ہوگئی (لہٰذا دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی) رکوع میں پہلے **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ** اور سجدہ میں پہلے **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** پڑھے پھر ان کلموں کو پڑھے (حضور اقدس ﷺ سے بھی اس طریقہ سے نقل کیا گیا ہے)۔

صلوۃ التسبیح کے آداب

صلوٰۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے جس کا اندازہ اس حدیث سے ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس کو تعلیم فرمایا ہے۔ علمائے امت، محدثین، فقہاء، صوفیہ ہر زمانے میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ امام حدیث حاکمؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں۔ جن میں عبداللہ بن مبارک بھی ہیں، یہ عبداللہ بن مبارک امام بخاریؒ کے استادوں کے استاد ہیں۔ بیہقی کہتے ہیں کہ ابن مبارک سے پہلے ابوالجوزاء جو معتمد تابعی ہیں اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ عبدالعزیز بن ابی رواد جو ابن مبارک کے بھی استاد ہیں بڑے عابد، زاہد، متقی لوگوں میں ہیں کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑلے۔ ابوعثمان حیری جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ علامہ تقی سبکی فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا چاہئے جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے، صلحاء کے کاموں سے دور ہے اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہئے۔ مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔

بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا۔ لیکن جب روایت بہت

سے صحابہ سے منقول ہے تو انکار مشکل ہے البتہ دوسری آیات اور احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی شرط ہوگی۔

حدیث میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں اول یہ کہ کھڑے ہوکر الحمد شریف اور سورت کے بعد پندرہ مرتبہ چاروں کلمے سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، پڑھے پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، پھر رکوع سے کھڑے ہوکر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، پھر دونوں سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ پڑھے، اور جب دوسرے سجدہ سے اٹھے تو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس مرتبہ پڑھ کر بغیر اللہ اکبر کے کہنے کے کھڑا ہوجائے اور دو رکعت کے بعد اسی طرح چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس دس مرتبہ پڑھے پھر التحیات پڑھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور باقی سب طریقہ بدستور۔ البتہ اس صورت میں نہ تو دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے اور نہ التحیات کے ساتھ پڑھنے کی۔ علماء نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طرح پڑھ لیا کرے کبھی اس طرح۔

خصوصی مسائل

چونکہ یہ نماز عام طور سے رائج نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق چند مسائل بھی لکھے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔

مسئلہ ۱۔ اس نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی متعین نہیں، جونسی سورت دل چاہے پڑھے۔ لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورۃ حدید، سورۃ حشر، سورۃ صف، سورۃ جمعہ اور سورۃ تغابن میں سے چار سورتیں پڑھے۔ بعض حدیثوں میں بیس آیات کے بقدر آیا ہے اس لئے ایسی سورتیں پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب ہوں۔ بعض نے سورہ اذا زلزلت، سورہ والعادیات، سورہ تکاثر، سورہ والعصر، سورہ کافرون، سورہ نصر اور سورہ اخلاص لکھا ہے کہ ان میں سے پڑھ لیا کرے۔

مسئلہ ۲۔ ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے، زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ انگلیوں کو بند کر کے گننا اور تسبیح ہاتھ میں لے کر اس پر گننا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اسی جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرلے البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے، اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے۔ اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں، اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہوکر پڑھ لے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ ۴۔ اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آجائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہئے۔ اس لئے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہوچکی، ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

مسئلہ۵۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدیٰ وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَۃَ اَھْلِ التَّوْبَۃِ وَعَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَھْلِ الْخَشْیَۃِ وَ طَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَۃِ وَتَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرْعِ وَعِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مَخَافَۃً تَحْجُزُنِیْ بِھَا عَنْ مَعَاصِیْکَ وَحَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلاً اَسْتَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَکَ فِی التَّوْبَۃِ خَوْفًا مِّنْکَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَکَ النَّصِیْحَۃَ حُبًّا لَکَ وَحَتّٰی اَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ الظَّنِّ بِکَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

اے اللہ میں آپ سے ہدایت والوں کی سی توفیق مانگتا ہوں اور یقین والوں کے عمل اور توبہ والوں کا خلوص مانگتا ہوں اور صابرین کی پختگی اور آپ سے ڈرنے والوں کی سی کوشش مانگتا ہوں اور رغبت والوں کی سی طلب اور پرہیزگاروں کی سی عبادت اور علماء کی سی معرفت تاکہ میں آپ سے ڈرنے لگوں ایسا ڈر جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے اور تاکہ میں آپ کی اطاعت سے ایسے عمل کرنے لگوں جن کی وجہ سے آپ کی رضا وخوشنودی کا مستحق بن جاؤں تاکہ خلوص کی توبہ آپ کے ڈر سے کرنے لگوں اور تاکہ سچا اخلاص آپ کی محبت کی وجہ سے کرنے لگوں اور تاکہ آپ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے آپ پر توکل کرنے لگوں۔ اے نور کے پیدا کرنے والے! تیری ذات پاک ہے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور تو ہماری مغفرت فرما بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے درخواست کو قبول فرما۔

مسئلہ۶۔ اس نماز کا اوقاتِ مکروہہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے۔ البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی وقت پھر رات کو۔

مسئلہ۷۔ بعض حدیثوں میں سوم کلمہ کے ساتھ لَاحَوْلَ کو بھی ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اوپر تیسری حدیث میں گزرا، اسلئے اگر کبھی کبھی اس کو بڑھا لے تو اچھا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

☆☆☆

قرآن کریم

اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِo وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِo لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍo تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍo سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِo صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

بزرگان محترم نوجوانانِ اسلام! جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم کرنے کے ساتھ کائنات کی رہنمائی اور فلاح وسعادت کے لئے ایک ایسا صحیفہ نازل کرے جو رہتی دنیا تک رشد وہدایت کا فرض انجام دیتا رہے، جو ابد تک

کے لئے روشنی کا مینار ہو، جس سے آئندہ آنے والی قومیں رہنمائی حاصل کرتی رہیں، جس کا پیغام اور جس کی رہنمائی قوم، وطن، جغرافیائی حدود حتیٰ کہ زمان ومکان کی قید سے ماوراء ہو تو اس نے اپنے آخری نبی ﷺ پر دین ودنیا کی فلاح وسعادت اور رشد وہدایت کا ایک جامع اور کامل ترین دستور نازل کیا جو قرآن کریم کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو تمام انبیاء کرام کے علمی وعملی کمالات اور فضائل ومحاسن کا مجموعہ بنایا اور کمالات نبوت کو آپ ﷺ کی ذات پر ختم کر کے خاتم النبیین کے منصب پر فائز کیا اسی طرح آپ پر نازل ہونے والے اس دستور ہدایت اور آئین فلاح وسعادت کو تمام پچھلی آسمانی کتابوں اور الٰہی علوم ومعارف کا خلاصہ، لب ولباب اور گنج گراں مایہ بنایا۔

اس میں انفرادی مشکلات ومصائب کا حل بھی موجود ہے اور اجتماعی مسائل کا بھی، کوئی پہلو ایسا نہیں چاہے وہ معاش واقتصاد سے متعلق ہو یا اصلاح معاشرہ سے یا اس کا تعلق امور مملکت سے ہو، غرضیکہ کوئی ایسا پہلو نہیں جس کے متعلق اس کتاب میں مکمل رہنمائی موجود نہ ہو۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تمام آسمانی صحیفوں کا خلاصہ اور نچوڑ قرآن کریم ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لانا تمام آسمانی صحیفوں پر ایمان لانے کے مترادف ہے اور قرآن کریم کا انکار تمام الٰہی کتابوں کا انکار ہے، اس ابدی دستور اور کامل ترین کتاب کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلا شبہ یہ قرآن سیدھے راستے کی نشاندہی کرتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کو ادھورا نہیں چھوڑا، تمام خوبیاں اس پروردگار کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے بندے (حضرت محمد ﷺ) پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرہ برابر کمی نہیں رکھی۔ (سورہ کہف)

حضور اقدس ﷺ نے بھی اپنے بے شمار ارشادات میں قرآن کریم کی فضیلت وعظمت بیان فرمائی ہے۔ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی۔ایک جگہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلام پر وہی ہے جو خود اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوقات پر ہے۔ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور مخالفت بھی کرنے والا ہے، اس کی مخالفت بھی سنی جائے گی، جو شخص اس کو پیشوا بنالے گا اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اس کو وہ جہنم میں پہنچائے گا۔ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ قرآن کریم کے حافظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرے گا اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا۔

قرآن کریم کی خصوصیات

چونکہ قرآن کریم قیامت تک ہر دور اور قوم کے لئے ہدایت ورہنمائی کا سرچشمہ ہے اس لئے اس کی حفاظت کا خاص وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم جس زبان میں نازل ہوا وہ ایک زندہ زبان ہے، آج بھی دنیا کے بیس سے زائد ممالک میں یہ زبان بولی جاتی ہے اور ان کی قومی زبان ہے۔یہ زبان دنیا کی چند بڑی زبانوں میں سے ایک ہے جبکہ پہلی جتنی آسمانی کتابیں جن زبانوں میں نازل ہوئیں وہ مردہ ہو چکی ہیں۔

قرآن کریم کے علاوہ باقی تمام آسمانی کتابیں صرف کسی خاص ملک یا خاص قوم کیلئے تھیں مگر قرآن کریم ساری دنیا کی انسانیت کیلئے پیغام ہدایت ہے، یہ ایک عالمگیر کتاب ہے جس کی تعلیمات ہر دور اور ہر ملک میں قابل عمل اور واجب العمل ہیں۔

اسی طرح پہلی کتابوں میں سے بعض کتابیں صرف اخلاقی تعلیمات پر مشتمل تھیں بعض صرف مناجات اور دعاؤں کا مجموعہ تھیں، بعض فقہی مسائل کا مجموعہ تھیں، کسی میں عقائد کا بیان تھا مگر قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس میں ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس میں عقائد واعمال، اخلاق وروحانیت، تاریخی واقعات، مناجات، فقہی مسائل، تجارت، سیاست، معاشرتی آداب، تہذیب وثقافت کے اصول غرض یہ کہ یہ ایسی جامع کتاب ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتی ہے۔

قرآن کریم میں کوئی بات ایسی نہیں جو عقل کے خلاف ہو اور جسے تجربہ اور دلیل سے غلط ثابت کیا جاسکے، اس میں کوئی غیر اخلاقی بات نہیں، اس نے تمام انبیاء کا ادب واحترام سکھایا، ان کے بارے میں بتایا کہ وہ نیک اور پرہیزگار تھے۔

قرآن کریم فصاحت وبلاغت کا وہ شاہکار ہے جس کا مقابلہ کرنے سے عرب وعجم کے تمام فصیح وبلیغ لوگ عاجز رہے، قرآن کریم میں سب مخالفوں کو دعوت دی گئی کہ وہ ایک چھوٹی سی قرآنی سورت کے مقابلے میں کوئی سورت بنالائیں مگر کوئی بھی مقابلہ کی جرأت نہ کرسکا، کیونکہ یہ تو خدا کا کلام ہے کسی بندے کا بنایا ہوا کلام نہیں پھر کوئی بندہ اس کا مقابلہ کس طرح کرسکتا ہے؟ اس کی دعوت اور پیغام بھی سچائی سے بھرپور ہے، اس کے دلائل نہایت مضبوط اور مستحکم ہیں۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں جو علمائے کرام سے معلوم کرسکتے ہیں۔

آخری عشرہ سعادتوں کا مجموعہ

حضرات گرامی! رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی اور خلاصی کا ہے۔رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بندگان مومن پر تقسیم ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور دوسرے عشرہ میں

مغفرت بٹتی ہے اور رمضان المبارک کے ختم ہوتے ہوتے امت مسلمہ کی مغفرت کے فیصلے ہوجاتے ہیں، اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ ہم پہلے عشرہ میں اللہ کی رحمتوں سے سرفراز ہوکر دوسرے عشرہ میں مغفرت کی عظیم نعمت سے مالا مال ہوکر اب ہم رمضان المبارک کے تیسرے عشرے میں پہنچے ہیں اور یہ اپنی تمام خصوصیتوں اور سعادتوں کے ساتھ ہم سب امت مسلمہ پر سایہ فگن ہے۔ رمضان المبارک کو تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے اس لئے کہ اس مبارک ماہ میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہات وعنایات اپنے بندوں پر ہوتی ہیں، پس جس طرح سے اس مہینہ کی فضیلت پورے سال کے مہینوں پر ہے اسی طرح اس مہینہ کے آخری عشرے کو دوسرے عشروں پر فضیلت حاصل ہے، اس لئے سرکار دو عالم ﷺ اس عشرے میں عبادت کا بہت ہی زیادہ اہتمام وانصرام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عبادت میں اور دنوں کے مقابل خوب مجاہدہ فرماتے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لئے کمر کس لیتے۔ مطلب یہ کہ پوری طرح تیار ہوجاتے عبادت کے لئے، شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

یہ بات عام طور پر معاشرہ میں ہوگی کہ رمضان المبارک کے ابتدائی ایام میں مسلمانوں کے اندر عبادات، نماز، روزہ، نماز تراویح، تلاوت قرآن، ذکر ووظائف، توبہ واستغفار کے لئے بڑا ہی جوش وخروش پایا جاتا ہے مگر جیسے جیسے رمضان المبارک کے یہ رحمتوں وبرکتوں والے ایام گذرتے ہیں صورت حال یہ ہوجاتی ہے کہ مسجدیں نمازیوں سے خالی ہوجاتی ہیں، آخری عشرے میں نماز تراویح میں وہی لوگ بچتے ہیں

جو پنج وقتہ نمازوں کے پابند ہوتے ہیں، یہ صورت حال بے حد نقصان دہ اور خسارہ والی ہے اس لئے کہ رمضان المبارک کا یہ آخری عشرہ بہ نسبت دوسرے عشرہ کے زیادہ مبارک وبابرکت ہے، ان میں بندگان مومن عبادتوں سے غافل ہوجاتے ہیں جب کہ سنت نبوی کے مطابق ان دنوں میں عبادات کا اہتمام دوسرے ایام کے مقابلہ میں زیادہ کرنا چاہئے۔ شب قدر کے ہونے کے زیادہ امکانات بھی اسی آخری عشرے میں ہوتے ہیں، شب قدر ایسی رات ہے جو ثواب کے لحاظ سے ہزاروں مہینوں سے زیادہ افضل وبہتر ہے، جس عشرہ میں یہ خصوصی انعام اور اتنی قیمتی اور مبارک رات کے ہونے کے امکانات ہوں پھر تو اس میں اور بھی زیادہ اس کے حصول اور رب کی رضا وخوشنودی کی تلاش وجستجو اور طلب ہونی چاہئے۔

احادیث کے ذخیرے سے مستخرج ہے کہ شب قدر طاق راتوں میں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ میں ہونے کے زیادہ امکانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک بندے کو اس سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم کردیئے تاکہ بندے ان راتوں میں اپنے اپنے طریقہ سے عبادتوں میں مشغول ومصروف ہوجائیں اور جسے وہ مبارک شب نصیب ہوجائے زہے قسمت، پھر کیا کہنا؟ اور اگر نہ بھی مل سکی تو رمضان کی مبارک ساعتوں میں کئے ہوئے اعمال کا بدلہ اور ثواب تو ضرور اس کے نامہ اعمال کو نیکیوں سے بھردے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ آج شب قدر ہے تو میں کیا دعا مانگوں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو **اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ**۔ اے اللہ! آپ بے شک معاف کرنے والے ہیں معافی کو پسند فرماتے ہیں مجھے معاف فرما دیجئے۔

اس حدیث میں شب قدر کی سب سے بڑی عبادت توبہ ہی کو قرار دیا ہے اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس مبارک رات میں اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور معافی مانگنے کا پورا اہتمام کرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر اس امت کیلئے اللہ جل شانہ کی طرف سے امتیازی انعام ہے کہ ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کے برابر نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ ایک ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں پھر اس میں رحمت کے فرشتوں کا نزول اور عبادت گذار نے کیلئے رحمت کی دم بہ دم دعائیں بھی ہیں، تمام گناہوں کی مغفرت کا وعدہ بھی اور اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ منادی بھی ہوتی ہے کہ ہم سے جو دعا مانگی جائے گی قبول کریں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی اکیسویں، تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انیسویں میں۔ ان راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہوگی۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆

آخری عشرہ

عبادتوں کا مجموعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ o سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بڑی رحمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے، دوسری امتوں کے مقابلے میں اس امت کو کچھ خصوصی امتیازات عطا

فرمائے ہیں، انہیں امتیازی فضائل میں سے شب قدر بھی ہے جو سال بھر میں ایک مرتبہ آتی ہے اور صرف اس رات کو عبادت میں مشغول کر دینے والوں کو ایک ہزار مہینے کی اصل عبادت سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ قرآن کریم کی جو سورت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس میں زیادہ کی کوئی حد نہیں مقرر فرمائی کہ کتنی زیادہ ہے، اللہ جل شانہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ وہ اس کو ایک ہزار سال کے برابر بنا دیں۔

مؤطا امام مالک اور ترغیب میں ایک حدیث ہے جس میں شب قدر کو شب قدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات کی عمریں اور رزق اور بھلے برے مختلف قسم کے حالات جو روز اول سے لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں اس رات میں اس سال کا پورا بجٹ اور سب کی مقداریں فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں کہ کس کی کتنی عمر ہوگی؟ کتنا رزق ملے گا اور کیسے کیسے حالات سے گذرے گا۔

اس رات کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ نزول قرآن اس رات میں ہوا۔ درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا، سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر و عبادت میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے شب قدر میں قیام کیا ایمان کے ساتھ خالص ثواب کی نیت سے کہ اس سے کوئی دنیوی غرض نہیں تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو گئے، قیام کرنے سے مراد کسی عبادت میں لگنا ہے جس میں نماز پڑھنا بھی داخل ہے اور ذکر و تلاوت وغیرہ

بھی، گناہوں سے معافی کے متعلق شریعت کا اصل ضابطہ یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو نفلی عبادات اور دوسری نیکیوں کے ذریعہ بھی خود بخود معاف ہو جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے صغیرہ کی معافی کی قید نہیں لگائی بلکہ عام رکھا ہے، اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اول تو مومن سے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونا بعید ہے اور اگر ہو بھی گیا تو مومن کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک توبہ نہ کر لے، فرض کرو کہ پہلے غفلت ہی ہوتی رہی، اب جبکہ شب قدر میں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اس سے اپنی مغفرت کی دعا اور دوسری مرادیں مانگ رہا ہے تو یقیناً اس کو اپنے پچھلے کئے ہوئے گناہوں پر ندامت و شرمندگی بھی ہوگی، آئندہ ان سے بچے رہنے کا پختہ ارادہ بھی کرے گا، اسی کا نام توبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی عبادت کیلئے پچھلے گناہوں سے توبہ لازم و ملزوم ہے۔

آخری عشرہ کی اہم عبادت اعتکاف

اس اخیر عشرہ میں آخری عشرہ کی اہم عبادتوں میں سے ایک اہم عبادت اعتکاف بھی ہے۔ اعتکاف کہتے ہیں مسجد میں اعتکاف کی نیت کر کے ٹھہرنے کو، حنفیہ کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک واجب جو منت اور نذر کی وجہ سے ہو جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا یا بغیر کسی کام پر موقوف کرنے کے یوں کہہ لے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کر لیا، یہ واجب ہوتا ہے اور جتنے دنوں کی نیت کی ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ دوسری قسم سنت ہے جو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ ان ایام کے اعتکاف فرمانے کی تھی۔ تیسرا اعتکاف نفل ہے جس کے

لئے نہ کوئی وقت نہ ایام کی مقدار، جتنے دن کا جی چاہے کرلے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کے اعتکاف کی نیت کرلے تب بھی جائز ہے، البتہ کمی میں اختلاف ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک دن سے کم کا جائز نہیں لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تھوڑی دیر کے لئے بھی جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی رہے۔ بزرگان دین کو ہمیشہ اس کا اہتمام رہا ہے کہ جب وہ مسجد میں تشریف لے جاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے۔ اعتکاف کا بہت زیادہ ثواب ہے اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی در پر جا پڑے کہ جب تک میری درخواست قبول نہ ہو گی اس در سے نہیں ہٹوں گا۔

اگر حقیقۃً یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا بھی پسیجتا ہے اور اللہ جل شانہٗ کی کریم ذات تو بخشش کیلئے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہانہ بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تامل ہوسکتا ہے اور اللہ جل شانہٗ جس کو اکرام فرمادیں اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کرسکتا ہے؟

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کرلینا ہے کہ سب کی طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہوجائے اور ساری مشغولیوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہوجائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جاوے کہ خیالات

وتفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبت سما جاوے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس پیدا ہوجائے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے، کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا کوئی نہ مونس نہ دل بہلانے والا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہوچکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گذرے گا۔

اعتکاف افضل ترین عبادت

صاحب مراقی الفلاح کہتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ہے، اس کی خصوصیتیں حد احصاء سے خارج ہیں، کہ اس میں قلب کو دنیا ومافیہا سے یکسو کرلینا ہے، اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کردینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔ نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے، کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے گھر پر جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے قلعہ میں محفوظ ہونا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں۔ وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

مرد کے لئے سب سے افضل جگہ مسجد مکہ ہے پھر مسجد مدینہ منورہ، پھر مسجد بیت المقدس، ان کے بعد پھر مسجد جامع، پھر اپنی مسجد۔ امام صاحب کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کرے اس میں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو۔ صاحبین کے نزدیک شرعی مسجد ہونا کافی ہے اگرچہ جماعت نہ ہوتی ہو۔ عورت کے لئے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے، اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے

متعین نہ ہو تو کسی کونہ کو اس کے لئے مخصوص کر لے۔ عورتوں کے لئے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے کہ گھر میں بیٹھے کاروبار بھی گھر کی لڑکیوں وغیرہ سے بیٹھے لیتی رہیں اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔

حضور ﷺ کا اعتکاف

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ کا بھی، پھر ترکی خیمہ سے جس میں اعتکاف فرما رہے تھے چہرۂ انور باہر نکال کر ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا پھر مجھے کسی بتلانے والے (یعنی فرشتہ) نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے، لہٰذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر رہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں، مجھے یہ رات دکھلا دی گئی تھی پھر بھلا دی گئی (اس کی علامت یہ ہے) کہ میں نے اپنے آپ کو اس رات کے بعد کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا، لہٰذا اب اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس رات میں بارش ہوئی اور مسجد چھپر کی تھی وہ ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر اکیس کی صبح کو دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ اعتکاف کی ہمیشہ رہی ہے، اس مہینہ میں تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا اور جس سال وصال ہوا ہے اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا تھا، لیکن اکثر عادت شریفہ چونکہ اخیر عشرہ ہی کے اعتکاف کی رہی ہے، اس لئے علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ وہی ہے۔ حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اس اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لئے

بہت ہی مناسب ہے کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا اور اِدھر اُدھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لئے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا۔ لہٰذا شب قدر کے قدردانوں کے لئے اعتکاف سے بہتر صورت نہیں۔ نبی کریم ﷺ اول تو سارے ہی رمضان میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام اور کثرت فرماتے تھے، لیکن اخیر عشرہ میں کچھ حد ہی نہیں رہتی تھی، رات کو خود بھی جاگتے اور گھر کے لوگوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے تھے، جیسا کہ صحیحین کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اخیر عشرہ میں حضور ﷺ لنگی کو مضبوط باندھ لیتے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگاتے۔ لنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہوسکتی ہے اور بیویوں سے بالکلیہ احتراز بھی مراد ہوسکتا ہے۔

معتکف گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہی جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

دو مخصوص نفعے اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ

جنازہ کی نماز میں شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کرسکتا۔اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکا رہا ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے گا۔اللہ اکبر کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے، مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں ضرورت ہی نہیں، توجہ کون کرے اور کیوں کرے کہ دین کی وقعت ہمارے قلوب میں نہیں ہے۔

ایک اہم ترین عبادت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کرکے چپ چاپ بیٹھ گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم! میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا میں اس سے تیری سفارش کروں؟ اس نے عرض کیا جیسا آپ مناسب سمجھیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے، اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے؟ فرمایا بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے بھی اس قبر والے حضور ﷺ سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا (یہ لفظ کہتے ہوئے) ابن عباس رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہ حضور ﷺ فرمارہے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کیلئے دس برس

کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اسکے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرمادیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے (اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی)۔

شکستہ دلوں کی قدر

اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے ہیں اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرمادیتے ہیں اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا سارا جہان اور ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔

علامہ شعرانیؒ نے کشف الغمہ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص عشرۂ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے کہ نماز، قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے حق تعالیٰ شانہٗ اس کیلئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

دوسرا مضمون جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے، اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہوسکتی ہے، اور اس کی قضا ممکن ہے، اسی وجہ سے صوفیاء کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بددعا سے اس حدیث میں بہت ڈرایا گیا ہے۔حضور اکرم ﷺ جب کسی شخص کو حاکم بنا کر بھیجتے تھے اور نصائح کے ساتھ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ مظلوم کی بددعا سے بچنا۔

اس جگہ ایک مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لئے بھی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضا واجب ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ ضرورت بشری کے علاوہ کسی ضرورت سے بھی مسجد سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار کہ دوسرے کی وجہ سے اپنا اعتکاف توڑ دیا، ایسے ہی لوگوں کے لئے مناسب ہے کہ دوسروں کی خاطر خود پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جائیں مگر پانی کا آخری قطرہ اس لئے نہ پئیں کہ دوسرا زخمی جو پاس لیٹا ہوا ہے وہ اپنے سے مقدم ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اعتکاف نفلی اعتکاف ہو۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆

معرکۂ بدر

تمام کائنات انسانی پر احسان عظیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

’’اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑتے رہو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

غزوہ

ارباب سیر وحدیث نے یہ اصطلاح مقرر کرلی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں جس لشکر کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نہ ہوں اس کو سریہ اور جس میں بنفس نفیس خود شرکت فرمائیں اس کو غزوہ کہتے ہیں۔ غزوہ کی جملہ تعداد ستائیس اور سریہ کی جملہ تعداد چالیس تا چھپن بیان کی جاتی ہے۔

غزوۂ بدر

قرآن کریم نے جن اہم غزوات کا تذکرہ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ نمایاں حیثیت ''غزوۂ بدر'' کو حاصل ہے۔ بدر ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً اسی (۸۰) میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ بدر دراصل ایک کنویں کا نام ہے، جس کی وجہ سے اس بستی کا نام بھی بدر ہوگیا، آج کل یہ بستی جدہ، مدینہ کی شاہراہ عام پر واقع ہے جہاں تیرہ شہدائے بدر ایک مختصر احاطہ میں آسودہ خواب ہیں۔ اسی جگہ وہ اہم غزوہ پیش آیا جس نے دنیا کی تاریخ ادیان وملل ہی کا نہیں بلکہ ہر شعبۂ حیات کا رخ پلٹ کر ظلم سے عدل کی جانب پھیر دیا۔ اسلام کی سربلندی اور شان وشوکت کا آغاز اسی غزوہ سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اس غزوہ کو یوم الفرقان یعنی حق وباطل کے درمیان فیصلہ کا دن قرار دیا ہے۔

غزوۂ بدر کا پس منظر

غزوۂ بدر کا واقعہ چونکہ ادیان وملل کی تاریخ انقلاب میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے راویانِ حدیث وسیرت نے اس کے ہر جز کی تفصیل کو واضح طور پر بیان کیا ہے

تا کہ اس تاریخی واقعہ کا کوئی گوشہ بھی باقی نہ رہے۔۔۔ مدینہ منورہ کی ہجرت مشرکین مکہ کے لئے کچھ اس درجہ برہمی اور اشتعال کا باعث ہوئی اور وہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اپنی ناقابل برداشت ایذارسانی سے محفوظ دیکھ کر کچھ اس درجہ برافروختہ ہوگئے کہ اب انھوں نے باضابطہ یہ طے کرلیا کہ جس قیمت پر بھی ہوسکے مسلمانوں کو نیست ونابود کردینا چاہئے، چنانچہ ہجرت مدینہ کے بعد ہی مشرکین نے مدینہ طیبہ پر چھوٹے موٹے حملوں کا آغاز کردیا تھا اور موقع بموقع لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا، مگر مشرکین مکہ کی آتش حسد کے لئے یہ کافی نہ تھا، وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ ہوجائے، اس کے لئے وہ ایسے حالات پیدا کر رہے تھے جس سے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کا خاتمہ ہوجائے۔

اس ارادہ کی تکمیل کے لئے انھوں نے ضروری سمجھا کہ لڑائی کے ساز وسامان زیادہ سے زیادہ مقدار میں میسر آئیں، اس کے لئے بہترین طریقہ یہ سوچا کہ ابو سفیان کی سرکردگی میں ایک قافلۂ تجارت شام کی منڈیوں میں جائے اور زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرکے اس سے سامان جنگ مہیا کیا جائے اور اس جذبہ نے جوش وخروش کی یہ کیفیت پیدا کردی کہ جب قافلۂ تجارت کی تیاری شروع ہوئی تو مکہ کے ہر متنفس نے اپنے سرمایہ کا کچھ حصہ اس تجارت کے لئے پیش کیا حتیٰ کہ ایک بڑھیا نے بھی اپنی محنت کی معمولی پونجی اس خدمت کے لئے پیش کی اور تقریباً ستر (۷۰) قریشیوں پر مشتمل یہ قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام کو روانہ ہوگیا۔

جب قریش کا یہ تجارتی قافلہ مال واسباب کی بہت بڑی مقدار کے ساتھ شام سے واپس ہوکر مکہ جا رہا تھا، بدر سے قریب ہوکر گذرا تو نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ملی، آپ ﷺ نے فوراً صحابہ کو جمع کرکے مشورہ فرمایا، تب بعض حضرات نے تو بخوشی اس

کے لئے آمادگی ظاہر کی اور بعض نے یہ سمجھ کر کہ کسی اہم جنگ کا معاملہ نہیں ہے اس کے تعاقب پر آمادگی کا ثبوت نہیں دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد صرف 313

بارہ رمضان المبارک ۲ ہجری مسلمانوں کا یہ لشکر جو قافلہ کے تعاقب سامان حرب وضرب سے بے پرواہ ہوکر مدینے سے نکلا، مشہور روایت کے مطابق ان کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی، جب کہ مدینہ کے اندر مسلمانوں کی آبادی ہزار ہا نفوس پر مشتمل تھی، یہ نہ کوئی جنگی لشکر تھا اور نہ جنگ کے ارادے سے نکلا تھا بلکہ مسلمانوں کا ایک مختصر سا قافلہ تھا جو قریش کے حرب وضرب کے سرمایہ پر قابض ہوکر دشمن کو بے مایہ بنانے نکلا تھا۔

ابوسفیان کی گھبراہٹ

ابوسفیان کو مسلمانوں کے تعاقب کا حال معلوم ہوا تو گھبرایا اور فوراً ایک جاسوس کو مکہ روانہ کیا کہ وہ قریش کو اس معاملہ کی اطلاع دے اور مدد طلب کرے، قریش نے جب حقیقت حال کو سنا تو ان میں بہت زیادہ جوش اور انتقام کا جذبہ پیدا ہوا اور تمام سرداران قریش (ابولہب کے علاوہ سب ہی تھے، ابولہب بیمار تھا اسلئے اس نے اپنا قائم مقام دیدیا تھا) آمادۂ جنگ ہوکر اپنے اپنے لشکر کو لے کر نکل کھڑے ہوئے کروفر سے نکلے کہ تعداد میں ایک ہزار تھے، نیزے اور تلواریں بے شمار تھیں، سات سو زرہ، ستر گھوڑے، اور بے تعداد اونٹ تھے، نیزے اور تلواریں سجیں، ڈھالیں اور بکتر لگائے، نشۂ غرور میں جھومتے ہوئے بدر کی جانب بڑھے۔

ادھر مسلمان بھی تجارتی قافلہ کے تعاقب میں آگے بڑھتے گئے، جب وادیٔ صفرا کے قریب پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ وہ قافلہ کا حال معلوم کر کے آئیں۔ مؤرخ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ یہ دونوں بدر پہنچے تو وہاں کنویں کے قریب ایک شخص موجود تھا اور نزدیک ہی دو لڑکیاں آپس میں بات چیت کر رہی تھیں، ایک نے دوسری سے کہا کہ کل یا پرسوں یہاں قریشی قافلہ آنے والا ہے، میں اس میں محنت مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی، اس پر اس شخص نے اس لڑکی کی تصدیق کی، نبی اکرم ﷺ کے جاسوس نے جب یہ سنا تو چپکے سے اپنے اونٹ کو پانی پلا کر فوراً روانہ ہو گئے۔

دوسری جانب ابوسفیان ڈرتا اور چھپتا چھپاتا قافلہ سے آگے بڑھ کر تجسس حال کے لئے بدر پہنچا، وہاں مجدی نامی شخص موجود تھا، ابوسفیان نے دریافت کیا تو نے کسی اجنبی کو تو یہاں نہیں دیکھا؟ مجدی نے کہا اور تو کوئی نئی بات نہیں ہے البتہ تھوڑی دیر قبل دو آدمی اجنبی قسم کے ضرور یہاں آئے تھے اور اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر واپس ہو گئے، ابوسفیان کنویں کے پاس گیا تو اونٹوں کی لید پڑی دیکھی، اس نے لید کو کریدا تو کھجور کی گٹھلیاں نکلیں، ابوسفیان نے یہ دیکھ کر کہا کہ بلاشبہ یہ اونٹ یثرب (مدینہ) کے تھے اور پھر تیزی کے ساتھ قافلہ تک پہنچا اور حالات سے باخبر ہوکر قافلہ کا رخ ساحل سمندر کی جانب پھیر دیا اور بدر کو بائیں ہاتھ چھوڑتا ہوا مکہ کو روانہ ہو گیا، اس مدت میں مسلمان وادیٔ صفراء سے گذر کر وادیٔ ذفران تک پہنچ گئے تھے۔

یہاں نبی اکرم ﷺ کو اپنے جاسوس سے معلوم ہوا کہ عنقریب ابوسفیان کا قافلہ بدر پہنچنے والا ہے، دوسری جانب سے یہ اطلاع بھی آچکی تھی کہ مکہ سے قریش ایک ہزار کا لشکر لے کر کروفر کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے کی غرض سے بدر کی جانب

بڑھ رہے ہیں، ابوسفیان نے جب ساحلی جانب اختیار کر لی اور اس کو یقین ہو گیا کہ اگر مسلمان میرے تعاقب کے لئے بدر کی جانب آئیں گے تو میں ان کی زد سے محفوظ رہوں گا، اس نے مکہ کی جانب دوسرا قاصد روانہ کیا کہ اب جنگ کی ضرورت نہیں ہے، میں مسلمانوں کی زد سے بچ کر جلدی مکہ پہنچ جانے والا ہوں، قریش بدر کے قریب آ چکے تھے کہ قاصد نے ابوسفیان کا پیغام سنایا مگر ابوجہل نے واپسی کے لئے سختی کے ساتھ انکار کر دیا اور کہا کہ اب بدر ضرور پہنچنا ہے اور مسلمانوں کا قلع قمع کر کے اس کانٹے کو ہمیشہ کے لئے نکال دینا ہے۔

جنگ بدر کے لئے حضور ﷺ کا خصوصی مشورہ

بہرحال مسلمانوں کو جب وادیٔ ذفران میں یہ دونوں خبریں ملیں تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے دوبارہ مشورہ ضروری سمجھا کیونکہ اب معاملہ کٹھن تھا، مسلمان بے سروسامان اور پھر تھوڑی تعداد میں تھے اور دشمن وقت کے ہر طرح ہتھیاروں سے مسلح، کثیر سامان جنگ کے مالک تھے اور تعداد میں تین گنے سے بھی زیادہ اور بقول ارباب سیرت انصار اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی معیت سفر کو صد ہزار بار باعث نازش سمجھتے اور ہمرکاب رہتے تھے لیکن عقبۂ ثانیہ کے وقت وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ یہ معاہدہ کر چکے تھے کہ جب تک قریش یا غیر قریش اپنی جانب سے مدینہ پر حملہ آور نہ ہوں انصار مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کے لئے مجبور نہ ہوں گے۔

مشورہ کے لئے یہ اہم وجوہ تھیں جن کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دشمن سر پر ہے اور قافلہ قریب ہے اب بتاؤ کیا چاہتے ہو، جنگ کر کے حق و باطل کا فیصلہ یا بغیر کانٹا لگے قافلہ پر قبضہ؟

صحابہ نے جب سنا تو بعض نے طبعی طور پر جنگ کو پسند نہیں کیا اور عرض کیا یارسول اللہ! ہم جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے ہیں، اس لئے کہ بے سروسامان ہیں، بہتر ہے کہ قافلہ پر قبضہ کر کے لوٹ جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کمزور رائے کو ناپسند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا قافلہ کا ذکر چھوڑو، اب اس قوم کے متعلق رائے دو جو تمہارے مقابلہ کے لئے مکہ سے نکل آئی ہے؟ بعض لوگوں نے دوبارہ عذر کیا تو آپ ﷺ نے پھر پہلی بات لوٹا دی، تب جلیل القدر صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمجھ گئے کہ آپ کی مرضی حق و باطل کی جنگ سے وابستہ ہے، اس لئے انہوں نے جذبۂ وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم ہر طرح جنگ کے لئے تیار ہیں اور اسلام کی خاطر آپ ﷺ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو حاضر ہیں اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اس شدومد کے ساتھ فداکارانہ جذبات کا اظہار کیا کہ صحابہ کو ان کی تقریر پر رشک ہونے لگا، مگر آپ اب بھی نگاہ مبارک سے کسی بات کے طالب نظر آ رہے تھے، یہ دیکھ کر انصار میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم انصار کی جانب اشارہ ہے کہ ہم کچھ عرض کریں اور پھر انصار کی جانب سے پوری وفاداری اور فداکاری کا یقین دلاتے ہوئے نہایت مؤثر تقریر فرمائی۔

انصار و مہاجرین کی یہ تقاریر سن کر سرور دو عالم ﷺ کا چہرۂ مبارک مسرت سے ٹمٹما اٹھا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اب اللہ کے نام پر آگے بڑھو اور بشارت حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہ میں سے ایک کو تمہارے قبضہ میں دیدوں گا اور خدا کا وعدہ بلاشبہ سچا ہے اور قسم بخدا میں جنگ سے قبل ابھی سے قوم کے سرداروں کی قتل گاہ کو دیکھ رہا ہوں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بدر پہنچ کر زمین پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس جگہ فلاں قریشی مارا جائے گا اور یہاں فلاں قتل ہوگا، سلف سے خلف تک تمام مفسرین، محدثین اور اصحاب سیر و تاریخ اس پر متفق ہیں کہ یہی وہ مشورہ ہے جس کے متعلق سورۂ انفال کی آیات نازل ہوئیں۔

آغاز جنگ اور دعائے نصرت

غرض اس حالت میں دونوں فریق ۱۷؍رمضان المبارک ۲؍ہجری مطابق ۱۱؍مارچ ۶۲۴ عیسوی بروز جمعہ جنگ کے لئے صف آرا ہوئے تو اول آپ ﷺ نے مسلمانوں کی صفوں کو درست فرمایا اور اس عریش (جھونپڑی) کے نیچے جا کر جو آپ ﷺ کے لئے میدان جنگ میں بنادی گئی تھی اس طرح درگاہ الٰہی میں مناجات اور دعا کی اور عرض کیا اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدۂ نصرت فرمایا اس کو پورا کر، اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہوگئے تو پھر روئے زمین پر کوئی تیرا عبادت گذار باقی نہیں رہے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو قریب آئے اور عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! بس کیجئے اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

غیبی نصرت

آخر یہی ہوا کہ ہر قسم کے ناسازگار حالات اور اس درجہ کمزوری کے باوجود کسی مسلمان کا اس معرکہ سے صحیح و سالم بچ کر نکل جانا خود ایک معجزہ ہے، مسلمانوں کو غیبی نصرت و امداد نے بامراد اور کامیاب کیا، فتح اور نصرت نے قدم چومے اور تاریخ عالم کا ایک بے نظیر اور حیرت انگیز انقلاب پیش کر دیا اور مشرکین قریش کے تمام سردار اور مشہور نبرد آزما ہی قتل نہیں ہوئے بلکہ شرک و کفر کی اجتماعی طاقت ہی کا خاتمہ ہوگیا۔

یہ غیبی نصرت کیا تھی؟ قرآن کریم نے اس کا جواب متعدد آیات میں دیا ہے۔

ایک جگہ فرمایا کہ مسلمانوں کی نگاہ میں دشمنوں کی تعداد اصل تعداد سے کم نظر آئی تا کہ مسلمان مرعوب نہ ہوں اور مشرکین کی نگاہوں میں مسلمان زیادہ معلوم ہوئے۔

نصرت کی ایک شکل یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کے دعا پر ان کی مدد اول ایک ہزار فرشتوں سے کی گئی اور یہ تعداد بڑھا کر تین ہزار کر دی گئی اور پھر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر دشمن تم پر یک لخت حملہ کر دے تو ہم تین ہزار کی بجائے پانچ ہزار سے مدد کریں گے۔

مسلمانوں پر عین معرکہ کے وقت اونگھ طاری کر دی، جس کے چند منٹ بعد ان کی بیداری نے ان میں ایک نئی تازگی اور روح پیدا ہوگئی۔

آسمان سے پانی برسا کر مسلمانوں کے لئے ریتیلی زمین کو پختہ فرش کی طرح بنا دیا اور نشیب کی وجہ سے حوض نما گڑھے میں پانی مہیا کر دیا اور دشمنوں کی زمین کو کیچڑ کی دلدل بنا ڈالا۔

جنگ کا نتیجہ

بہر حال معرکۂ جنگ بپا ہوا اور دونوں جانب سے نبرد آزما ایک دوسرے کے مقابل ہو کر دادِ شجاعت دینے لگے اور پھر یکا یک ہجومی جنگ شروع ہوگئی، مسلمان اول تو جنگ مغلوبہ لڑے مگر فراغتِ دعا کے بعد جب میدان جنگ میں آ کر نبی اکرم ﷺ نے قرآن کریم کی آیت پڑھتے ہوئے مٹھی بھر خاک اور کنکریاں دشمنوں کی جانب پھینکیں تو خدائے برحق کی معجزانہ قدرت نے ہوا کے ذریعہ اس کے ذرات تمام مشرکین کی آنکھوں تک پہنچا دیئے اور وہ اس ناگہانی پریشانی سے مضطرب ہو کر آنکھیں ملنے لگے اور جنگ مغلوبہ جنگ غالبہ کی شکل میں بدل گئی۔

جنگ بدر نے تاریخ عالم کا رخ بدل دیا

بدر کا معرکہ مؤرخین اور اصحاب سیر سے بھی اگرچہ اپنی تاریخی اہمیت کا اعتراف کراتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ معرکۂ بدر ایک ہنگامی معرکہ نہیں تھا بلکہ اس نے قریش مکہ کی قوت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا اور مسلمانوں کے لئے اعلائے کلمۃ اللہ کی راہیں کھول دیں، لیکن وہ اس حقیقت حال سے شاید بے خبر ہیں کہ معرکۂ بدر صرف مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے حق و باطل کا معرکہ نہیں تھا بلکہ جس زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا اس وقت دنیا ایک موڑ پر کھڑی تھی۔

بدر سے کامیاب واپسی

بدر کے میدان میں تین دن قیام فرما کر نبی اکرم ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، اس سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ روانہ فرما دیا تھا تاکہ معرکۂ بدر کی خوشخبری مسلمانوں کو سنائی جائے، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد بزرگوار نے یہ خوش خبری ایسے وقت پہنچائی جس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کی تدفین کر رہے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

فضائل رمضان

اور دعا کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

”اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور خوب جان رکھو کہ ایک روز اس کے دربار میں تمہاری پیشی ہوگی“۔

محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزوں کو فرض کیا ہے اس لئے میں آج آپ حضرات کے سامنے روزہ اور اس کے چند مسائل عرض کر رہا ہوں۔

روزے کا لغوی اور شرعی معنی

روزے کے معنی لغت میں رکنے کے ہیں اور شریعت میں روزہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور ہم بستری سے بچنے کا نام ہے۔

روزہ کی فضیلت

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ داروں کے لئے جنت میں ایک خصوصی دروازہ بنایا ہے جس کا نام ریان ہے، اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

روزہ کس پر فرض ہے؟

روزہ ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مرد، عورت، مقیم اور قدرت رکھنے والے پر فرض ہے۔ جو بچے نابالغ ہیں انہیں بھی عادت ڈالنے کے لئے روزہ رکھوانا چاہئے۔

رمضان المبارک دعاؤں کا مہینہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں رمضان المبارک کا ذکر کرنے کے بعد دعا کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ رمضان المبارک میں دعا کی قبولیت کا وارد ہونا بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے بالخصوص افطار کے وقت۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس ماہ مبارک میں دعاؤں کا خاص طور سے اہتمام کریں۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مگر نہ تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اس شخص نے دعا کرنے میں جلدی کی، پھر اس کے بعد اس شخص کو بلایا اور ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اس کو چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر جو چاہے دعا کرے۔

اسی طرح ایک ایسے شخص کو دعا کرتے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم دعا کرو تمہاری دعا قبول کی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ہر دعا اس وقت تک محبوب ہے جب تک کہ اس سے پہلے نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیجا جائے۔

دعا کے آداب

دعا کے کچھ آداب بھی ہیں جن کی رعایت کرنا نہایت اہم ہے انہیں آپ حضرات کے سامنے عرض کردیتا ہوں۔

وضو کا اہتمام

دعا کرنے سے پہلے بندہ اس بات کا اہتمام کرے کہ وہ باوضو ہو، جہاں دعا کے لئے اندرونی صفائی اور خلوص مطلوب ہے وہیں ظاہری پاکی اور صفائی کا اہتمام بھی انتہائی ضروری ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر کو ایک لشکر کی قیادت دے کر اوطاس کی طرف بھیجا، ان کا مقابلہ درید بن الصم سے ہوا، اس مقابلے میں درید قتل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو شکست سے دوچار کیا، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ بھیجا گیا، دوران جنگ ابو عامر کی گردن میں ایک تیر آکر لگا،

انہوں نے مجھ سے کہا اس تیر کو میری گردن سے نکالو، تو میں نے اسے نکالا تو ان کے خون کا فوارہ جاری ہوگیا۔ حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے! نبی اکرم ﷺ کے پاس چلے جاؤ اور انہیں میرا اسلام کہو اور ان سے کہو ابو عامر نے آپ سے دعائے مغفرت کی درخواست کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابو عامر نے مجھے لوگوں کا امیر مقرر کیا، اس کے بعد ابو عامر رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر زندہ رہے اور پھر ان کی وفات ہوگئی، پھر جب میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچا تو نبی اکرم ﷺ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، اس پر تھوڑا سا بستر بھی تھا مگر (اس کے باوجود) نبی اکرم ﷺ کی پیٹھ اور پہلوؤں پر اس بنائی کے نشانات تھے، میں نے آپ کو اپنے اور ابو عامر کے حوالے سے باخبر کیا اور عرض کیا کہ ابو عامر نے آپ سے دعائے مغفرت کی درخواست کی ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے پانی منگا کر وضو کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور فرمایا اے اللہ! اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما۔ آپ نے اپنے ہاتھ اتنے بلند کئے کہ آپ کی بغل کی سفیدی نظر آنے لگی پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی کثیر مخلوق سے بلند فرما۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرما دیجئے تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! عبد اللہ بن قیس کے گناہوں کو معاف فرما اور قیامت کے دن اسے بہترین جگہ نصیب فرما۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارا رب زندہ اور کرم والا ہے وہ اس بات سے حیا محسوس کرتا ہے کہ جب بندہ اپنے ہاتھ اس کی طرف بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹا دے۔

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ سے دعا کیا کرو تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا کرو اور ان کے باہری حصہ کے ساتھ دعا نہ کیا کرو۔

دعا کا ایک اہم ادب یہ بھی ہے کہ جب بندہ اپنے رب کے سامنے دعا کرے تو انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ دھیمی آواز میں دعا کرے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی ﷺ! اپنے رب کو صبح وشام یاد کیا کرو دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ اور زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ، تم ان میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا اپنے رب کو پکارو، گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنی امت کو اس کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تھے تو تکبیر وتہلیل سے ہماری آوازیں بلند ہوتی تھیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے اوپر رحم کرو اس لئے کہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ یقیناً وہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ سننے والا اور قریب ہے۔

دعا میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے

دعا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ غیر ضروری تفصیل بیان نہ کی جائے اور نہ امور محال کی حصولیابی کی دعا کی جائے۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے اے اللہ! میں تجھ سے جنت میں سفید محل کا طالب ہوں۔ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنت مانگو اور جہنم سے پناہ چاہو۔ اس لئے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں کچھ لوگ ضرور ہوں گے جو پاکی اور دعا میں حد سے گزر جائیں گے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی ایک واقعہ نقل ہوا ہے۔حضرت سعد نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے! اگر تمہیں جنت دی گئی تو سمجھو تمہیں جنت کے ساتھ وہ تمام چیزیں دی گئیں جو اس میں ہیں اور اگر تمہیں جہنم سے نجات دی گئی تو سمجھو تمہیں جہنم سے ہی نہیں بلکہ جو کچھ اس میں ہے اس سے تمہیں نجات دی گئی۔

قبلہ کی طرف منہ کرنا

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر لینا چاہئے۔حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلے اور جب آپ ﷺ نے دعا کا ارادہ کیا تو قبلہ کی طرف اپنا چہرہ کیا اور اپنی چادر کو پلٹ دیا۔

دعا کرنے والا اپنی ذات سے شروع کرے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر پیغمبروں کی دعائیں نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ پہلے اپنے لئے دعا کرے اور اس کے بعد دوسروں کے لئے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں گے) اے میرے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کا ذکر کرتے تو اس کے لئے دعا فرماتے مگر دعا اپنے آپ سے شروع کرتے۔

جامع اور بہتر کلام سے دعا کی جائے

دعا کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ غیر ضروری طول کلام سے گریز کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ الفاظ مختصر اور جامع ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ جامع ترین دعائیں پسند فرماتے تھے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جامع ترین دعائیں پسند فرماتے تھے اور ان سے کم تر چھوڑ دیتے تھے۔

دعا پورے عزم اور طلب کے ساتھ کی جائے

دعا کرتے وقت بندہ جو چیز طلب کرے اس کے سلسلہ میں یہی امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرمائے گا اور کسی ایسے رویہ کا مظاہرہ نہ کرے جس سے بے نیازی کا اظہار ہو رہا ہو مثلاً یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما۔وغیرہ بلکہ پورے عزم اور طلب کا اظہار کرے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے وہ یہ نہ کہے اے اللہ! تو اگر چاہے تو میری مغفرت فرما بلکہ پورے عزم اور طلب کے ساتھ دعا کرے اور خوب رغبت واشتیاق کا اظہار کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی چیز بڑی نہیں ہے جس کو وہ عطا کرے۔اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جو چیز بھی چاہے پیدا کرسکتا ہے، اس پر کوئی زبردستی والا نہیں ہے۔دعا بار بار کی جائے۔اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.☆

فضائل رمضان

اور رمضان المبارک کے اعمال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰاکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

”اور جس ہدایت سے اللہ تعالیٰ تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار کرو اور شکر گذار بنو“۔

بزرگان محترم نوجوانان اسلام!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ماہ رمضان عطا فرمایا، اس کے فضائل بہت سی احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے، جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا، اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے، اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے، تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہٗ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، اور درمیانی حصہ مغفرت ہے، اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو ہلکا کردے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اور آگ سے آزادی دیتے ہیں۔ اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو، جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے، اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں

جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے، اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میری حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

تراویح کے متعلق شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت مولانا الشاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ما ثبت بالسنۃ میں بعض کتب فقہ سے نقل کیا ہے کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو اس کے چھوڑنے پر امام ان سے مقابلہ کرے۔ اس جگہ خصوصیت سے ایک بات کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں کلام مجید سن لیں پھر چھٹی۔ یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں۔ تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا یہ مستقل سنت ہے، اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل سنت ہے۔ پس اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری رہ گئی، البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا اور کسی وجہ سے ایک جگہ روزانہ تراویح پڑھنی مشکل ہو، ان کے لئے مناسب ہے کہ اول قرآن شریف چند روز میں سن لیں، تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے، پھر جہاں وقت ملا اور موقعہ ہوا وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا، اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفل عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔ اور اس کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر ۷۰ فرائض کے برابر ہے۔ اس جگہ لوگوں کو اپنی اپنی

عبادات کی طرف بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مبارک مہینہ میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ فرائض میں تو ہمارے اہتمام کی یہ حالت ہے کہ کھانے کے بعد سوتے ہیں تو اکثر صبح کی نماز قضا ہوگئی اور کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہو ہی جاتی ہے، گویا سحر کھانے کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سب سے زیادہ مہتم بالشان فرض کو فوت کر دیا یا بالکل قضا کر دیا یا کم از کم ناقص کر دیا کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو اہل اصول نے ادائے ناقص فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کی تو (گویا) نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔

رمضان میں تلاوت کی کثرت

رمضان المبارک کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ ہے، اسی وجہ سے عموماً اللہ جل شانہٗ کی تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں، چنانچہ مکمل قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اسی ماہ میں نازل ہوا اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفے اسی ماہ کی یکم یا ۳ر تاریخ کو عطا ہوئے، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ر یا ۱۲ر رمضان کو ملی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ۶ر رمضان المبارک کو عطا ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲ر یا ۱۳ر رمضان کو ملی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے، اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت اس مہینہ میں منقول ہے۔ حضرت جبرئیلؑ ہر سال رمضان میں تمام قرآن شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے، اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے۔ علماء نے ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے قرآن پاک کے دور کرنے کا استحباب نکالا ہے،

بالجملہ تلاوت کا خاص اہتمام جتنا بھی ممکن ہو سکے کرے اور جو وقت تلاوت سے بچے اس کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا اور اس مہینہ میں ان کی کثرت کا حکم فرمایا، کلمہ طیبہ اور استغفار اور جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دعا، اس لئے جتنا بھی وقت مل سکے ان چیزوں میں صرف کرنا سعادت سمجھے اور یہی نبی کریم ﷺ کے ارشاد مبارک کی قدر ہے، کیا دقت ہے کہ اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے زبان سے درود شریف یا کلمہ طیبہ کا بھی ورد رہے۔

رمضان کے آداب

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کی کچھ خصوصتیں اور آداب ارشاد فرمائے۔ اولاً یہ کہ صبر کا مہینہ ہے، یعنی اگر روزہ وغیرہ میں کچھ تکلیف ہو تو اسے ذوق شوق سے برداشت کرنا چاہئے، یہ نہیں کہ مار دھاڑ، غول پکار جیسا کہ اکثر لوگوں کی گرمی کے رمضان میں عادت ہوتی ہے، اسی طرح اگر اتفاق سے سحر نہ کھائی گئی تو صبح سے ہی روزہ کا سوگ شروع ہو گیا۔ اسی طرح رات کی تراویح میں اگر دقت ہو تو اس کی بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہئے، اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں، کہ یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔ ہم لوگ دنیوی معمولی اغراض کی بدولت کھانا پینا راحت وآرام سب چھوڑ دیتے ہیں تو کیا رضائے الٰہی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے؟

رمضان غم خواری کا مہینہ

پھر ارشاد ہے کہ یہ غم خواری کا مہینہ ہے، یعنی غرباء مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا، اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لئے تیار کی ہیں تو دو چار غرباء کے لئے

بھی کم از کم ہونی چاہئے۔ ورنہ اصل تو یہ تھا کہ ان کے لئے اپنے سے افضل ہوتا ورنہ مساوات ہی ہوتی، غرض جس قدر بھی ہمت ہو سکے اپنے افطار وسحر کے کھانے میں غربا کا حصہ بھی ضرور لگانا چاہئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کیلئے عملی نمونہ اور دین کے ہر جزو کو کس قدر واضح طور پر عمل فرما کر دکھلا گئے کہ اب ہر کام کیلئے ان کی شاہراہ عمل کھلی ہوئی ہے۔ ایثار غمخواری کے باب میں ان حضرات کا اتباع بھی دل گردہ والے کا کام ہے، سیکڑوں ہزاروں واقعات ہیں جن کو دیکھ کر بجز حیرت کے کچھ نہیں کہا جاتا۔

ابو جہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرنے چلا اور اس خیال سے پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ اگر اس میں کچھ رمق باقی ہوئی تو پانی پلا دوں گا اور ہاتھ منہ دھو دوں گا۔ وہ اتفاق سے پڑے ہوئے ملے، میں نے ان سے پانی کو پوچھا، انہوں نے اشارے سے مانگا کہ اتنے میں برابر سے دوسرے زخمی نے آہ کی، میرے چچازاد بھائی نے پانی پینے سے پہلے اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے پاس گیا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی پیاسے ہیں اور پانی مانگتے ہیں کہ اتنے میں ان کے پاس والے نے اشارہ کر دیا۔ انہوں نے بھی خود پانی پینے سے قبل اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا، اتنے میں وہاں تک پہنچا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی واپس دوسرے صاحب کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے، لوٹ کر چچازاد بھائی کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ یہ ہیں اسلاف کے ایثار کہ خود پیاسے جان دے دی اور اجنبی بھائی سے پہلے پانی پینا گوارہ نہ کیا۔

برگزیدہ بندہ اور ابدال

روح البیان میں سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع الصغیر اور سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی مقاصد سے بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانچ

سو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں، جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں، اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سجدے میں ان کے لئے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفالت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انہوں نے کہا کہ سفیان کی دعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں، اور جس سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور محدث ہیں روزانہ پچاس آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔ (روح البیان)

افطار کی فضیلت

افطار کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا ہے کہ اس ماہ کا اول حصہ رحمت ہے، یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمت عامہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے بعد جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لئے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ. اور اس کے درمیانی حصہ سے مغفرت شروع ہوجاتی ہے، اس لئے کہ روزوں کا کچھ حصہ گزر چکا ہے، اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہوجاتا ہے، اور آخری حصہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔

حضور ﷺ نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ آقا لوگ اپنے ملازموں پر اس مہینہ میں تخفیف رکھیں، اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں۔ کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی، البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کے لئے ہنگامی ملازم ایک آدھ بڑھا لے، مگر یہ جب کہ ملازم روزہ دار بھی ہو، ورنہ اس کے لئے رمضان بے رمضان برابر، اور اس ظلم و بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہوکر بے حیا منہ سے روزہ دار ملازموں سے کام لے اور نماز و روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں کچھ تساہل ہو تو برسنے لگے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ. ترجمہ۔ اور عنقریب ظالم لوگوں کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کیسی (مصیبت) کی جگہ لوٹ کر جائیں گے۔ (مراد جہنم ہے) اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اول کلمہ شہادت، احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ میں بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں

عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھ کو کوئی ایسی دعا بتلادے کہ اس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں اور دعا کیا کروں، وہاں سے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑہ میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جائے تو وہی جھک جائے گا۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اخلاص سے اس کلمہ کو پڑھے آسمان کے دروازے اس کے لئے فوراً کھل جاتے ہیں اور عرش تک پہنچنے میں کسی قسم کی روک نہیں ہوتی، بشرطیکہ کہنے والا کبائر سے بچے۔ عادت اللہ تعالیٰ اسی طرح جاری ہے کہ ضرورت عامہ کی چیز کو کثرت سے مرحمت فرماتے ہیں۔ دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی عام ہوتی ہے، مثلاً پانی ہے کہ عام ضرورت کی چیز ہے، حق تعالیٰ شانہٗ کی بے پایاں رحمت نے اس کو کس قدر عام کر رکھا ہے، اور کیمیا جیسی لغو اور بیکار چیز کو عنقا کر دیا، اسی طرح کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے۔ متعدد احادیث سے اس کی تمام اذکار پر افضلیت معلوم ہوتی ہے، اس کو سب سے عام کر رکھا ہے کہ کوئی محروم نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی محروم رہے تو اس کی بدبختی ہے۔ بالجملہ بہت سی احادیث میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہیں۔ دوسری چیز جس کی کثرت کرنے کو حدیث میں ارشاد فرمایا گیا وہ استغفار ہے۔ احادیث میں استغفار کی بھی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہر تنگی میں اس کے لئے راستہ نکال دیتے ہیں اور غم

سے نجات نصیب فرماتے ہیں اور اس طرح روزی پہنچاتے ہیں کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آدمی گنہ گار تو ہوتا ہی ہے، بہترین گنہ گار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے، اگر توبہ کرتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے دو چیز کے مانگنے کا امر فرمایا ہے، جن کے بغیر چارہ ہی نہیں، جنت کا حصول اور دوزخ سے امن۔ اللہ اپنے فضل سے ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆

خصوصیات قرآن

اور یونس علیہ السلام کا ذکر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ . لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

”نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا، تیری ذات پاک ہے بیشک میں ظالموں میں سے ہوں“۔

میرے بھائیو، بزرگو! یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے، رمضان المبارک کو قرآن کریم سے خاص مناسبت ہے، ویسے بھی تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں، لیکن مجھے آج آپ کے سامنے قرآن کریم کے متعلق کچھ ضروری چیزیں عرض کرنا ہے۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ کتاب ہے، جس کا ہر پارہ، ہر سورت بلکہ ہر لفظ تا قیامت محفوظ ہے، جس کی عظمت و بلندی کا یہ عالم ہے کہ جس قوم نے اس کو اپنایا وہ بلند سے بلند تر ہوتی گئی۔

یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کا ہر پہلو باعظمت ہے، جس کو دی گئی، جن پر نازل ہوئی، جس وقت نازل ہوئی، جس دن نازل ہوئی ان تمام کی ایک پہچان بن گئی۔ اس کتاب کو جس پر نازل کیا گیا وہ افضل البشر قرار پائے۔

جس قوم کو دی گئی وہ خیر امت کہلائی گئی، جس مہینہ میں نازل ہوئی وہ مبارک ہو گیا اور جس رات میں نازل ہوئی وہ ہزار مہینوں سے افضل ثابت ہوئی۔ قرآن مجید ایک عظیم معجزہ ہے، جب نازل ہوا ہے تب سے قیامت کی صبح تک نہ کوئی اس جیسا کلام پیش کر سکتا ہے نہ ہی کرے گا، جس کی ہر سورت، ہر آیت اور ہر لفظ چیلنج ہے۔

قرآن مجید جس زبان میں نازل ہوا اس کے ادب کا وہ بلند ترین اور مکمل ترین نمونہ ہے، پوری کتاب میں ایک لفظ اور ایک جملہ بھی معیار سے گرا ہوا نہیں ہے۔ اول سے لے کر آخر تک ساری کتاب میں الفاظ کی ایسی نشست جیسے ہیرے اور موتیوں کو تراش کر ایک ہار میں پرو دیا گیا ہو، کلام اتنا مؤثر کہ کوئی بھی زبان دان سن کر جھومے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے برابر تو درکنار اس کے قریب بھی کوئی کتاب نہیں پہنچی، اگرچہ وہ اسی زبان کی کیوں نہ ہو۔

قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے، جس نے دنیا میں بنی نوع انسانی کی سوچ کو بدل ڈالا، اخلاق وتہذیب وطرز زندگی میں ایک خوشگوار انقلاب لائی، پہلے اس کی تاثیر نے چند افراد کو بدلا، پھر اس کا اثر ساری قوم پر ہوا اور اس قوم نے جب سر اٹھایا

تو دنیا کا ایک بڑا حصہ بدل کر رکھ ڈالا۔ کوئی دوسری کتاب اس قدر انقلاب انگیز نہ دیکھی تھی نہ دیکھی جا سکتی ہے۔

قرآن مجید جس موضوع پر بحث کرتا ہے وہ کائنات کے انسانوں کی تلاش کی انتہا ہے، وہ کائنات کی حقیقت اور اس کی ابتداء اور انتہا اور نظم ونسق اور انسانوں کی تخلیق اور تخلیق کا مقصد اور کائنات کے خالق ومالک اور اس کی صفات پر مکمل روشنی ڈالتا ہے۔

قرآن مجید کا نزول بھی قابل اعجاز ہے کہ یہ کتاب پوری کی پوری بیک وقت لکھ کر دنیا کے سامنے پیش نہیں کر دی گئی اور نہ ہی کسی تختی میں لکھ کر تھما دی گئی، بلکہ نوع انسانی کی اصلاح کے لئے جیسے جیسے ہدایات واحکامات کی ضرورت پیش ہوئی ویسے ویسے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال کی طویل مدت میں نازل کیا گیا۔

قرآن مجید کا نزول بھی ہم میں سے ایک انسان پر ہی ہوا، نہ کہ کسی فرشتے پر جو دنیا والوں کے لئے اجنبی اور ناموس ہو۔ اس کے نزول کے لئے ایک ایسے انسان کو منتخب کیا گیا جو اعلیٰ اور بلند اخلاق کے مراتب پر فائض تھے، اور قوم وملت کے درمیان زندگی گذارتے تھے اور جو کتاب ان پر نازل کی گئی باقاعدہ اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دوسروں کو اس پر عمل کی دعوت دیتے۔

قرآن مجید میں جو وسیع اور گہرا علم پایا جاتا ہے وہ اس زمانے کے اہل عرب یعنی اہل روم، یونانی وایرانی تو درکنار اکیسویں صدی کے اکابر اہل علم میں سے بھی کسی کے پاس نہیں پایا جاتا ہے۔

آپ دنیا کے کسی بھی علم کو لے لیجئے، چاہے وہ سائنس وٹکنالوجی ہو یا فلسفہ ومنطق، ان کے ماہر افراد کی علمی تلاش قرآن مجید کے مطالعہ کے بعد ہی پوری ہوئی ہے۔

قرآن مجید دنیا کی وہ عظیم کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ اگر نہیں پڑھتے تو صرف ہندوستانی مسلمان ہی نہیں پڑھتے، اگر پڑھتے ہیں تو سمجھ کر عقل نہیں کرتے، اگر مسلمان ایسی عظیم ترین کتاب کو غور وفکر کے ساتھ آج بھی پڑھنے لگیں اور اس پر عمل کرنے لگیں تو وہ کامیابیوں کے بلند منازل طے کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مسلمان پہلے خود اور پھر اپنے بچوں کو اس کی تعلیم سے آراستہ کریں اور اس کی ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہوئے قرآن مجید کی تعلیمات کو زندہ کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت یونس علیہ السلام

آج نویں تراویح ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک سورت نازل فرمائی جس کا نام ایک نبی کے نام پر سورۂ یونس رکھا گیا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور نبی ہوئے، ان کی قوم عراق میں موصل کے مشہور مقام نینوا میں رہا کرتی تھی، ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو آگاہ کر دو کہ تین دن کے اندر اندر تم پر عذاب آنے والا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم میں اس کا اعلان کر دیا، قوم یونس نے آپس میں مشورہ کیا تو اس پر سب کا اتفاق ہوا کہ ہم نے کبھی یونس کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، اس لئے ان کی بات نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ مشورہ میں یہ طے ہوا کہ یہ دیکھا جائے کہ یونس رات کو ہمارے اندر اپنی جگہ مقیم رہتے ہیں تو سمجھ لو کہ کچھ نہیں ہوگا اور اگر وہ یہاں سے کہیں چلے گئے تو یقین کر لو کہ صبح کو ہم پر عذاب آئے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے حکم کے

مطابق رات کو اس بستی سے نکل گئے، صبح ہوئی تو عذاب الٰہی ایک سیاہ دھوئیں اور بادل کی شکل میں ان کے سروں پر منڈلانے لگے اور فضاء آسمانی سے نیچے ان کے قریب ہونے لگا تو ان کو یقین ہو گیا کہ ہم سب ہلاک ہونے والے ہیں، یہ دیکھ کر انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا کہ ان کے ہاتھ پر مشرف بایمان ہو جائیں اور پچھلے انکار سے توبہ کر لیں مگر حضرت یونس علیہ السلام کو نہ پایا، تو خود ہی اخلاص نیت کے ساتھ توبہ و استغفار میں لگ گئے، بستی سے ایک میدان میں نکل آئے، عورتیں بچے اور جانور سب اسی میدان میں جمع ہو گئے، ٹاٹ کے کپڑے پہن کر عجز وزاری کے ساتھ اس میدان میں توبہ کرنے اور عذاب سے پناہ مانگنے میں اس طرح مشغول ہوئے کہ پورا میدان آہ و بکا سے گونجنے لگا، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما لی اور عذاب ان سے ہٹا لیا۔

روایات میں ہے کہ یہ عاشورہ یعنی دسویں محرم کا دن تھا، ادھر حضرت یونس علیہ السلام بستی سے باہر اس انتظار میں تھے کہ اب اس قوم پر عذاب نازل ہوگا، ان کے توبہ واستغفار کا حال ان کو معلوم نہ تھا، جب عذاب ٹل گیا تو ان کو فکر ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دیا جائے گا، کیونکہ میں اعلان کر چکا تھا کہ تین دن کے بعد عذاب آ جائے گا، اس قوم میں قانون یہ تھا کہ جس شخص کا جھوٹ معلوم ہو اور وہ اپنے کلام پر کوئی شہادت نہ پیش کرے تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا، حضرت یونس علیہ السلام کو فکر ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دے کر قتل کر دیا جائے گا، انبیاء علیہم السلام ہر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں مگر انسانی فطرت وطبیعت سے جدا نہیں ہوتے، اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کو طبعی طور پر یہ ملال ہوا کہ میں نے بحکم الٰہی اعلان کیا تھا اور اب میں اعلان کی وجہ سے جھوٹا قرار دیا جاؤں گا اور اپنی جگہ واپس جاؤں تو کس منہ سے جاؤں اور قوم کے قانون کے مطابق قتل کیا

جاؤں، اس رنج وغم و پریشانی کے عالم میں اس شہر سے نکل جانے کا ارادہ کر کے چل دیئے، یہاں تک کہ بحر روم کے کنارے پر پہنچ گئے، وہاں ایک کشتی دیکھی جس میں لوگ سوار ہو رہے تھے، حضرت یونس علیہ السلام کو ان لوگوں نے پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے سوار کر لیا، کشتی روانہ ہو کر جب وسط دریا میں پہنچ گئی تو اچانک ٹھہر گئی، نہ آگے جاتی ہے نہ پیچھے جاتی ہے، کشتی والوں نے منادی کی کہ ہماری اس کشتی میں من جانب اللہ یہی شان ہے کہ جب اس میں کوئی ظالم گناہگار بھاگا ہوا غلام سوار ہو جاتا ہے تو یہ کشتی خود بخود رُک جاتی ہے، اس آدمی کو ظاہر کر دینا چاہئے تاکہ ایک آدمی کی وجہ سے سب پر مصیبت نہ آئے۔ حضرت یونس علیہ السلام بول اٹھے کہ وہ بھاگا ہوا غلام گناہگار میں ہوں، کیونکہ اپنے شہر سے غائب ہو کر کشتی میں سوار ہونا ایک طبعی خوف کی وجہ سے تھا، باذن الٰہی نہ تھا، اس بغیر اذن کے اس طرف آنے کو حضرت یونس علیہ السلام کی پیغمبرانہ شان نے ایک گناہ قرار دیا کہ پیغمبر کی کوئی نقل وحرکت بلا اذن کے نہ ہونی چاہئے تھی، اس لئے فرمایا کہ مجھے دریا میں ڈال دو تو تم سب اس عذاب سے بچ جاؤ گے، کشتی والے اس پر تیار نہ ہوئے بلکہ انہوں نے قرعہ اندازی کی، تاکہ قرعہ میں جس کا نام نکلے اس کو دریا میں ڈال دیا جائے، اتفاقاً قرعہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، ان لوگوں کو اس پر تعجب ہوا تو کئی مرتبہ قرعہ اندازی کی، ہر مرتبہ بحکم قضاء وقدرت حضرت یونس علیہ السلام کا نام آتا رہا، دوسری طرف ایک بہت بڑی مچھلی بحکم خداوندی کشتی کے قریب منہ پھیلائے ہوئے لگی ہوئی تھی کہ یہ دریا میں آئیں تو ان کو اپنے پیٹ میں جگہ دوں، جس کو حق تعالیٰ نے پہلے سے حکم دے رکھا تھا کہ یونس کا جسم تیرے پیٹ کے اندر رکھا جائے گا یہ تیری غذا نہیں بلکہ ہم نے تیرے پیٹ کو اس کا مسکن بنایا، حضرت یونس علیہ السلام دریا میں گئے تو فوراً اس مچھلی نے منہ میں لے لیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ میں چالیس روز رہے، یہ ان کو زمین کی تہہ تک لیجاتی اور دور دراز کی مسافتوں میں پھراتی رہی، بعض حضرات نے سات اور بعض نے پانچ اور بعض نے ایک دن کے چند گھنٹے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی مدت بتلائی، اس حالت میں حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دعا کی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمالیا اور بالکل صحیح سالم حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے پر ڈال دیا، مچھلی کے پیٹ کی گرمی سے ان کے بدن پر کوئی بال نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے قریب ایک کدو کا درخت اگا دیا جس کے پتوں کا سایہ بھی حضرت یونس علیہ السلام کیلئے ایک راحت کی چیز بن گئی اور ایک جنگلی بکری کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا کہ وہ صبح وشام ان کے پاس آکھڑی ہوتی، وہ اس کا دودھ پیتے، اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اس لغزش پر تنبیہ بھی ہوگئی اور بعد میں ان کی قوم کو بھی پورا حال معلوم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆

رمضان المبارک

اور مسجد کے آداب وفضائل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم إِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَآتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ إِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰی أُوْلٰئِکَ أَن یَکُونُوا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

”خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ یہی لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل ہوں“۔

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک قریب آرہا ہے، بحمد اللہ اس کا استقبال کرنے کا ایک اور موقع ہمیں نصیب ہورہا ہے، اس موقع پر مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے اور خاص کر افطار روزہ دار مسلمان مسجدوں میں دعا وافطار کو پسند کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا طریقہ رہا ہے، چونکہ مسجدوں کا ادب واحترام اوران کی پاکی صفائی کا شریعت میں خاص حکم دیا گیا ہے، اس لئے اس سلسلہ میں چند باتیں عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔

قرآن کریم میں کئی جگہ مسجد کا تذکرہ کیا گیا ہے، ایک جگہ مسجد کے تعلق سے ارشاد فرمایا گیا کہ مسجدوں کو آباد کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نمازوں کی پابندی کی اور زکوٰۃ ادا کی اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور سے نہ ڈرے، ایسے لوگوں کے بارے میں امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

مسجد کی آبادی یہ ہے کہ مسجد کا ادب واحترام کیا جائے اور وہ تمام اعمال کئے جائیں جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کیا کرتے تھے اور مسجد کی پاکی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت والوں کا حال بیان فرمایا ہے کہ وہ ایسے گھروں میں جا کر عبادت کیا کرتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان گھروں کا ادب واحترام کیا جائے اوران میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے، ان گھروں میں ایسے لوگ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے کسی کی خرید وفروخت غافل نہیں کرتی، وہ لوگ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل پلٹ جائیں گے اور بہت سی

آنکھیں الٹ جائیں گی۔ ان گھروں سے مراد مساجد ہے، اوران کا ادب یہ ہے کہ ان میں ناپاکی کی حالت میں نہ جایا جائے، شور نہ مچایا جائے، دنیا کے کام اور دنیا کی باتیں نہ کی جائیں، بدبودار چیز کھا کر نہ جایا جائے۔

مسجد کا مقام

ان دو آیتوں کے بعد چند احادیث کا ذکر کرتا ہوں جن میں مسجد کی فضیلت بھی ہے اوران کے آداب واحترام اور پاک وصاف رکھنے کے احکام بھی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہ آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے کوئی مسجد بنائی جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح وشام مسجد میں جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں مہمانی کا انتظام فرماتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا صبح اور شام مسجد میں جانا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے میں داخل ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ جس کا گھر مسجد ہو، اسے راحت دوں گا، اس پر رحمت نازل کروں گا، پل صراط کا راستہ آسان کردوں گا، اپنی رضا نصیب کروں گا اور اسے جنت میں داخل کروں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کسی کو بکثرت مسجد میں آنے والا دیکھو تو اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے مساجد کو ٹھکانہ بنا رکھا تھا یعنی مساجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا پھر وہ کسی کام میں مشغول ہوگیا یا بیماری کی وجہ سے رک گیا پھر اس نے دوبارہ مساجد کو اسی طرح ٹھکانہ بنالیا تو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے کہ گھر کے لوگ اپنے کسی گھر والے کے واپس آنے پر خوش ہوتے ہیں۔

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مساجد کے لئے کچھ کھونٹے ہیں، یعنی جو لوگ کثرت سے مسجدوں کو جمع رہتے ہیں وہ مسجدوں کے کھونٹے ہیں، فرشتے ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں، اگر وہ مسجدوں میں موجود نہ ہوں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں، اگر وہ بیمار ہوجائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں، اگر وہ کسی ضرورت کے لئے جائیں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسجد میں بیٹھنے والا تین فائدوں میں سے ایک فائدہ حاصل کرتا ہے، کسی بھائی سے ملاقات ہوتی ہے، کوئی دینی فائدہ ہوجاتا ہے یا کوئی حکمت کی بات سننے کو مل جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت مل جاتی ہے، جس کا ہر مسلمان کو انتظار رہتا ہے یا کم از کم اللہ اللہ کرتا ہے تو فوائد ومنافع کہیں نہیں گئے۔

مسجد بنانے اور صاف رکھنے کا حکم

مسلمانوں کی آبادی میں مسجد کا ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر مسلمانوں کی آبادی کا تصور نہیں ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اپنے لئے کوئی مکان بنانے سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، اس کے بعد آپ کے حجرے بنے۔ اسی طرح مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم بھی دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہاں نماز پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے، ضروری ہے کہ ان کو صاف ستھرا رکھا جائے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مساجد بنانے کا حکم فرمایا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ مساجد کو صاف ستھرا رکھا جائے اور ان میں خوشبو بسائی جائے۔

چنانچہ روایتوں میں ہے کہ مسجد نبوی میں جمعہ کے دن خاص طور پر عود جلایا جاتا تھا اور مسجدوں کو چاروں طرف خوشبو دی جاتی تھی، مسجد کی دیوار پر کسی صحابی نے تھوک دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دست مبارک سے صاف فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ مسجدوں کو اس طرح گندا نہ کرو۔

مسجد کی صفائی کا خیال رکھنے والے کو کیا ملتا ہے؟ اس کو حدیث سے معلوم کریں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھاتی تھی اس کا انتقال ہوگیا، صحابہ کرام نے اس کو معمولی سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع نہیں دی اور اس عورت کو رات میں دفن کردیا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو مجھے اطلاع دیدیا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے اس لئے کہ وہ مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھاتی تھی۔

آخرت میں اللہ تعالیٰ جس کو جہنم سے بچا دیں اور جنت میں داخل فرما دیں اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور اس عورت نے اس عمل سے وہ عظیم ترین کامیابی حاصل کر لی، یہ سب کچھ اخلاص ومحبت کا نتیجہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے گھروں یعنی مسجدوں سے محبت ہونی چاہئے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد سے محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ جڑنے والے اور مسجدوں میں وقت گذارنے والے فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں اور جب بندۂ مومن مسجد میں آجاتا ہے یا اسے جماعت مسلمین مل جاتی ہے تو مسجد کی ساری رحمتیں اور برکتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

مساجد اللہ کے گھر ہیں، ان کی تعظیم واجب ہے۔ حضرت انس t سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ مجھ سے محبت کرے، اور جو مجھ سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ قرآن مجید سے محبت کرے، اور جو قرآن مجید سے محبت رکھنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ مسجدوں سے محبت کرے، کیونکہ وہ اللہ کے گھر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور ان میں برکت بھی رکھی ہے، اور ان کے رہنے والے بھی بابرکت ہیں، اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں، اور ان کے رہنے والے بھی حفاظت میں، وہ لوگ اپنی نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے کام بناتے ہیں اور حاجتیں پوری کرتے ہیں، وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے ان کی چیزوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مسجد سے ناپاکی اور گندگی اور ایذا کی چیز کو نکال دیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے گھروں میں بھی مسجدیں یعنی نماز پڑھنے کی مخصوص جگہیں بنائیں اور ان کو پاک وصاف رکھیں۔ اس حدیث پر خاص طور سے وہ احباب غور فرمائیں جن کے بنگلے کروڑوں روپیہ سے بنتے ہیں اور ان کے گھروں میں نماز کے لئے کوئی مخصوص کمرہ نہیں بنتا۔ کتنے افسوس کی بات ہے؟

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لئے مسجد چلا اس کا ثواب اس شخص جیسا ہے جو احرام باندھ کر گھر سے حج کے لئے نکلے، اور جو شخص نماز اشراق کے لئے اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف چلا تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے جیسا ہے۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کی وجہ سے بشرطیکہ ان دونوں کے درمیان بات نہ کرے علیین میں لکھی جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرد کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا گھر میں یا دکان میں نماز پڑھنے کی نسبت ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ اور یہ اسلئے کہ جب کوئی شخص وضو کرے اور اچھی طرح سنت کے مطابق وضو کرے، پھر مسجد کی طرف نماز کی نیت سے چلے اور کوئی غرض نہ ہو تو ہر ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچ جائے، پھر جب تک جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہے گا اس کو نماز ہی کا ثواب ملتا

رہے گا اور فرشتے اس کیلئے یہ دعا کرتے رہیں گے کہ یا اللہ اس پر رحمت نازل فرما اور اس کی مغفرت فرما، جب تک وہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے اور اس کا وضو نہ ٹوٹے۔

حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں مہمانوں کی طرح رہو اور مسجدوں کو گھر بناؤ اور اپنے دلوں کو رقت کی عادت ڈالو، یعنی نرم دل بنو اور اللہ کی نعمتوں پر غور وفکر کرو، اور اللہ کے خوف پر رویا کرو، ایسا نہ ہو کہ خواہشات دنیا تمہیں اس حال سے مختلف کردیں کہ تم گھروں کی فضول تعمیرات میں لگ جاؤ، جن میں تمہیں رہنا بھی نہ ہو، اور ضرورت سے زیادہ مال جمع کرنے کی فکر میں لگ جاؤ، اور مستقبل کے لئے ایسی فضول تمناؤں میں مبتلا ہو جاؤ جو نہ پاسکو۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو مسجدوں میں آکر جگہ جگہ حلقے بنا کر بیٹھ جائیں گے اور وہاں دنیا ہی کی اور اس کی محبت کی باتیں کریں گے، تم ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے مسجد میں آنے والوں کی ضرورت نہیں ہے۔

مساجد کے آداب

(۱) مسجد میں آئے کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو ان کو سلام کرے اور اگر لوگ عبادت میں مشغول ہوں تو خاموشی کے ساتھ بیٹھ جائے۔

(۲) مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھے، یہ بھی اس وقت جب کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

(۳) مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے۔

(۴) وہاں تیر، تلوار یا کوئی بھی ہتھیار نہ نکالے۔

(۵) مسجد میں اپنی گم شدہ چیز تلاش کرنے کا اعلان نہ کرے۔

(۶) مسجد میں آواز بلند نہ کرے۔

(۷) مسجد میں دنیا کی باتیں ہرگز نہ کرے۔

(۸) مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

(۹) مسجد میں جہاں صف میں پوری جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں پر تنگی پیدا نہ کرے۔

(۱۰) مسجد میں کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گذرے۔

(۱۱) مسجد میں تھوکنے یا ناک صاف کرنے سے پرہیز کرے۔

(۱۲) مسجد میں انگلیاں نہ چٹخائے۔

(۱۳) مسجد میں اپنے بدن کے کسی حصہ سے نہ کھیلے۔

(۱۴) مسجد میں نجاستوں سے پاک وصاف رہے اور کسی چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائے۔

(۱۵) مسجد میں کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پندرہ آداب مسجد کو لکھ کر فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کرلئے اس نے مسجد کا حق ادا کردیا اور مسجد اس کیلئے حفظ وامان کی جگہ بن گئی۔

یہاں یہ بات بھی مناسب ہے کہ عورتوں کے لئے ان کے گھروں میں نماز افضل ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کے عہد میں یہ بات رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے کہ میرے پیچھے نماز پڑھنے سے افضل عورتوں کو اپنے گھر میں پڑھنا ثواب زیادہ دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆

رمضان المبارک اور قرآن کریم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

"(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اوّل اوّل) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے"۔

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی ایک روحانی انقلاب آجاتا ہے، جنت میں حور وغلمان بھی خوشیاں مناتے ہیں، زمین وآسمان نور کی بارش میں نہاتے ہیں، انسانوں کے دل ودماغ منور ہوجاتے ہیں، ہر

طرف نور ہی نور، ہر طرف رونق ہی رونق، مسجدوں میں چراغاں، گھروں میں سحری وافطار کی تیاریاں، بازاروں میں چہل پہل، گلی کوچوں میں دھوم دھام، سحری وافطار میں سائرن کی آوازیں، صاف ستھرے لباس میں بندگان خدا کا مسجد میں ہجوم، چھوٹوں اور بڑوں، مردوں اور عورتوں غرض سب کے دلوں میں روزہ کا شوق، سبحان اللہ! یہ مہینہ کیا آیا انسانوں کو ہی بدل کر رکھ دیا، مومنوں کی بہار آگئی، دلی مراد مل گئی، کاش یہ بدلاؤ پائیدار ہوتا۔ رمضان کے شروع کے دس بارہ دنوں میں مسجدوں میں رونق ہوتی ہے پھر یہ بازاروں میں چلی جاتی ہے، بازاروں کو حدیث میں بدترین جگہ کہا گیا ہے۔ شب قدر کے دنوں میں بھی مسجدیں خالی نظر آتی ہیں، پورے سال جس مبارک مہینہ کا انتظار کر رہے تھے اتنی جلدی اس کی بے قدری شروع کردی، ذرا ملاحظہ کیجئے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے اس مبارک مہینہ کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

شعبان کے آخر میں حضور ﷺ کا وعظ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کوثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا، اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔

اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کیلئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے، تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہٗ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کر دے اپنے غلام و خادم کے بوجھ کو، حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی دیتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو، جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میری حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں۔ جب کوئی شخص ان میں سے مر جاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے

ہیں اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں، اور اللہ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سجدے میں ان کے لئے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفالت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انہوں نے کہا کہ سفیان کی دعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں، اور جس سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور محدث ہیں روزانہ پچاس آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔

حضور ﷺ کا وعظ قیامت تک کے لئے

یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ وعظ قیامت تک آنے والے امتیوں کیلئے ہے۔ اسے بار بار پڑھ کر ایک ایک لفظ پر غور کرنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ رمضان کے پورے مہینے کے روزے ہر مسلمان، تندرست، عاقل،

بالغ پر فرض ہیں، ایک دن کے روزے کو بھی چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ روزے کا بے حد ثواب ہے، دنیا میں اسے قسم قسم کی رحمتوں اور نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اور آخرت میں ان کی قبروں سے خوشبوئیں پھوٹ رہی ہوں گی اور حساب کتاب معاف کر کے فرمایا جائے گا کھاؤ پیو، چونکہ تم نے دنیا میں روزے رکھے تھے۔ جنت میں انہیں ریان دروازہ سے داخل کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندے نے روزے میرے لئے رکھے میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ سحری میں تین منٹ پہلے سحری ختم کر دینی چاہئے اور افطار غروب سے دو تین منٹ بعد کرنا چاہئے، تاکہ روزہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ جس کا روزہ چھوٹ جائے وہ رمضان کے بعد روزے رکھے۔ شرعی عذر والے کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، اور وہ عذر ہیں سفر میں ہو، حمل کی حالت میں ہو، بچہ کو دودھ پلانا ضروری ہو، بیماری ہو، بڑھاپا زیادہ ہو، روزہ سے ہلاک ہونے کا ڈر ہو، اکراہ شرعی ہو، عقل میں فتور ہو، جہاد کا موقع ہو، عذر ختم ہونے کے بعد یہ لوگ بھی قضا کریں گے۔

اگر کوئی روزہ رکھ کر پھر توڑ دے تو اسے قضا بھی کرنی ہوگی اور کفارہ بھی دینا ہوگا، ساٹھ مساکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا ساٹھ روزے مسلسل بغیر ناغہ کے رکھنا، یہ بہت اہم مسئلہ ہے، نوجوانوں کو بالخصوص یاد رکھنا چاہئے، اس ماہ میں دن میں صیام اور رات میں قیام یعنی تراویح دونوں بہت ضروری ہیں۔ روزہ کا افطار اور سحری حلال کمائی پر ہو، رمضان کی چاند رات سے عید کی چاند رات تک روزے فرض ہیں اور تراویح سنت۔ قرآن کریم ایسی جگہ سننا چاہئے جہاں آخر عشرہ میں ختم ہو، تاکہ پورے رمضان تراویح کی پابندی کا بھرپور ثواب ملے، روزہ کو غیبت، جھوٹ، لغو باتوں، غصہ، جھگڑا، لڑائی، بے ایمانی سے مکروہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے پورے جسم

کا روزہ ہے۔ گناہ سے ہر طرح دور رہنے سے ثواب ملتا ہے، پانچ وقت جماعت سے نماز کی پابندی بھی ضروری ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی آوازوں کو قرآن کریم سے حسین بناؤ یعنی اچھی آواز میں صاف صاف پڑھو۔ افسوس قرآن کریم کا شوق ہی ختم ہو گیا، یہ تو ہمیں آخر میں بخشوائے گا، ہمارے حق میں گواہی دے گا، قیامت میں اس کے بارے میں سوال ہوگا، قرآن کریم تجوید کے ساتھ مردوں، عورتوں اور سب کو پڑھنا چاہئے، ترجمہ اور عمل کا بھی شوق پیدا کرنا چاہئے، قرآن پڑھنے والے کے ہر دعا قبول ہوتی ہے، ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی ہیں۔

اہل خیر حضرات سے گذارش

آج کل مسجدوں میں طرح طرح کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں، لوگ ان میں لگ جاتے ہیں، سب سے پہلے قرآن ہے بعد میں دوسری کتاب۔ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ رمضان میں اہل خیر حضرات ہزاروں قرآن مکاتب اور مدارس میں بھیج دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو قرآن وہاں پڑھائے جا رہے تھے باوجود صحیح ہونے کے لوگ نئے قرآن کے شوق میں انہیں بوریوں میں بند کر کے بے حرمتی کرتے ہیں، اہل خیر حضرات کو خیر کے کاموں کے ساتھ نظم بنانا ضروری ہے۔ مسجدوں میں، گھروں میں، مکاتب میں قرآن کریم کا احترام لازم ہے ورنہ ہم اللہ کی رحمتوں سے محروم ہوتے رہیں گے۔

زکوٰۃ پوری ادا کریں

نماز، روزہ، حج کی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے لئے قرآن کریم میں وعید ہے۔ جو لوگ سونا چاندی

جمع کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو، جس دن جہنم کی آگ سے یہ سونے چاندی تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں، کروٹیں، کمر اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ ہے وہ مال و دولت جو تم اپنے لئے جمع کر کے رکھتے تھے تم اپنے جمع کئے ہوئے مال و دولت کا اب خوب مزہ چکھو۔

دنیا کی تکلیف تو ایک دن ختم ہو جاتی ہے، لیکن آخرت کا عذاب تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگا، ذرا غور کیجئے کتنی بڑی سزا ہے، لہٰذا زکوٰۃ تو ایک ایک پائی کا حساب لگا کر دینی چاہئے، ورنہ اگر کچھ بھی ادا نہ ہوا تو یہ عذاب مسلط ہوگا۔

بہت سے لوگ لاپرواہی کرتے ہیں۔ زکوٰۃ پوری دی جائے اور اپنے پڑوس کے یا رشتہ کے مستحق کو اپنے ہاتھ سے دی جائے، ورنہ اگر کسی غیر مستحق کو دے دی تو ادا نہیں ہوگی۔ اسکول اور کالج کے مستحق طلباء کو بھی دے سکتے ہیں، زکوٰۃ کے مسائل علماء سے معلوم کر لینے چاہئیں ورنہ آخرت کا ڈر لگا رہے گا۔

جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یعنی تقریباً چھ سو تیرہ گرام چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یعنی تقریباً ۸۸ گرام سونا اور اس پر سال گذر چکا ہو تو اس پر زکوٰۃ دینی لازم ہے۔ اگر دونوں کم کم ہیں مگر دونوں کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی ہو جاتی ہے یا کچھ سونا ہو، کچھ چاندی ہو، کچھ روپیہ پیسہ ہو اور سب ملا کر چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔ دیتے وقت دل میں نیت ضروری ہے، تجارتی سامان پر سائمہ یعنی چرائی پر چھوڑے ہوئے جانوروں پر زکوٰۃ ہے۔ زیورات وغیرہ جب بنوائے تھے یا زمین جائیداد تجارت کیلئے جب لی تھی وہ قیمت نہیں لگائی جائے گی بلکہ موجودہ بازار کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں تملیک یعنی مستحق مسکین وغیرہ کو مالک بنانا ضروری ہے۔ مردے کے کفن دفن میں نہیں دے سکتے۔ کنواں بنانے میں، تالاب، سڑک بنانے میں، اسپتال، مسجد، سرائے، مسافر خانہ، شادی گھر وغیرہ بنانے میں زکوٰۃ وصدقہ فطر کا پیسہ نہیں لگا سکتے۔

آج کل مسلمانوں کی حالت بہت خستہ ہے۔ مہنگائی بہت ہے، بہت سے بیمار علاج سے محروم ہیں، طلباء غریبی کی وجہ سے فیس نہیں دے سکتے، کورس نہیں خرید سکتے، ایسے ایسے غریب ہیں جن کے سر پر چھت نہیں ہے، جن کے بچوں کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں، جن کے یہاں چولہا نہیں جلتا، جو فاقوں پر مجبور ہیں، شرم دار ہیں، ہاتھ پھیلانا نہیں جانتے، اپنا حال مصنوعی طور پر بہتر بنا کر رکھتے ہیں۔ نکل کر دیکھئے آپ کے دینی بھائی بہن کیسے کیسے ہیں؟ اپنے ہاتھوں سے انہیں زکوٰۃ دیجئے، خوب دیجئے کہ ان کی ضرورتیں پوری ہو جائیں، انہیں دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

رمضان المبارک

روزہ اور تقویٰ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَاهَادِیَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِيۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

محترم حضرات اور عزیز نوجوانو! یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا، وہ قرآن جو انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور روشن سچائیاں رکھتا ہے اور حق کو باطل سے الگ کر دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزوں کو فرض فرمایا ہے جیسا کہ خود قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَیُّهَا

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم برائیوں سے بچو۔

روزہ کا اجر خود اللہ رب العزت

رمضان المبارک کے متعلق بعض روایتوں میں شہری اور شہر اللہ کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے رمضان کی نسبت اپنی ذات سے جوڑی ہے، یہاں تک فرمایا کہ روزے دار کا اجر میں خود ہوں جیسے کلام الٰہی کی نشاندہی بھی علماء کرام نے کی ہے۔

ایسے عظیم المرتبت مہینے کو جو کوئی پالے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ اس مہینے کے روزے رکھے ''تم پر روزے فرض کئے گئے'' کے حکم الٰہی سے مقصود یہ نہیں کہ انسان فاقہ کر کے اپنے جسم کو تکلیف میں ڈالے، بلکہ اللہ کا یہ حکم نفس انسانی کی تمام تر اصلاح کے لئے ہے، تا کہ لوگوں میں نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھنے کی قوت وصلاحیت پیدا ہو جائے اور وہ متقی پرہیز گار بن جائے۔

آیت میں لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ کے الفاظ آئے ہیں یعنی تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ تقویٰ عربی لفظ ہے، جس کے معنی پرہیز گاری کے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے تقویٰ کے معنی دریافت کئے تھے تو آپ نے مثال دے کر اس کی وضاحت کی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی خاردار جھاڑی میں سے گزرتے ہوئے اپنے کپڑوں کو کانٹوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کے مانند تقویٰ ہے، یعنی تقویٰ برائیوں سے عمداً بچنے کا نام ہے، برائیوں سے بچنے کی تربیت کے لئے اللہ رب العزت نے اس مہینے میں تمام حلتوں اور حوائج ضروریہ پر دن کے اوقات میں حکم امتناع لگا دیا، بجز ان لوگوں کے جو

مریض ہیں، ضعیف ہیں، یا سفر میں ہیں، یہ حکم امتناع ہی روزہ کہلاتا ہے۔ روزہ رکھ کر بندہ جہاں حلال چیزوں سے رک جاتا ہے اور ضروری حاجتوں پر قابو پالیتا ہے تو حرام کاموں اور نواہی سے بچنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ روزہ بظاہر سختی سے عبارت سمجھا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسانی اور نرمی چاہتے ہیں، سختی و تنگی نہیں چاہتے، اس لئے ایسی عبادتوں میں سختی اور تنگی کے احساس کو خدا کی رضا اور خوشنودی کا موجب قرار دینا صحیح نہیں ہوسکتا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس ماہ مبارک میں چار چیزوں کو کثرت سے کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے، یعنی کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت، اور دوسری دو چیزیں ایسی ہیں جن سے ہمیں چارہ کار نہیں، اول جنت کی طلب کرنا اور دوسرے آگ سے پناہ مانگنا۔

پھر اس ماہ میں ایک رات شب قدر ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے۔ ماہ رمضان میں غم خواری کی تلقین صرف ماہ مبارکہ تک ہی محدود نہیں، بلکہ بندہ اپنی تمام زندگی میں ان اعمال کو یکسوئی و اخلاق کے ساتھ کرتا رہے کہ بے صبری اور شقی القلبی اکثر اوقات سبب آزار اور دوسروں کے لئے وجہ رنج و غم بن جاتی ہے اور حقوق العباد میں رخنہ پیدا کر دیتی ہیں۔ صبر سے تہی دامن شخص یقیناً خسارے میں رہتا ہے اور نامرادی اس کا مقدر بن جاتی ہے، لوگوں کے تئیں غم خواری کا جذبہ اس کے اندر مفقود ہوتا ہے، لیکن رمضان المبارک میں یہی شخص روزے کی تکالیف اٹھا کر صبر کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہی صبر اب دوسروں کے لئے اس کے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے، دوسروں کی تکلیف کو اب وہ اپنی تکلیف سمجھتا ہے اور اپنی ذات سے دوسروں کو آزار پہنچانے سے قصداً رک جاتا ہے۔

روزہ پرہیزگاری کا ذریعہ

روزے کے ذریعہ یہ حسنات و پرہیزگاری آدمی کے اندر اس وقت پیدا ہوتی ہے جب روزے کے آداب کی رعایت کا خیال رکھا جائے، ورنہ روزے سے بجز بھوکے رہنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

روزے کے آداب

علمائے کرام نے روزہ کے آداب تحریر فرمائے ہیں، روزہ دار کو ان کا اہتمام ضروری ہے۔ اول نگاہ کی حفاظت کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے۔ پھر اجنبی کا کیا ذکر؟ اور اسی طرح کسی لہو و لعب وغیرہ ناجائز جگہ نہ پڑے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ رہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔ صوفیا نے بے محل کی تفسیر یہ کی ہے کہ ہر ایسی چیز کا دیکھنا اس میں داخل ہے جو دل کو حق تعالیٰ شانہٗ سے ہٹا کر کسی دوسری طرف متوجہ کر دے۔ دوسری چیز زبان کی حفاظت ہے جھوٹ، چغل خوری، لغو بکواس، غیبت، بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روزہ آدمی کیلئے ڈھال ہے اسلئے روزہ دار کو چاہئے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات مثلاً تمسخر جھگڑا وغیرہ نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے اور اگر وہ بے وقوف نا سمجھ ہو تو اپنے دل کو سمجھا دے کہ تیرا روزہ ہے، تجھے ایسی لغو بات کا جواب دینا مناسب نہیں، بالخصوص غیبت اور جھوٹ سے تو بہت ہی احتراز ضروری ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اس سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

دو عورتوں کا واقعہ

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا، روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ نا قابل برداشت بن گئی، ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا، دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا، لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی حلال روزی سے روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔ اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی مترشح ہوتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ زیادہ معلوم ہوتا ہے، حتیٰ کہ وہ دونوں عورتیں روزہ کی وجہ سے مرنے کے قریب ہوگئیں۔ اسی طرح اور گناہوں کا بھی حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بری حالت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں، بالخصوص غیبت سے جس کو لوگوں نے روزہ کاٹنے کا مشغلہ تجویز کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں غیبت کو اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تعبیر فرمایا ہے اور احادیث میں بھی بہ کثرت اس قسم کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقتاً گوشت کھایا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی غیبت کی تھی

اللہ تعالیٰ اپنے حفظ میں رکھے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ عوام کا ذکر نہیں خواص مبتلا ہیں، ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیادار کہلاتے ہیں، دینداروں کی مجالس بھی بالعموم اس سے کم خالی ہوتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اکثر اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا ہے، اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہار واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

غیبت کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ غیبت کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کی پسِ پشت ایسی بات کرنی جو اسے ناگوار ہو، سائل نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعتاً وہ بات موجود ہو جو کہی گئی؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب ہی تو غیبت ہے۔ اگر واقعۃً موجود نہ ہو تب تو بہتان ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کا دو قبروں پر گذر ہوا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے، دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنیکی وجہ سے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سود کے ستر سے زیادہ باب ہیں، سب سے سہل و ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے، اور ایک درہم سود کا پینتیس زنا سے زیادہ سخت ہے، اور بدترین سود اور سب سے زیادہ خبیث ترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔ احادیث میں غیبت اور مسلمان کی آبروریزی پر سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔

تیسرے جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے ہر مکروہ چیز سے، جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ غیبت کا کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ چوتھی چیز باقی اعضاء بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے

پکڑنے سے، پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضائے بدن کا۔ اسی طرح پیٹ کا افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا۔ جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے اس کا حال اس شخص کا سا ہے کہ کسی مرض کے لئے دوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑا سا سنکھیا بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کے لئے تو وہ دوا مفید ہوجائے گی مگر یہ زہر ساتھ ہی ہلاک بھی کردے گا۔

پانچویں افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہوجائے اس لئے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہوجاتی ہے۔ مقصود روزہ سے قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور قوت نورانیہ اور ملکیہ کا بڑھانا ہے، گیارہ مہینہ تک بہت کچھ کھایا ہے، اگر ایک مہینہ اس میں کچھ کمی ہوجائے گی تو کیا جان نکل جاتی ہے؟ مگر ہم لوگوں کا حال ہے کہ افطار کے وقت تلافی مافات میں اور سحر کے وقت حفظ ماتقدم میں اتنی زیادہ مقدار کھالیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے اور بغیر روزہ کی حالت کے اتنی مقدار کھانے کی نوبت بھی نہیں آتی۔ علامہ غزالیؒ لکھتے ہیں کہ روزہ کی غرض یعنی قہر ابلیس اور شہوتِ نفسانیہ کا توڑنا کیسے حاصل ہوسکتا ہے اگر آدمی افطار کے وقت اس مقدار کی تلافی کرلے جو فوت ہوئی؟ حقیقۃً ہم لوگ بجز اس کے کہ اپنے کھانے کے اوقات بدل دیتے ہیں اس کے سوا کچھ بھی کمی نہیں کرتے، بلکہ اور زیادتی مختلف انواع کی کرجاتے ہیں، جو بغیر رمضان کے میسر نہیں ہوتی۔ لوگوں کی عادت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ عمدہ عمدہ اشیاء رمضان کے لئے رکھتے ہیں اور نفس دن بھر کے فاقہ کے بعد جب ان پر پڑتا ہے تو خوب زیادہ سیر ہوکر کھاتا ہے، تو بجائے قوت شہوانیہ کے ضعف ہونے کے اور بھڑک اٹھتی ہے، اور جوش میں آجاتی ہے، اور مقصد کے خلاف ہوجاتا ہے۔ روزہ کے اندر مختلف اغراض اور فوائد اور اس کے مشروع ہونے سے مختلف

منافع مقصود ہیں، وہ سب جب ہی حاصل ہوسکتے ہیں جب کچھ بھوکا بھی ہے۔ بڑا نفع تو یہی ہے جو معلوم ہوچکا یعنی شہوتوں کا توڑنا یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ کچھ وقت بھوک کی حالت میں گزرے۔

شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے، اس کے راستوں کو بھوک سے بند کرو۔ تمام اعضاء کا سیر ہونا نفس کے بھوکا رہنے پر موقوف ہے، جب نفس بھوکا رہتا ہے تو تمام اعضا سیر رہتے ہیں اور جب نفس سیر ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھوکے رہتے ہیں۔ دوسری غرض روزہ سے فقراء کے ساتھ تشبہ اور ان کے حال پر نظر ہے، وہ بھی جب ہی حاصل ہوسکتی ہے جب سحر میں معدہ کو دودھ جلیبی سے اتنا نہ بھرلے کہ شام تک بھوک ہی نہ لگے۔ فقراء کے ساتھ مشابہت جب ہی ہوسکتی ہے جب کچھ وقت بھوک کی بے تابی بھی گزرے۔ بشر حافیؒ کے پاس ایک شخص گئے وہ سردی میں کانپ رہے تھے اور کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے، انہوں نے پوچھا کہ یہ وقت کپڑے نکالنے کا ہے؟ فرمایا کہ فقراء بہت ہیں اور مجھ میں ان کی ہمدردی کی طاقت نہیں، اتنی ہمدردی کرلوں کہ میں بھی ان جیسا ہوجاؤں۔ مشائخ صوفیا نے عامۃً اس پر تنبیہ فرمائی ہے اور فقہا نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ صاحب مراقی الفلاحؒ لکھتے ہیں کہ سحور میں زیادتی نہ کرے جیسا کہ متنعم لوگوں کی عادت ہے کہ یہ غرض کو فوت کردیتا ہے۔ علامہ طحطاویؒ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ غرض کا مقصود یہ ہے کہ بھوک کی تلخی کچھ محسوس ہو، تاکہ زیادتی ثواب کا سبب ہو اور مساکین وفقراء پر ترس آسکے۔ خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کو کسی برتن کا

بھرنا اس قدر ناپسند نہیں ہے جتنا کہ پیٹ کا پُر ہونا ناپسند ہے۔ ایک جگہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کیلئے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے۔ اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تل جائے تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کیلئے رکھے اور ایک تہائی پینے کیلئے اور ایک تہائی خالی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم ﷺ کئی کئی روز تک مسلسل لگاتار روزہ رکھتے تھے کہ درمیان میں کچھ بھی نوش نہیں فرماتے تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدۂ کو پورے رمضان المبارک دیکھا ہے کہ افطار وسحر دونوں وقت کی مقدار تقریباً ڈیڑھ چپاتی سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ کوئی خادم عرض بھی کرتا تو فرماتے کہ بھوک نہیں ہوتی، دوستوں کے خیال کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔ اور اس سے بڑھ کر حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے متعلق سنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گذر جاتے تھے کہ تمام شب کی مقدار سحر وافطار بے دودھ کی چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مدظلہ العالی نے لجاجت سے عرض کیا کہ ضعف بہت ہو جائے گا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے، تو حضرت نے فرمایا الحمدللہ جنت کا لطف حاصل ہو رہا ہے۔

روزہ رکھ کر بھی ڈرنا چاہئے

چھٹے جس کا لحاظ روزہ دار کے لئے ضروری ہے فرماتے ہیں کہ روزہ کے بعد اس سے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے کہ نہ معلوم یہ روزہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح ہر عبادت کے ختم پر کہ نہ معلوم کوئی لغزش جس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا ایسی تو نہیں ہوگئی جس کی وجہ سے یہ منہ پر ماردیا جائے۔

ریاکاری کا عبرت ناک انجام

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ہیں کہ قرآن پاک ان کو لعنت کرتا رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن لوگوں کا اولین مرحلہ میں فیصلہ ہوگا (ان کے منجملہ) ایک شہید ہوگا جس کو بلایا جائے گا اور اللہ کے جو جو انعام دنیا میں اس پر ہوئے تھے وہ اس کو جتائے جائیں گے، وہ ان سب نعمتوں کا اقرار کرے گا اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ تیرے راستہ میں قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے، بلکہ قتال اسلئے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں، سو کہا جا چکا۔ اس کے بعد حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ایسے ہی ایک عالم بلایا جائے گا، اس کو بھی اسی طرح سے اللہ کے انعامات جتلا کر پوچھا جائے گا کہ ان انعامات کے بدلے میں کیا کارگذاری ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کی خاطر تلاوت کی۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اسلئے کیا گیا تھا کہ لوگ علامہ کہیں سو کہا جا چکا۔ اس کو بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک دولت مند بلایا جائے گا اس سے انعامات الٰہی شمار کرانے اور اقرار لینے کے بعد پوچھا جائے گا کہ اللہ کی ان نعمتوں میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ کوئی خیر کا راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں میں نے کچھ خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اسلئے کیا گیا تھا کہ لوگ سخی کہیں، سو کہا جا چکا۔ اس کو بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اللہ محفوظ فرمائیں کہ یہ سب بدنیتی کے ثمرات ہیں۔ اس قسم کے بہت سے واقعات احادیث میں مذکور ہیں اسلئے روزہ دار کو اپنی نیت کی حفاظت کے ساتھ اس

سے خائف بھی رہنا چاہئے اور دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کو اپنی رضا کا سبب بنالیں۔ مگر ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اپنے عمل کو قابل قبول نہ سمجھنا امر آخر اور کریم آقا کے لطف پر نگاہ امر آخر ہے۔ اس کے لطف کے انداز بالکل نرالے ہیں، معصیت پر بھی کبھی ثواب دے دیتے ہیں تو پھر کوتاہی عمل کا کیا ذکر؟

یہ چھ چیزیں عام صلحاء کیلئے ضروری بتلائی جاتی ہیں۔ خواص اور مقربین کیلئے ان کے ساتھ ایک ساتویں چیز کا اضافہ فرماتے ہیں کہ دل کو اللہ کے سوا کسی چیز کی طرف بھی متوجہ نہ ہونے دے، حتیٰ کہ روزہ کی حالت میں اس کا خیال اور تدبیر کہ افطار کیلئے کوئی چیز ہے یا نہیں یہ بھی خطا فرماتے ہیں۔ بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ روزہ میں شام کو افطار کیلئے کسی چیز کے حاصل کرنے کا مقصد بھی خطا ہے، اس لئے کہ یہ اللہ کے وعدۂ رزق پر اعتماد کی کمی ہے۔

شرح احیاء میں بعض مشائخ کا قصہ لکھا ہے کہ افطار کے وقت سے پہلے کوئی چیز کہیں سے آجاتی تھی تو اس کو کسی دوسرے کو دے دیتے تھے، مبادا دل کو اس کی طرف التفات ہوجائے اور توکل میں کسی قسم کی کمی ہوجائے، مگر یہ امور بڑے لوگوں کیلئے ہیں۔ ہم لوگوں کو ان امور کی ہوس کرنا بھی بے محل ہے اور اس حالت پر پہنچے بغیر اس کو اختیار کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ میں آدمی کے ہر جزو پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ پس زبان کا روزہ جھوٹ وغیرہ سے بچنا ہے، اور کان کا روزہ ناجائز چیزوں کے سننے سے احتراز، آنکھ کا روزہ لہو ولعب کی چیزوں سے احتراز ہے، اور ایسے ہی باقی اعضاء حتیٰ کہ نفس کا روزہ حرص وشہوتوں سے بچنا، دل کا روزہ حُب دنیا سے خالی رکھنا، روح کا روزہ آخرت کی لذتوں سے بھی احتراز اور خواص کا روزہ غیر اللہ کے وجود سے بھی احتراز ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رمضان المبارک اور حقوق العباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

’’اور عجز ونیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی (ان کے حال) پر رحمت فرما‘‘۔

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ اس میں روزے، تراویح کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی اہتمام کرنا ہے۔ اسلام کے احکام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (۱) اللہ کے حقوق (۲) بندوں کے حقوق۔

حقوق العباد کسے کہتے ہیں؟ اسے آسانی کے ساتھ یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو زندگی دی ہے اور انسان کو من چاہی زندگی گذارنے کے بجائے رب چاہی زندگی گذارنے کیلئے دوسرے انسانوں کے تعلق سے ہر انسان پر کچھ نہ کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں، تا کہ دوسرے انسانوں کو زندگی گذارنے میں پوری پوری مدد اور سہولت ملتی رہے اور دنیا میں امن وسکون قائم رہے۔ پھر سب سے بڑی عبادت نماز کے بعد اگر انسان اپنے اپنے فرائض اور حقوق کو ادا کرتا رہے تو اس کی یہ خدمت بھی عبادت میں شمار ہوتی رہے گی۔ یہ اللہ جل شانہ کا ہم پر بے انتہا احسان ہیکہ اس نے انسانوں پر زندگی کے ہر شعبہ کے حقوق بتلا کر اسلامی معاشرے کو امن وسکون کا گہوارہ بنا دیا ہے۔

چنانچہ صدر، بادشاہ اور حاکم پر رعایا کے حقوق و ذمہ داریاں ڈال کر رعایا کو زندگی گذارنا آسان بنا دیا اور رعایا پر اپنے بادشاہ اور حاکم کی فرماں برداری کی ذمہ داریاں ڈال کر بادشاہ کے لئے حکومت کرنے میں آسانی فرما دی۔

شوہر پر بیوی کے حقوق عائد کر کے بیوی کو زندگی گذارنا آسان بنا دیا اور بیوی پر شوہر کے حقوق عائد کر کے شوہر کے لئے گھریلو زندگی کی تمام سہولتیں پیدا فرما دیں۔

ماں باپ پر تربیت اولاد کی ذمہ داریاں ڈال کر اولاد کے مستقبل کو روشن کرنے کی سبیل پیدا کر دی اور اولاد پر ماں باپ کی اطاعت اور کفالت کی ذمہ داریاں ڈال کر ماں باپ کو ہر قسم کا سہارا عطا فرما دیا۔

اسی طرح امیروں پر غریبوں کے حقوق، بڑوں پر چھوٹوں کے حقوق، پڑوسیوں پر پڑوسیوں کے حقوق، ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق، نیز مسلمانوں پر غیر مسلموں کے حقوق اور ذمہ داریاں ڈال کر زندگی گذارنے کو آسان سے آسان بنا ڈالا، تا کہ دنیا کے ہر انسان کو اس کا حق برابر ملتا رہے اور وہ پورے امن واطمینان کے

ساتھ اپنی زندگی گذار سکے۔ ان حقوق کی ادائیگی پر حقوق ادا کرنے والے کو نماز کے بعد والی زندگی میں بھی عبادت ہی کا ثواب ملتا رہے گا اور ایک مسلمان کی زندگی چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں لگی رہے گی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے مقصد وجود کو ان الفاظ میں یوں بیان فرمایا ”میں نے جنات اور انسانوں نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کے لئے۔“

حقوق ادا نہ کرنے پر دنیا میں فساد

اگر انسان آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں تو دنیا میں فساد برپا ہوگا، مثلاً بادشاہ اور حاکم اپنے حقوق ادا نہ کریں تو رعایا کی زندگی تکالیف ومشکلات کا شکار ہو جائے گی۔ شوہر بیوی کے حقوق ادا نہ کرے تو بیوی کی زندگی دنیا ہی میں جہنم بن جائے گی، بیوی شوہر کے حقوق ادا نہ کرے تو شوہر کی زندگی پرسکون برباد ہو جائے گا، پڑوسی ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں تو امن وسکون غارت ہو جائے گا۔

اسی طرح مسلم غیر مسلموں کے حقوق ادا نہ کریں تو دنیا شرک وکفر اور فتنہ وفساد کے جنگل میں تبدیل ہو جائے گی، امیر لوگ غریبوں کے حقوق ادا نہ کریں تو غریبوں کی زندگی فاقہ کشی کا شکار ہو جائے گی، بالکل اسی طرح ماں باپ اولاد کے حقوق ادا نہ کریں تو اولاد نافرمان، باغی، دین سے دور اور دین کو کمزور کرنے والی بن جائے گی اور اولاد ماں باپ کے حقوق ادا نہ کرے تو ماں باپ کو بڑھاپے میں سہارا اور سکون نہیں ملے گا۔

غرض یہ کہ دنیا میں فساد ہی فساد برپا ہو جائے گا، امن قائم نہیں رہے گا، پس امن کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے کے حقوق جن کو اللہ تعالیٰ نے لازم کئے ہیں ادا کرتے رہیں۔

دوسرے مذاہب میں انسانی حقوق کی درجہ وار تفصیل نہیں

اسلام کے سوا دنیا کے دوسرے تمام مذاہب میں ''حقوق العباد'' کا کوئی صحیح اور جامع تصور ہی نہیں اور نہ درجہ دار کوئی تفصیل ہی موجود ہے اور جو کچھ بھی ہے اس پر عمل ہی نہیں کیا جاتا، اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جہاں انسانیت کے ہر طبقہ کے حقوق کے ذریعہ درجہ وار حفاظت کی گئی ہے، چنانچہ اسلام اپنے ماننے والوں کو انتہائی سختی کے ساتھ یوں تاکید کرتا ہے جن کو ان احادیث کی روشنی میں سمجھئے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے لئے حاکم کا حکم سننا اور بجالانا ضروری ہے خواہ اسے پسند ہو یا نہ ہو، مگر جب اسے گناہ کرنے کا حکم دیا جائے تو اس ناجائز حکم کا نہ ماننا ضروری ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی برائیوں سے مامون ومحفوظ نہ ہوں۔ایک اور روایت میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص کامل مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان ایذا نہ پائیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایسے غیر مسلم کو جس کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے عمداً بلا کسی وجہ کے قتل کر دیا تو خدا تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی۔

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے کندھوں پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے مقدام اگر تم مرتے وقت تک حاکم یا منتظم نہ ہوئے تو سمجھو کہ بڑے مزے میں رہے اور بہت بڑی مصیبت سے بچ گئے۔اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، پس ساری مخلوقات میں اللہ کو وہ شخص محبوب ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اور حاکم کی اطاعت کی بے شک اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جب یہ اچھی حالت میں ہوں تو ان پر سواری کیا کرو اور جب اچھی حالت میں نہ ہوں تو ان کو چھوڑ دیا کرو۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زنا کار زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا، چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا، شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا، بددیانتی کرنے والا بددیانتی کرتے وقت مومن نہیں رہتا، لٹیرا لوٹتے وقت جبکہ لٹنے والے مایوسی کی حالت میں اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوں مومن نہیں رہتا، پس بچو تم ان گناہوں سے۔اسی طرح اسلام یہ اعلان کرتا ہے کہ وعدہ خلافی، جھوٹ، فحش کلامی اور امانت میں خیانت مسلمان کی علامت نہیں۔غور کیجئے کتنی سخت بات فرمائی جارہی ہے، اس کے برخلاف دنیا کے دوسرے مذاہب میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے پر اتنی سختی کے ساتھ تاکید نہیں کی گئی، صرف اخلاقیات کے نام پر چند اخلاق کی تعلیم رسماً دی جاتی ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی ملکوں میں حقوق العباد کا کوئی تصور نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگ ماں باپ کے بوڑھے ہوجانے کے بعد ماں باپ کی کوئی خدمت نہیں کرتے اور حکومت ان کو ریسٹ روم جیسے بڑے مکانات بنا کر کفالت کرتی رہتی ہے اور وہ بوڑھے ماں باپ اولاد کی خدمت، محبت، ہمدردی، خلوص اور ایثار سے محروم رہتے ہیں۔ جبکہ قرآن کریم میں ہے کہ اگر تمہارے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھے ہوجائیں تو انھیں اُف تک نہ بولو، جھڑک کر بات نہ کرو، ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اے اللہ! انہوں نے بچپن میں مجھ پر جیسا رحم کیا ہے تو ان پر ویسا ہی رحم فرما۔ ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں ایسی ہی ہے جیسا کہ پیغمبر کی دعا امت کے لئے۔

ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ سے کہا گیا کہ ایک صاحب نزع کی حالت میں ہیں، وہ شدید تکلیف میں ہیں اور ان کا دم نہیں نکل رہا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا ان کی ماں زندہ ہیں؟ کہا گیا کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا بلاؤ، تو ماں کو بلایا گیا اور کہا گیا کہ کیا تم اپنے بیٹے کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو؟ تو ماں نے کہا نہیں، تو حضور ﷺ نے کہا لکڑیاں لاؤ، لکڑیاں لائی گئیں، کہا گیا کہ دیکھو تم معاف کرتی ہو یا میں اسے جلادوں؟ ماں نے کہا کہ میں معاف کرتی ہوں، جب ماں نے کہا میں معاف کرتی ہوں تو اس وقت اس شخص کا دم نکل سکا اور انہیں موت کی تکلیفوں سے چھٹکارا ملا۔ حضور اقدس ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے کیا تمہارا بیٹا نیک نہیں تھا؟ انہوں نے کہا بہت نیک تھا لیکن میرے حقوق میں کوتاہی کرتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کو ناراض کرنے اللہ سے ناراض ہوجاتا ہے۔

آج کی نوجوان نئی نسل ماں باپ کی نافرمانی میں جہاں بہت آگے بڑھ رہی ہے وہیں ہماری پرانی نسل رشتوں اور ناتوں کو کاٹنے میں بہت باہر نظر آتی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا جائزہ بار بار نہیں لیتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ماں باپ کی خدمت کرنے، رشتے ناتوں کو جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ایسے اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہماری عزتوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا باپ جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اب جو جنت میں جانا چاہتا ہے تو دروازے سے داخل ہوگا، اس کے لئے باپ کو راضی کرنا ضروری ہے، اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اس کی خدمت کئے بغیر جنت میں نہیں جاسکے گا۔

ماں کا حق ادا نہیں ہوسکتا

ایک صحابی اپنی ماں کی خدمت بہت زیادہ کرتے تھے۔ انھیں کاندھے پر بٹھائے پھرتے، وہ سوچتے تھے کہ جس طرح بچپن میں ان کی ماں نے ان کا خیال رکھا تھا، وہ بھی اسی طرح ان کا خیال رکھ رہے ہیں، اس بارے میں انھوں نے حضور اقدس ﷺ سے کہا کہ میں اپنی ماں کو کاندھے پر بٹھا کر ایک مقام سے لا رہا ہوں، جہاں بہت شدید گرمی ہے، اور میری ماں بوڑھی اور ضعیف ہے، بچپن میں انھوں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ سب کر رہا ہوں، انھیں نہلاتا ہوں، دھلاتا ہوں، کھلاتا پلاتا ہوں، اب میں کاندھے پر اپنی ماں کو بٹھا کر لئے لئے پھرتا ہوں، کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کردیا؟ تو حضور اقدس ﷺ نے پوچھا ذرا پھر سے بتاؤ تم کیا کہہ

رہے ہو؟ انھوں نے پھر دوبارہ بات پوری بات بتائی، پھر تیسری مرتبہ پوچھا تم ماں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہو؟ تو انھوں نے پھر اپنی بات دہرائی۔

تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تمہاری پیدائش کے وقت ماں نے جو درد سہے ہیں اس درد کی ایک آہ کا بھی حق ادا نہیں کیا، پیدائش کے موقع پر جو جھٹکہ لیا ہے اس کا بھی حق ادا نہیں کیا۔

تین آدمیوں کا ایک واقعہ

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے دی جاتی رہی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے پرانے زمانے کا ایک قصہ سنایا کہ تین آدمی کہیں جا رہے تھے، انھوں نے برسات کی وجہ سے ایک غار میں پناہ لی، اس وقت ایک بڑی چٹان غار کے منہ پر آکر گر گئی اور غار کا منہ بند ہو گیا، چٹان بہت بڑی تھی، یہ تینوں آدمی اس چٹان کو نہیں ہٹا سکتے تھے، اب یہ تینوں یہ سمجھ گئے کہ ہماری قبر بن گئی، ہم اندر ہی اندر مر جائیں گے، اس وقت ان میں سے جو سمجھ دار تھا اس نے کہا چلو دعا کرو، اپنے اچھے اچھے کام جو تم نے کئے ہیں ان کا حوالہ دے کر دعا کرو۔

ایک نے دعا کی کہ اے اللہ! ایک شخص میرے پاس مزدوری کرتا تھا، وہ اپنی مزدوری لئے بغیر کہیں چلا گیا، میں نے اس کے پیسہ سے ایک بکری خریدی، پھر اس بکری سے بہت سی بکریاں پیدا ہوئیں اور اس طرح سے پورا ریوڑ بن گیا، بعد میں وہ شخص اپنا حق لینے آیا تو میں نے کہا جاؤ وہ ریوڑ لے لو، اس نے کہا اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق مت کر، میں نے کہا میں مذاق نہیں کر رہا ہوں، وہ سب تمہارا مال ہے، تمہارا مال بڑھ کر اتنا ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے اللہ سے دعا

کی اے اللہ اگر تیری بارگاہ میں میرا یہ عمل مقبول ہو تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ اس دعا کے بعد چٹان کسی قدر ہٹ گئی اور کچھ روشنی آنے لگی۔

پھر دوسرے شخص نے دعا کی اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی، میں نے اس کو گناہ کیلئے اکسایا، تو اس نے مجھ سے اس کے عوض ایک ہزار دینار کا مطالبہ کیا، میں نے اس کو وہ رقم دیدی، اس کے بعد وہ کہنے لگی اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور گناہ مت کر، اس کے بعد میں گناہ کرنے سے باز رہا۔ اے اللہ! میرا یہ عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ اس دعا کے بعد چٹان کچھ اور ہٹ گئی۔

پھر تیسرے شخص نے دعا کی اے اللہ! میں روز جانور چرا کر آتا اور پھر پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ دیتا اور بعد میں بچوں کو دودھ دیتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میں دیر سے آیا ماں باپ سو گئے تھے اور بچے بھوک سے رو رہے تھے، میں نے سوچا کہ پہلے میں ماں باپ کو پلا کر ہی بچوں کو پلاؤں گا، بچے پیروں کو پکڑ کر روتے ہوئے سو گئے اور میں ایسا ہی رات بھر دودھ کا پیالہ لئے کھڑا رہا، جب صبح کو ماں باپ اٹھے، میں نے مال باپ کو دودھ پلانے کے بعد اپنے بچوں کو دودھ پلایا، اس حوالے کے بعد دعا کی اے اللہ! اگر میرا عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ دعا قبول ہوئی اور پوری چٹان ہٹ گئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆

رمضان المبارک اور غیبت کا نقصان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِھۡتُمُوۡہُ وَاتَّقُوا اللّٰہَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

’’اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے اور اللہ سے ڈرو‘‘

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! انسانی معاشرہ خصوصاً مسلمان معاشرہ باہمی الفت ومحبت ایک دوسرے سے ہمدردی عفوو درگزر کے صفات سے وجود میں آتا ہے۔ عقیدہ ونظریات کی بنیاد پر یہ معاشرہ پروان چڑھتا ہے، وہیں معاشرے کو بگاڑنے والی صفات جیسے جھوٹ جس سے ایک دوسرے میں بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے، وعدہ خلافی اعتبار کھودیتی ہے، خیانت وبددیانتی جھگڑے وفساد کا سبب بنتی ہے، بہتان والزام

تراشی سے دل پھٹ جاتے ہیں، چغل خوری سینوں میں کدورتیں پیدا کرتی ہیں، غیبت وبدگوئی سے نفرت کا زہر دلوں میں سرایت کر جاتا ہے، بدگمانی سے دلوں کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، دورخی پن سے اعتماد ایک دوسرے پر سے اٹھ جاتا ہے، بخل وکنجوسی سے کمینہ پن ظاہر ہوتا ہے اور غرور وتکبر سے ہمدردی کے جذبات غائب ہوجاتے ہیں، ان تمام کی اللہ ورسول نے مذمت کی ہے کیونکہ ان کے وجود سے معاشرہ پراگندہ اور منتشر ہوجاتا ہے۔

ہمارے معاشرہ کی بدترین بیماریاں

آج ہمارے معاشرے میں ایک وبا بہت تیزی سے پھیلی ہوئی ہے جسے ہم آدم خوری سے تعبیر کرسکتے ہیں، ہم جانے انجانے یا بے خبری یا باخبری، کبھی ہمدردی، کبھی افسوس وتاسف، کبھی غصے اور کبھی اصلاح یا کبھی ڈھٹائی سے ہم ایک دوسرے کا گوشت کھاتے نظر آتے ہیں، کہیں دو چار آدمی جمع ہوں وہاں اپنے بھائی کا گوشت کھاتے نظر آتے ہیں، کبھی مجلسوں میں غیر حاضر بھائی کا ٹھٹھا مذاق اڑایا جاتا ہے اور پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ہم کیا کھا رہے ہیں۔

بدترین بیماری غیبت وبدگوئی ہے، یہ اخلاقی بیماری معاشرے کو پراگندہ کرنے والی، دلوں میں زہر گھولنے والی اور مسلمان کو مسلمان سے کاٹنے والی ہے، یہ وبا ایک دوسرے کو دوسرے کو پھر تیسرے کو اس طرح سینکڑوں افراد تک پھیل جاتی ہے، فرد متعلقہ کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کون کون اور کہاں کہاں اس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

غیبت کسی فرد کی اس کے پیٹھ پیچھے کی جاتی ہے۔ غیبت کرنے والا اصلاح کی نیت سے کرتا تو اپنے بھائی کی برائی اور کمزوری بیان نہ کرتا اور اصلاح کی کوشش کرتا تو کوئی بات نہ تھی، مگر یہاں معاملہ الٹا نظر آتا ہے، سینکڑوں افراد جو بات سنتے ہیں وہ

دوسروں کو روایت کر دیتے ہیں، وہ کبھی گوارہ نہیں کرتے کہ حقیقت کو جانیں، یا یہ بھی ہمت نہیں کرتے کہ غیبت کرنے والے کو جس کی غیبت کی جارہی ہے اور اس سے معاملہ صاف کرلیں، اس طرح فرد متعلقہ ایک عرصے تک لوگوں کی زبانوں پر زیر بحث رہتا ہے اور سینکڑوں افراد کی نگاہوں میں وہ بے وقعت ہوجاتا ہے، وہ آخری فرد ہوتا ہے کہ اس کی برائی کا چرچا عام ہوجاتا ہے، وہ کس کس کے پاس جائے اور کس کس سے معاملہ کی صفائی پیش کرے؟ جو گرد وغبار سینکڑوں افراد کے دلوں پر جم گیا اسے صاف کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، جس فرد نے اس کی شروعات کی تھی اس سے مل کر معاملہ صاف کرے تو وہ شخص بھی ڈھٹائی پر اتر آتا ہے، بہت کم افراد صلح صفائی کا طریقہ اختیار کرنا پسند کرتے ہیں۔

دوسری طرف یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگ سوچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں کوئی خرابی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غیبت کرنے والا دوسروں کو ہمنوا بنانے کی کوشش کرے، کیونکہ اسے ڈر اور خوف رہتا ہے کہ کہیں فرد متعلقہ دوسروں کو اپنی صفائی پیش کردے اور اپنی پوزیشن واضح کردے۔

کسی کی غیبت کرنے والے کی یہ عادت بن جاتی ہے کہ وہ دوسروں کے عیوب تلاش کرتا پھرتا ہے، دوربین لئے ہوئے دوسروں کی کمزوریوں کی کھوج میں لگا رہتا ہے اور ان کی تشہیر کرتا پھرتا ہے، اسی سے ایک دوسرے کے تعلقات میں سختی وکشیدگی پیدا ہوتی ہے، سینے میں نفرت وکدورتوں سے بھر جاتے ہیں اور دل خلوص ومحبت سے خالی ہوجاتے ہیں۔

غیبت کیا ہے؟ غیبت اپنے بھائی کی کسی برائی یا کمزوری کو اس کے پیٹھ پیچھے بیان کرنا جس کے بیان کرنے سے اپنے بھائی کو ناگوار گذرے، اور اگر اس میں وہ

کمزوری یا برائی نہیں پائی جاتی ہے تو یہ بہتان ہے۔ مسلمان معاشرہ نیکی وخدا ترسی اور ایک دوسرے کی اصلاح وفلاح وبہبود پر قائم ہوتا ہے۔

ایک دوسرے کی جان ومال عزت آبرو کی حفاظت سے خوشگوار ماحول وجود میں آتا ہے، اس لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے دونوں پیروں کے درمیان کی چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کرے گا اور لوگوں کو برا نہ کہے گا، نہ کسی کی برائی اور غیبت کرے گا اور بدکاری وزنا سے بچے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے، جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔ ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ روزہ حفاظت ہے اللہ کے عذاب سے۔ دوسری روایت میں ہے کہ روزہ جہنم سے حفاظت ہے۔

روزہ پھٹ جاتا ہے

ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ اور غیبت سے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا، روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت ہوگئی، ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا۔ دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا، لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی حلال روزی سے روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا، کہ

دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی مترشح ہوتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ زیادہ معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ دونوں عورتیں روزہ کی وجہ سے مرنے کے قریب ہوگئیں۔

اسی طرح اور گناہوں کا بھی حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بری حالت ہوتی ہے۔اس لئے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں، بالخصوص غیبت سے، جس کو لوگوں نے روزہ کاٹنے کا مشغلہ تجویز کر رکھا ہے۔حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں غیبت کو اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تعبیر فرمایا ہے اور احادیث میں بھی بہ کثرت اس قسم کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں، جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقتاً گوشت کھایا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے۔معلوم ہوا کہ ان کی غیبت کی تھی۔اللہ تعالیٰ اپنے حفظ میں رکھے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں۔عوام کا ذکر نہیں، خواص مبتلا ہیں، ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیا دار کہلاتے ہیں، دینداروں کی مجالس بھی بالعموم اس سے کم خالی ہوتی ہیں۔اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اکثر اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا ہے۔اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہار واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

روزہ کے آداب

مشائخ نے روزہ کے آداب میں چند امور تحریر فرمائے ہیں کہ روزہ دار کو ان کا اہتمام ضروری ہے۔اول نگاہ کی حفاظت کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے، حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے۔پھر اجنبی کا کیا ذکر؟ اور اسی طرح کسی لہو ولعب وغیرہ ناجائز جگہ نہ پڑے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ رہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔صوفیا نے بے محل کی تفسیر یہ کی ہے کہ ہر ایسی چیز کا دیکھنا اس میں داخل ہے جو دل کو حق تعالیٰ شانہٗ سے ہٹا کر کسی دوسری طرف متوجہ کر دے۔

دوسری چیز زبان کی حفاظت ہے جھوٹ، چغل خوری، لغو، بکواس، غیبت، بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے۔اس لئے روزہ دار کو چاہئے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات مثلاً تمسخر جھگڑا وغیرہ نہ کرے۔اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے، اور اگر وہ بے وقوف نا سمجھ ہو تو اپنے دل کو سمجھا دے کہ تیرا روزہ ہے، تجھے ایسی لغو بات کا جواب دینا مناسب نہیں، بالخصوص غیبت اور جھوٹ سے تو بہت ہی احتراز ضروری ہے۔

تیسری چیز جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے ہر مکروہ چیز سے، جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے، اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ غیبت کا کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

چوتھی چیز باقی اعضاء بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے پکڑنے سے، پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضائے بدن کا۔ اسی طرح پیٹ کا افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا۔ جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے اس کا حال اس شخص کا سا ہے کہ کسی مرض کے لئے دوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑا سا سنکھیا بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کے لئے تو وہ دوا مفید ہوجائے گی مگر یہ زہر ساتھ ہی ہلاک بھی کردے گا۔

پانچویں چیز افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہوجائے، اس لئے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہوجاتی ہے۔ مقصود روزہ سے قوت شہوانیہ کا توڑنا ہے اور قوت نورانیہ کا بڑھانا ہے، روزہ کے اندر مختلف اغراض اور فوائد اور اس کے مشروع ہونے سے مختلف منافع مقصود ہیں، وہ سب جب ہی حاصل ہوسکتے ہیں جب کچھ بھوکا بھی رہے۔ بڑا نفع تو یہی ہے جو معلوم ہوچکا، یعنی شہوتوں کا توڑنا یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ کچھ وقت بھوک کی حالت میں گزرے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے اس کے راستوں کو بھوک سے بند کرو۔ تمام اعضاء کا سیر ہونا نفس کے بھوکا رہنے پر موقوف ہے، جب نفس بھوکا رہتا ہے تو تمام اعضا سیر رہتے ہیں اور جب نفس سیر ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھوکے رہتے ہیں۔ دوسری غرض روزہ سے فقراء کے ساتھ تشبہ اور ان کے حال پر نظر ہے، وہ بھی جب ہی حاصل ہوسکتی ہے جب سحر میں معدہ کو دودھ جلیبی سے اتنا نہ بھرلے کہ شام تک بھوک ہی نہ لگے، فقراء کے ساتھ مشابہت جب ہی ہوسکتی ہے جب کچھ وقت بھوک کی بے تابی کی بھی گزرے۔ بشر حافیؒ کے پاس ایک شخص گئے، وہ سردی میں کانپ رہے تھے اور کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے، انہوں نے

پوچھا کہ یہ وقت کپڑے نکالنے کا ہے؟ فرمایا کہ فقراء بہت ہیں اور مجھ میں ان کی ہمدردی کی طاقت نہیں، اتنی ہمدردی کرلوں کہ میں بھی جیسا ہوجاؤں۔ مشائخ صوفیا نے عامۃً اس پر تنبیہ فرمائی ہے، اور فقہا نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ صاحب مراقی الفلاح رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سحور میں زیادتی نہ کرے جیسا کہ متنعم لوگوں کی عادت ہے کہ یہ غرض کو فوت کردیتا ہے۔ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ بھوک کی تلخی کچھ محسوس ہو، تاکہ زیادتی ثواب کا سبب ہو اور مساکین وفقراء پر ترس آسکے۔ خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کو کسی برتن کا بھرنا اس قدر ناپسند نہیں ہے جتنا کہ پیٹ کا پُر ہونا ناپسند ہے۔ ایک جگہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کیلئے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے، اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تل جائے تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کیلئے رکھے اور ایک تہائی پینے کیلئے اور ایک تہائی خالی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم ﷺ کئی کئی روز تک مسلسل لگاتار روزہ رکھتے تھے کہ درمیان میں کچھ بھی نوش نہیں فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆

رمضان اور گناہوں سے توبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡلِیۡ وَالۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّھُمۡ یَرۡشُدُوۡن. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

''اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو ان کو بتادو میں قریب ہی ہوں، پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، تو لوگوں کو چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ ہدایت یافتہ ہوجائیں''

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، اس کی یہ چاہت ہے کہ انسان اللہ کا محبوب نہ بنے، لہٰذا پہلے تو وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں لگاتا

ہے، جب وہ شخص نافرمانی کر لیتا ہے تو شیطان اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے بہت سے لوگ توبہ اس وجہ سے نہیں کرتے کیونکہ وہ شیطان کے کہنے پر یہ سوچتے ہیں کہ چالیس سال تو اللہ کی نافرمانی میں گزار دیئے اب جہنم تو طے ہے اس لئے کیوں نہ چند برس اور گناہ کر لئے جائیں، اس طرح کر کے شیطان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرتا ہے۔

حالانکہ حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ رحمت الٰہی کی وسعت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے بندے اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر بھی تو اپنے گناہوں پر استغفار کر لے تو میں تیرے گناہوں کو معاف کروں گا مجھے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

رحمتِ الٰہی کی وسعت

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے بندے اگر تیرے گناہ زمین کو بھر دیں، ساری زمین تیرے گناہوں سے بھر جائے، حتیٰ کہ یہ خلاء جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے، وہ بھی تیرے گناہوں سے بھر جائے، پھر تجھے اپنے گناہوں پر ندامت پیدا ہوجائے کہ میں نے اللہ کی نافرمانی کی، جس کی مجھ پر لاتعداد نعمتیں ہیں، میں نے اللہ کا رزق کھایا، اس رزق سے جو آنکھ میں قوت پیدا ہوئی، پھر ان ہی آنکھوں کو اللہ کی نافرمانی والی جگہوں میں استعمال کیا، یہ احساس بندگی پیدا ہو، پھر دو قطرے آنسو بہائے، توبہ کرے، تو میں تیرے گناہوں کو معاف کردوں گا۔ اس حدیث سے رحمت الٰہی کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا مہربان اور رحیم ہے۔

رحمت الٰہی سے مایوسی ہلاکت ہے

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ اگر میں دنیا میں عذاب لانے کا ارادہ کروں تو سب سے پہلے ان کو عذاب دوں گا جو میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا وسیع پیمانے پر رحمت کا معاملہ فرمائے گا کہ ابلیس کو بھی رحمت کی امید ہونے لگے گی کہ شاید اس کو بھی رحمت حاصل ہو جائے۔

رحمت کی کوئی حد نہیں

جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے تو پھر مایوسی کیسی؟ جو بعض اوقات ہمارے دل میں خیال آتا ہے کہ ہم تو بڑے مردود ہو گئے ہیں، ہم سے عمل وغیرہ ہوتے نہیں، گناہوں میں مبتلا ہیں، اس خیال کے بعد دل میں رحمت الٰہی سے مایوسی پیدا ہو جاتی ہے، یاد رکھیں یہ مایوسی پیدا کرنا شیطان کا حربہ ہے، اس لئے کہ شیطان دل میں مایوسی پیدا کر کے انسان کو بے عمل بنانا چاہتا ہے، ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جس بندے کا مالک اتنا رحمٰن اور رحیم ہے کہ اس نے مرتے دم تک توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے اور یہ اعلان کر دیا ہے کہ جو بندہ توبہ کرے گا اس کے گناہ نامہ اعمال سے بھی مٹا دیں گے، کیا وہ بندہ پھر بھی مایوس ہو جائے؟ اس کو مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، بس اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر توبہ واستغفار کرے، سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مچھر ہاتھی پر بیٹھ گیا اور پھر آرام کرنے کے بعد ہاتھی کے کان میں جا کر کہنے لگا کہ بھائی ہاتھی! تمہیں میرے بیٹھنے سے تکلیف تو نہیں ہوئی؟ ہاتھی کہنے لگا کہ مجھے نہ تمہارے آنے کا پتہ چلا نہ جانے کا، اسی طرح ہمارے گناہوں کے سمندر بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ذرہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں، اب یہ بے چارہ نادان سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوث تھا، گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا، اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں کس منہ سے تجھ میں اتروں، میں تو اتنا گندہ ہوں، اگر میں تجھ میں اتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندہ کر دے گی، میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہو جائے گا، ناپاک ہو جائے گا، اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں، تو آ کر تو دیکھ، تیری گندگی بھی صاف ہو جائے گی اور میرا کچھ نہیں بگڑے گا، ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندہ ہو جاتا ہے؟ دریا گندہ ہو جاتا ہے؟ حضرت فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے، سمندر تو ایک مخلوق ہے، اس میں دنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تو بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا، بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا چھینٹا ساری دنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے

لئے کافی ہے، اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمت خداوندی سے مایوس ہو جائے۔

ایک گناہگار نوجوان اور رحمت الٰہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! دروازہ پر ایک نوجوان رو رہا ہے جس نے میرا دل جلا دیا ہے، فرمایا اے عمر! اسے اندر لے آؤ، وہ نوجوان روتا ہوا اندر حاضر ہوا، حضور اکرم ﷺ نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی، کہنے لگا یا رسول اللہ میرے گناہوں کا ڈھیر مجھے رلا رہا ہے، مجھے جبار سے ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھ پر غضبناک ہوگا، آپ نے فرمایا کہ نوجوان! کیا تو نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہے؟ عرض کیا نہیں، پوچھا کیا تو نے کسی جان کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرما دیں گے، اگر وہ سات آسمانوں، سات زمینوں اور تمام پہاڑوں کے برابر ہوں، نوجوان بولا حضور! میرا گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے بھی بڑھا ہوا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ کہنے لگا میرا گناہ بڑا ہے، فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا کہ میرا گناہ بڑا ہے، ارشاد فرمایا کہ تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا اللہ؟ یعنی اس کا عفو، کہنے لگا کہ ہاں البتہ میرا اللہ اور اس کا عفو بہت بڑا ہے۔ پس ارشاد فرمایا کہ گناہ عظیم کو خدائے عظیم ہی معاف فرمائے گا جو بہت ہی عفو و درگزر کرنے والا ہے، پھر فرمایا کہ اپنا گناہ تو بتا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ سے حیا آتی ہے، آپ نے پھر پوچھا، اس نے کہا کہ میں کفن چور تھا، اور سات سال تک یہی پیشہ رہا، ایک دفعہ ایک انصار کی لڑکی فوت ہوئی تو میں نے اس کی قبر کھودی اور کفن

اتار کر چل دیا، تھوڑی دور گیا تھا کہ شیطان نے مجھ پر غلبہ پایا، میں نے لوٹ کر اس سے مجامعت کر لی، نکل کر تھوڑی دور گیا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکی کھڑی پکار کر کہہ رہی ہے کہ اے نوجوان! تجھے قیامت کے دن جزا و سزا دینے والے سے حیا نہیں آتی، جس وقت وہ اپنی کرسی فیصلہ کے لئے رکھیں گے اور ظالم سے مظلوم کا بدلہ دلوائیں گے، تو مرنے والوں کے مجمع میں مجھے ننگی کر کے چل دیا ہے، تو نے میرے اللہ کے روبرو مجھے بحالت جنابت حاضر ہونے پر مجبور کیا۔

یہ سنتے ہی حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کی گدی میں ایک دھول رسید کی اور فرمایا او فاسق! تو تو بس آگ ہی کے لائق ہے، دفع ہو جا یہاں سے۔ نوجوان وہاں سے نکلا، چالیس راتوں تک اللہ کے حضور توبہ کرتا، مارا مارا پھرتا، چالیس راتوں کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ کے خدا، آدم و حوا کے معبود! اگر تجھے میری توبہ منظور ہے تو حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو اس کی خبر دے دے ورنہ پھر آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے مجھے نجات دیدے۔

اتنے میں جبرئیل امین تشریف لائے، سلام کیا اور اللہ جل شانہ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچایا، آپ نے فرمایا کہ وہ خود سلام ہیں، سلام کا مبدا اور منتہیٰ ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ کیا مخلوق کو آپ نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا مجھے بھی اور تمام مخلوق کو اسی نے پیدا کیا ہے، عرض کیا کہ وہ پوچھتے ہیں کہ بندوں کی توبہ آپ قبول کرتے ہیں؟ فرمایا کہ بلکہ میری بھی اور تمام بندوں کی توبہ بھی وہی قبول کرتے ہیں، پھر فرمایا کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کی توبہ قبول کر لی ہے آپ بھی اس پر شفقت فرمائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس نوجوان کو بلا کر اسے توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی۔

شہر کے سب سے بدترین آدمی پر رحمت الٰہی

فرزدق ایک شاعر گذرا ہے، شاعر عام طور پر آزاد ہی ہوتے ہیں، لیکن اس زمانہ کا آزاد شاعر بھی آج کے بڑے متقی سے اونچا درجہ رکھتا تھا، فرزدق بیوی کے جنازے میں شریک ہے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی آئے ہوئے ہیں، حضرت حسن بصری نے کہا کہ فرزدق! لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرزدق کہنے لگا کہ لوگ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بدترین انسان آیا ہوا ہے اور میری طرف اشارہ کررہے ہیں، پھر لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بہترین انسان آیا ہوا ہے اور آپ کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پھر آج کے دن کیلئے تو نے کیا سامان تیار کررکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، اتنا ہے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہوگیا ہوں، میرے پاس اسلام کا بڑھاپا ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جب انتقال ہوا تو خواب میں ایک آدمی کو ملا، اس نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سامنے کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزدق! تو نے حسن سے کیا بات کہی تھی کیا تجھے یاد ہے؟ میں نے کہا یا اللہ یاد ہے، کہا میرے سامنے وہ بات دہراؤ، کہنے لگا کہ میں نے کہا کہ میرے پاس اس دن کیلئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ نہیں سوائے اس کے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں تو اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ بس میں نے تجھے اس پر معاف کردیا۔

آخری بات

لیکن یہ بات یاد رکھئے کہ یہ کوئی قانون نہیں ہے، لہٰذا کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ یہ اچھا نسخہ ہاتھ آگیا کہ نہ نماز پڑھو نہ روزہ رکھو، نہ زکوٰۃ دو اور نہ دوسرے فرائض انجام دو، بس اسی طرح قیامت کے روز میری بھی معافی ہوجائے گی، یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ یہ معاملہ رحمت کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کسی قاعدے اور قانون کی پابند نہیں ہوتی، وہ جس کو چاہیں اپنی رحمت سے بخش دیں، لیکن قانون یہ ہے کہ فرائض کی ادائیگی ضرور کرنی ہے، گناہوں سے بچنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص فرائض کی ادائیگی نہیں کرتا یا گناہوں سے نہیں بچتا تو محض کسی ایک عمل کی بنیاد پر تکیہ کرکے بیٹھ جائے کہ اس ایک عمل کے ذریعہ میری چھٹی ہوجائے گی یہ بات درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں ہے، جس شخص کی صرف ایک عمل کی بنیاد پر بخشش ہوگئی معلوم نہیں اس نے وہ عمل کس جذبہ کے ساتھ کیا ہوگا، اس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آگئی اور اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆

رمضان المبارک
اور فتح مکہ کے تاریخی واقعات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَاهَادِىَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِيۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡناً. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

’’اے نبی ﷺ ہم نے تم کو کھلی فتح عطا فرمادی‘‘۔

رسول اللہ ﷺ کا سب سے مقدم فرض، توحید خالص کا احیاء اور حرم مکہ کا آلائش سے پاک کرنا تھا، لیکن قریش کے پے در پے حملوں اور عرب کی مخالفت عام نے پورے اکیس سال تک اس فرض سے روکے رکھا۔ صلح حدیبیہ کی بدولت اتنا ہوا

کہ چند روز کے لئے امن وامان قائم ہوگیا، لیکن معاہدہ حدیبیہ بھی قریش سے نہ نبھ سکا، صبر وتحمل کی حد ہوچکی، اب وہ وقت آ گیا کہ آفتاب حق حجاب ہائے حائل کو چاک کر کے باہر نکل آئے۔

فتح مکہ کا پیش خیمہ

حدیبیہ کے معاہدے میں قبائل عرب کو یہ آزادی دی گئی تھی کہ جس قبیلے سے بھی دوستی اور عہد وپیمان کے تعلقات قائم کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، ان ہی قبائل میں قبیلہ بنوخزاعہ اور قبیلہ بنوبکر نے جن میں زمانہ قدیم سے سخت دشمنی اور اختلاف چلا آ رہا تھا اس آزادی سے فائدہ اٹھایا۔ بنوخزاعہ نے اعلان کیا کہ ہم مسلمانوں کے دوست اور حلیف ہونا پسند کرتے ہیں، اور بنوبکر نے کہا کہ ہم قریش مکہ کے حلیف بننا چاہتے ہیں۔ اس طرح دونوں قبیلے الگ الگ دو جماعتوں کے دوست ہوگئے اور ضرورت پر ایک دوسرے کی مدد اور لڑائی میں تعاون کا معاہدہ کرلیا، دونوں قبیلے ایک دوسرے سے مامون اور بے خوف ہوگئے، لیکن ایک دوسرے میں جو بغض وعناد تھا وہ دور نہ ہوا، ہر ایک قبیلہ اس تاک میں تھا کہ دوسرے سے اپنا انتقام لے۔

تقریباً ڈیڑھ سال تک تو ہر دو جانب سے معاہدہ پر عمل ہوتا رہا، لیکن بغض وعناد کی آگ بھڑک پڑی، بنوبکر نے ایک شب بنوخزاعہ پر اچانک حملہ کردیا، عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ نے راتوں کو صورتیں بدل کر بنوبکر کے ساتھ تلواریں چلائیں اور ان پر تباہی مچادی۔ اس غارت گری میں قریش نے بنوبکر کا ساتھ دیا اور ہتھیار اور افراد سے ان کی مدد کی۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ بنوخزاعہ کو جنہوں نے مسلمانوں سے عہد وپیمان کیا ہے، مزہ چکھایا جائے اور یہ خیال کیا کہ شب کا وقت ہے، پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمان یہاں سے بہت دور مدینہ میں ہیں، انہیں اس کی کیا خبر

ہوسکتی ہے؟ چنانچہ بنوبکر نے قریش مکہ کی تائید وتعاون سے بنوخزاعہ پر قیامت ڈھادی، بنوخزاعہ نے بھاگ کرحرم شریف میں پناہ لی، لیکن ان کو یہاں بھی پناہ نہ مل سکی۔

دوسرے دن صبح میں بنوخزاعہ کے سردار عمرو بن سالم خزاعی اپنے چالیس آدمیوں کا ایک وفد لے کر مدینہ منورہ بارگاہ نبوی میں روانہ ہوا اور مسجد نبوی پہنچ کر بنوخزاعہ کی دردناک داستان سنائی اور مدد وتعاون کا طالب ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اس عہد شکنی کی تفصیل سنی تو آپ کو سخت رنج ہوا اور ارشاد فرمایا ”اللہ کی قسم جس بات کو میں پسند نہیں کرتا اس سے تم کو بھی محفوظ رکھوں گا“ شدہ شدہ یہ بات قریش مکہ کو پہنچی تو انھیں اندیشہ ہوا کہ مسلمان بنوخزاعہ کی تائید میں ہماری اس عہد شکنی کا بدلہ لیں گے، جب یہ وفد واپس ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا ایک قاصد قریش مکہ کے پاس روانہ کیا اور تین شرطیں پیش کیں کہ ان میں سے کوئی منظور کی جائے۔

بنوخزاعہ کے جن لوگوں کو مارا گیا ہے ان کی دیت (جرمانہ) ادا کریں۔

بنوبکر کی حمایت اور عہدو پیمان سے علیحدہ ہوجائیں۔

حدیبیہ کے معاہدے کو ختم کردینے کا اعلان کردیں۔

قریش کی طرف سے جواب دیا گیا کہ ہم کو پہلی دو باتیں قبول نہیں ہیں، البتہ حدیبیہ کے معاہدے کو ہم ختم کردینا پسند کرتے ہیں، لیکن قاصد کے چلے جانے کے بعد قریش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے ابوسفیان کو سفیر بنا کر مدینہ منورہ بھیجا کہ معاہدہ کی تجدید کرالائیں۔ ابوسفیان نے مدینہ آکر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی۔ بارگاہ رسالت سے کچھ جواب نہ ملا اور وہ بے نیل ومرام مکہ واپس چلا گیا، اب جہاد کی تیاری شروع ہوگئی، آپ نے مدینہ طیبہ اور اطراف مدینہ میں اعلان عام کرادیا کہ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ ماہ

رمضان تک مدینہ طیبہ پہنچ جائے، مگر عام طور پر کسی کو معلوم نہ تھا کہ کس جانب حملہ کا ارادہ ہے۔ آپ کی خواہش یہ تھی کہ ہماری تیاری کا علم قریش مکہ کو نہ ہونے پائے اور رازداری کے ساتھ اسلامی لشکر کوچ کرے، لیکن اس درمیان ایک حادثہ پیش آیا۔

حاطب رضی اللہ عنہ بن بلتعہ کا واقعہ

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ ایک معزز بدری صحابی تھے۔ انہوں نے قریش کو مخفی طور پر خط لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی تیاری کررہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوگئی، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ قاصد سے خط چھین لائیں۔ خط حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا، سب لوگوں کو حاطب کے افشائے راز پر حیرت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیتاب ہوگئے اور عرض کیا کہ حکم ہو تو ان کی گردن اڑادوں؟ لیکن جبین رحمت پر شکن نہ تھی، ارشاد فرمایا عمر! تمہیں کیا معلوم کہ خدا نے اہل بدر کو مخاطب کرکے کہہ دیا ہو کہ تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے عزیز واقارب اب تک مکہ میں تھے اور ان کا کوئی حامی نہ تھا، اسلئے انہوں نے قریش پر احسان رکھنا چاہا کہ اس کے صلہ میں ان کے عزیزوں کو ضرر نہ پہنچائیں گے، انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہی عذر پیش کیا اور آپ نے قبول فرمالیا۔

مدینہ سے مکہ کو روانگی

غرض ۱۰ رمضان ۸ ہجری کو حضور اقدس ﷺ دس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے، شدید گرمی کا زمانہ تھا، آپ جب مقام کدید اور عسفان کے درمیان پہنچے تو دیکھا کہ مسلمانوں پر روزہ کی سختی حد سے زیادہ متجاوز ہوتی جارہی

ہے، تب آپ نے پانی طلب فرمایا اور مجمع کے سامنے نوش فرمایا، تاکہ صحابہ دیکھ لیں اور سمجھ لیں کہ مسافرت اور جہاد کے موقع پر افطار کی اجازت ہے اور قرآن کی دی ہوئی رخصت کا یہی مطلب ہے۔ روایات میں ہے کہ بعض صحابہ نے اس کی اجازت سے استفادہ نہیں کیا اور اپنے روزے پر قائم رہے، دن کے آخری حصے میں ایک روزہ دار صحابی پر غشی طاری ہوئی، آپ کو جب اس بات کا علم ہوا تو ناراض ہوئے اور ارشاد فرمایا یہ گنہگار لوگ ہیں یہ گنہگار لوگ ہیں۔

مرالظہران پہنچ کر لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور جب مرالظہران میں ۱۷ ر رمضان المبارک ۸ ہجری کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو قبول اسلام کیلئے خدمت اقدس میں پیش کیا تو یہ بھی عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان میں فخر کا مادہ ہے، اس لئے کہ اگر اس کو کوئی امتیازی حیثیت نصیب ہو جائے تو بہتر ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے گا اس کو امن ہے۔

آپ ﷺ مرالظہران سے مکہ کے لئے ۱۷ رمضان المبارک ۸ ہجری بروز منگل روانہ ہوئے اور جب آپ باعزت واجلال مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت یہ اعلان کرا دیا:

جو ہتھیار ڈال دے اس کو امن ہے۔

جو اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امن ہے۔

جو مسجد حرام میں پناہ لے اس کو امن ہے۔

آپ دنیا کے فاتحین کے حالات کا مطالعہ کیجئے، ان کی سیرت دیکھئے، ان کے حالات پر نظر ڈالئے، مفتوح اقوام کے ساتھ ان کا معاملہ دیکھئے، آپ کو کہیں بھی سرور کائنات ﷺ کی سیرت کی جھلک دکھائی نہیں دے گی، آپ سکندر کا حال پڑھیں،

آپ دارا کی سیرت اٹھائیں، آپ ہلاکو اور چنگیز کی ہسٹری دیکھیں، آپ نپولین اور ہٹلر کی کہانی پڑھیں، یہ بڑے بڑے فاتحین تھے۔ ہے کوئی فاتح جس نے معافی کا ایسا اعلان کیا ہو؟ وہ ابوسفیان جس کے گھر میں سازشیں ہوتی تھیں اور وہ دار الفساد بنا ہوا تھا، میرے آقا نے اسے دار الامان بنا دیا، البتہ اس عام اور عفو عظیم سے چند افراد کو مستثنیٰ فرما دیا جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بے پناہ ظلم وستم کیا تھا اور جو نہایت درجہ گستاخ تھے، ان کے متعلق یہ حکم ہوا کہ یہ جہاں کہیں ملیں انھیں قتل کر دیا جائے، ایسے مجرموں کی جملہ تعداد پندرہ یا سولہ بیان کی جاتی ہے، لیکن ان میں سے چند ایک ہی کو قتل کیا گیا، بقیہ یا تو فرار ہو گئے یا انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اس طرح قتل سے محفوظ ہو گئے۔

مکہ میں داخلہ

۲۰ ر رمضان المبارک ۸ ہجری بروز جمعہ دنیا کی جنگی تاریخ میں ایک بالکل نئے باب کا اضافہ ہو رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر سورۂ فتح کی آیات بلند آواز سے تلاوت فرماتے ہوئے مکہ میں فاتحانہ انداز میں نہیں، بلکہ عاجزانہ انداز میں داخل ہوئے۔

بیت اللہ کی صفائی

خدا کی شان! حرم محترم جو خلیل بت شکن کی یادگار تھا، اس کی آغوش میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ بیت اللہ (مسجد حرام) میں داخل ہوئے تو ایک ایک کو لکڑی کی نوک سے ٹھوکتے جاتے اور یہ پڑھتے جاتے تھے جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا. حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔

عین کعبہ کے اندر بہت سے بت تھے جن کو قریش خدا مانتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے کعبہ میں داخل ہونے سے پہلے حکم دیا کہ کعبہ سے تمام بت نکال کر پھینک دیئے جائیں اور دیواروں پر جو تصاویر منقوش ہیں وہ مٹا دی جائیں۔

خانہ کعبہ میں اسلام کی پہلی اذان

جب بیت اللہ شریف بتوں کی نجاست سے پاک کر دیا گیا تو ۲۰/ رمضان المبارک ۸ ہجری کو حضور اکرم ﷺ کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر اذان دی، خانہ کعبہ میں اسلام کی یہ پہلی اذان تھی، پھر آپ ﷺ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور نماز ادا کی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کعبہ کے اندر تکبیریں کہیں، لیکن نماز نہیں ادا کی، باہر تشریف لا کر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

کعبہ کی کنجی

آج کعبہ کی کنجی آپ کے ہاتھ میں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کنجی ہم کو عنایت فرما دیجئے تاکہ زمزم (سقایہ) کی خدمت کے ساتھ بیت اللہ کی دربانی کی خدمت کا شرف بھی ہمیں حاصل ہو جائے، لیکن نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعدد بار عرض کرنے کا کوئی جواب نہیں دیا اور بار بار یہی فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں؟ جب عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے کعبہ کی کنجی ان کے حوالہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ کنجی ہمیشہ کیلئے لے لو (یعنی تمہارے خاندان ہی میں رہے گی) میں نے کنجی خود نہیں دی، بلکہ اللہ تعالیٰ

نے تم کو دلائی ہے، سوائے غاصب اور ظالم کے کوئی تم سے نہ چھین سکے گا۔ یہی خاندان آج تک کلید بردار ہے اور شیبی لقب سے مشہور ہے۔

فیصلے کے منتظر

رسول اللہ ﷺ جتنی دیر بیت اللہ میں اللہ کی تحمید میں مصروف رہے، اتنی دیر میں اہل مکہ مسجد حرام میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے، اب لوگ منتظر تھے کہ دیکھیں آج ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اے قریش کے گروہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کس طرح پیش آؤں گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ سے خیر کی امید رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو۔

محسن انسانیت کے اس لطف وکرم نے ان پتھر کے انسانوں کو موم کر دیا، آپ نے ان کی گردنیں نہیں ان کے دل جیت لئے۔ اس عفو ودرگذر کا یہ نتیجہ نکلا کہ زعماء قریش جوق در جوق حاضر خدمت ہوتے اور دولت اسلام سے مشرف ہو کر سعادت کبریٰ سے محظوظ ہوتے تھے۔ مکہ میں حضور اکرم ﷺ کا قیام پندرہ دنوں تک رہا، جب یہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مقرر کرتے گئے کہ لوگوں کو اسلام کے مسائل اور احکام سکھائیں۔

یہ تھا فتح مکہ کا خلاصہ۔ اللہ تعالیٰ احکام اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

روزہ داروں کا داخلہ باب ریان سے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یَآاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡن. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

محترم حاضرین کرام اور عزیز طلبہ! سال کے بارہ مہینوں میں صرف رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نام کے ساتھ فرمایا ہے۔ اسی سے رمضان کی فضیلت وعظمت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ دراصل رمضان مسلمانوں کے لئے دعا وعبادت اور خیر وفلاح کا موسم بہار ہے۔ اس کا ہر لمحہ، ہر ساعت اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی بے مثال برکات وفضائل کا دریا ہے، اس مہینے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نوازش شاہانہ کی دولت سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔

امراض روحانی کے لئے نسخۂ شفاء

رمضان کا مہینہ مغفرت اور رضائے الٰہی کے حصول کا سالانہ جشن ہے، گناہوں اور آگ سے آزادی کا پروانہ ہے، اس ماہ مبارک میں بے شمار خطا کار توبہ واستغفار سے رحمت خداوندی کے حقدار بنتے ہیں اور ہزاروں آلودہ معصیت باران رحمت سے اپنے دامن زندگی کو آلائشوں اور غلاظتوں سے پاک کرتے ہیں۔ ایسے کتنے بندگان خدا ہیں جن پر جہنم لازم ہوچکی ہے، مگر وہ اس مقدس مہینہ کی مبارک راتوں میں چند اشکہائے ندامت بہا کر جہنم کی آگ سے آزادی حاصل کرلیتے ہیں، اس ماہ مبارک کے ادب واحترام سے کسی کو عزت ودولت ملتی ہے، کسی کو رضائے رب اور ولایت حاصل ہوتی ہے، کسی کو عبدیت کے لئے قبول کرلیا جاتا ہے، کسی کو پروانہ جنت عطا کردیا جاتا ہے، کسی کے فرد جرم پر یکسر قلم عفو پھیر دیا جاتا ہے اور اسے سند محبوبیت سے سرفراز کردیا جاتا ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا، جو انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، امراض روحانی کے لئے نسخہ شفاء ہے، بے قراریوں کے لئے وجہ سکون ہے، گم کردہ راہ کے لئے مینارہ نور ہدایت ہے اور گنہگار کے لئے ذریعہ نجات ہے، اسی نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے اس ماہ نزول قرآن میں دن کا روزہ فرض کیا گیا اور رات کے قیام کو سنت قرار دیا گیا۔

رمضان خیر وبرکت کا مہینہ

رمضان خیر وبرکت، عظمت وفضیلت والا وہ متبرک ومقدس مہینہ ہے جس کے آتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، نعمتوں اور برکتوں کی بارش انتہائی فراوانی کے ساتھ نازل ہونا شروع ہوجاتی ہیں، مومنین کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے

ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، پھر ساری دنیا میں طاعات وعبادات کی بہاراور روحانیت کا جشن عام شروع ہوجاتا ہے، جس طرح خزاں کے بعد بہار آتی ہے اور چمن کی ساری فضاء مسکراتے لگتی ہے، بالکل اسی طرح گناہوں اور آلائشوں کے بعد نیکیوں کا یہ موسم آتا ہے اور زندگی لہلہانے اور سرسبز وشاداب ہونے لگتی ہے، دن بھی پر بہار اور راتیں بھی پر رونق، مسجدیں آباد اور خانقاہیں پر کیف ہوجاتی ہیں۔ عبادت وریاضت، ذکر وتلاوت، تسبیح وتہلیل اور رضائے الٰہی کے وہ کون سے کام ہیں جو اس ماہ میں انجام نہیں پاتے، گرچہ روزہ دار کا جسم انسانی ہوتا ہے، لیکن اس کی روح فرشتوں کی زندگی بسر کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ سچے روزہ دار کا سونا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبادت، اس کے منہ کی بدبو اللہ کے حضور میں مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اعمال کے اجر وثواب کو بے انتہا بڑھا دیتا ہے، گویا اس مہینہ میں مطیع وفرماں بردار بندوں کو سیراب کرنے کے لئے بحر کرم موجزن ہوتا ہے۔

رمضان ریاضت کا مہینہ

غرض یہ کہ رمضان کا یہ مقدس مہینہ رحمتوں اور برکتوں کا، خیر وفلاح کا، عبادت اور ریاضت کا، قرآن مجید کی تلاوت اور اس سے رہنمائی اور ہدایت حاصل کرنے کا اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، گناہوں سے مغفرت اور جہنم کی آگ سے آزادی حاصل کرکے دارین کی فلاح وکامیابی کے مستحق بننے کا مہینہ ہے۔

قرآن کریم میں روزے کا مقصد بتادیا گیا کہ روزے اس لئے فرض کئے گئے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ ایک عظیم صفت ہے، انسان کی شرافت وکرامت اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کے مقام وبلندی مرتبت کی بنیاد صرف تقویٰ

ہے، قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

مطلب یہ کہ فضیلت کا اصل معیار تقویٰ ہے، دل میں تقویٰ (یعنی خوف خدا) ہو اور زندگی کی تشکیل وتعمیر ہی خوف خدا تعالیٰ کے ذریعہ ہوئی ہو، بس یہی چیز انسان کو مکرم بناتی ہے اور اسے فضیلت عطا کرتی ہے، مال ودولت، رنگ ونسل یا زبان ووطن کی بنیاد پر کوئی افضل ومکرم نہیں ہوتا اور ان بنیادوں پر کسی کو افضل واشرف سمجھنا ضلالت وگمراہی ہے۔

تقویٰ سب سے بڑی عزت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا کے لوگوں کے نزدیک عزت مال ودولت کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلہ میں اچھے ہو اور نہ کسی کالے کے مقابلے میں، البتہ تقویٰ کی وجہ سے تمہیں کسی پر فضیلت حاصل ہوسکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر طواف فرمایا (تاکہ سب لوگ دیکھ لیں) طواف سے فارغ ہوکر آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ شکر ہے اللہ کا، جس نے رسوم جاہلیت کو اور اس کے تکبر کو تم سے دور کردیا، اب تمام انسانوں کی صرف دو قسمیں ہیں۔ ایک نیک اور متقی، وہ اللہ کے نزدیک شریف اور محترم ہے، دوسرا فاجر شقی وہ اللہ کے نزدیک ذلیل وحقیر ہے۔ اس کے بعد آپ نے سورہ حجرات کی ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم میں مختلف

قومیں اور مختلف خاندان بنائے، تا کہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرسکو، اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

تقویٰ کے معنی بچنے اور ڈرنے کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب وعذاب سے ڈرنا اور ہر اس چیز سے بچنا جو دل میں یہ کھٹک پیدا کرے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس بات سے ناراض ہوتے ہوں۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس بات پر جی کو اطمینان ہو اور دل جس پر ٹک جائے وہ نیکی ہے، اور جو جی میں کھٹکے اور دل میں خلش اور تردد کا باعث ہو وہ گناہ ہے۔

حضرت ابومحمد حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی یہ بات مجھے خوب یاد ہے کہ جو بات شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ بات اختیار کرو جو تمہیں کسی شک میں نہ ڈالے، کیونکہ سچائی سرتاپا اطمینان وسکون اور جھوٹ سرتاپا شک وتذبذب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آدمی تقویٰ کی اصلیت کو نہیں پہنچ سکتا، یہاں تک کہ وہ ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس سے دل میں کھٹک پیدا ہو۔

دراصل تقویٰ اس کا نام ہے کہ آدمی اپنی زندگی کے ہر معاملے میں گناہوں کی خاردار جھاڑیوں سے اپنے دامن کو بچا کر چلے، قدم قدم پر احتیاط برتے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی کانٹا اس کی صاف ستھری روح کو زخمی نہ کردے۔

تقویٰ کیا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تقویٰ کیا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ کسی خاردار جھاڑیوں

والی وادی سے گذرے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں گذرا ہوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ وہاں پر کس طرح چلے؟ فرمایا اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر اور اپنے دامن کو پوری طرح ان کانٹوں سے بچاتے ہوئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی تقویٰ ہے۔

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی بندہ اہل تقویٰ میں شامل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ گناہ میں پڑنے کے خوف سے اس چیز کو نہ چھوڑ دے جس میں کوئی گناہ نہیں۔

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص حلال پر رک نہیں سکتا جب تک کہ حلال کے ایک حصہ کو چھوڑ کر اپنے اور حرام کے درمیان اسے حائل نہ کرلے۔

روزہ کی اصل حقیقت

اب اس کے بعد میں روزے کی اصل حقیقت کا کچھ تذکرہ آپ حضرات کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، اس سلسلہ میں پہلے میں ایک تفصیل ذکر کردیتا ہوں، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو روحانیت اور حیوانیت یا دوسرے الفاظ میں ملکوتیت اور بہیمت کا نسخہ جامعہ بنایا ہے۔ اس کی طبیعت اور جبلت میں وہ سارے مادی اور سفلی تقاضے بھی ہیں جو دوسرے حیوانوں میں ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس کی فطرت میں روحانیت اور ملکوتیت کا وہ نورانی جوہر بھی ہے جو ملاء اعلیٰ کی لطیف مخلوق فرشتوں کی خاص دولت ہے، انسان کی سعادت کا دارومدار اس پر ہے کہ اس کا یہ روحانی اور ملکوتی عنصر غالب اور حاوی رہے اور اس کی حدود کا پابند رکھے، اور یہ تب ہی ممکن ہے جبکہ بہیمی پہلو روحانی اور ملکوتی پہلو کی فرماں برداری اور اطاعت شعاری کا عادی ہوجائے اور اس کے مقابلے میں سرکشی نہ کرسکے۔ روزہ کی ریاضت کا خاص مقصد

وموضوع یہی ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کی حیوانیت اور بہیمیت کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور ایمانی وروحانی تقاضوں کی تابعداری وفرماں برداری کا خوگر بنایا جائے، اور چونکہ یہ چیز نبوت اور شریعت کے خاص مقاصد میں سے ہے، اس لئے پہلی تمام شریعتوں میں بھی روزہ کا حکم رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو روزے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

بہر حال روزہ چونکہ انسان کی قوت بہیمی کو اس کی ملکوتی اور روحانی قوت کے تابع رکھنے اور اللہ کے احکام کے مقابلے میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوت کے تقاضوں کو دبانے کی عادت ڈالنے کا خاص ذریعہ ہے، اس لئے اگلی امتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا تھا، اگرچہ روزوں کی مدت اور بعض دوسرے تفصیلی احکام ان امتوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے کچھ الگ بھی تھے، اس آخری امت کے لئے جس کا دور دنیا کے آخری دن تک ہے، سال میں ایک مہینے کے روزے فرض کئے گئے ہیں اور روزے کا وقت طلوع سحر سے غروب آفتاب تک رکھا گیا ہے اور بلاشبہ یہ مدت اور یہ وقت مذکورہ بالا مقصد کے لئے اس دور کے واسطے مناسب ترین اور نہایت معتدل مدت اور وقت ہے، اس سے کم میں ریاضت اور نفس کی تربیت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، اور اگر اس سے زیادہ رکھا جاتا ہے مثلاً روزے میں دن کے ساتھ رات بھی شامل کر دی جاتی اور بس سحر کے وقت کھانے پینے کی اجازت ہوتی، یا سال میں دو چار مہینے مسلسل روزے رکھنے کا حکم ہوتا تو انسانوں کی اکثریت کے لئے ناقابل برداشت اور ان کی صحتوں کے لئے مضر ہوتا۔

بہر حال طلوع سحر سے غروب آفتاب تک کا وقت اور سال میں ایک مہینے کی مدت اس دور کے عام انسانوں کے حالات کے لحاظ سے ریاضت وتربیت کے مقصد کے لئے بالکل مناسب اور معتدل ہے۔ پھر اس کے لئے جو مہینہ مقرر کیا گیا ہے آیئے ذرا دیکھیں کہ اس کی عظمت وفضیلت کے بارے میں قرآن مجید میں کئی جگہ موجود ہے اور احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت اچھی طرح وضاحت فرمائی ہے۔ اس مبارک مہینے کی سب سے بڑی اور اصولی فضیلت تو وہی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے، یعنی یہ کہ اس میں اللہ کا مقدس کلام اور آخری پیغام نازل ہوا، جس نے ہمیشہ کے لئے نجات کی راہ اور حق کے راستہ کو روشن کر دیا اور جس کے ذریعہ لوگوں پر سعادت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

بہر حال رمضان المبارک کا سب سے بڑا شرف یہی ہے کہ خدا کی رحمت کی آخری اور مکمل قسط نجات وفلاح کا دستور اور حیات ابدی کا قانون بن کر قرآن کی شکل میں اس مبارک مہینہ میں نازل کی گئی، یعنی اس ماہ مبارک میں اس کا نزول شروع ہوا۔ اب احادیث میں اس مہینے کی جو اور برکتیں وارد ہوتی ہیں وہ سب در حقیقت اسی بنیاد پر مبنی ہیں، یعنی ان برکتوں اور فضیلتوں کے ساتھ اس مہینے کو اس واسطے خاص کیا گیا ہے کہ وہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اور چونکہ قرآن کریم کا نزول براہ راست رسول اکرم ﷺ پر ہوا اور آپ ہی اس نعمت الٰہی کی پوری طرح قدر پہچاننے والے تھے، اس لئے رمضان کی رحمتوں اور برکتوں کا احساس بھی آپ کو بے حد وحساب تھا، جس کا کچھ اندازہ آپ کے اس ارشاد سے کیا جاسکتا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ رمضان المبارک کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہوجائے۔

اچھے اعمال کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس امت کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا اور بعض عمل کرنے والے کے خاص حالات اور اخلاص وخشیت وغیرہ کی کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہوگا، یہاں تک کہ بعض مقبول بندوں کو ان کے اعمال حسنہ کا اجر سات سو گنا تک عطا فرمایا جائے گا۔

حضرت سہیل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کے دروازوں میں سے ایک خاص دروازہ روزہ داروں کیلئے ہے جسے باب الریان کہا جاتا ہے۔ اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا، ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہ ہوسکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ بندے جو اللہ کیلئے روزے رکھا کرتے تھے اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتے تھے اور وہ اس پکار پر چل پڑیں گے، ان کے سوا کسی اور کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہوسکے گا، جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کردیا جائے گا، پھر کسی کا اس سے داخلہ نہیں ہوسکے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ رمضان ختم ہونے تک کھولا نہیں جاتا اور جنت

کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ ختم رمضان تک بند نہیں کیا جاتا، اور خدا کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے آگے بڑھ اور اے شر کے تلاش کرنے والے رک جا۔ اور بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد کرتے ہیں اور ہر رات ایسا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆

رمضان المبارک عبادت کا مہینہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ أُوۡلٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنۡ رَّبِّھِمۡ وَأُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

”ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“۔

محترم حاضرین کرام اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک کے بارے میں اکثر وبیشتر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ یہ آرام اور فراغت کا مہینہ ہے، بلکہ عملی اعتبار سے ایسا ہی دیکھنے میں آتا ہے کہ جوں ہی رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے ہم اپنے کاموں کے اوقات کو مختصر کرکے بہت سے کاموں کو رمضان کے مابعد کے لئے مؤخر کردیتے ہیں اور بہت سے لوگوں کے ہاں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اس ماہ کو صرف انفرادی ونفلی

عبادت کے لئے خاص کیا جائے اور واجبی وضروری امور یا اجتماعی ودعوتی اعمال کو مؤخر کیا جائے، لیکن غور کیجئے تو دو اعتبار سے یہ تصور صرف بے بنیاد ہی نہیں بلکہ شریعت کے مزاج اور اسوۂ نبوی کے بھی خلاف ہے۔

ایک تو اس لئے کہ کیونکہ اسلام میں بار بار اس کی تاکید کی گئی ہے کہ اجتماعی اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی عبادت انفرادی عبادت سے کہیں افضل ہے، اسی لئے سیرت نبوی اور سلف صالحین کے طریقہ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ مہینہ خاص طور پر عمل وجہاد اور دعوت وعزیمت کا مہینہ ہے، کیونکہ اس مہینہ میں ہر عبادت کا اجر وثواب دوچند ہوجاتا ہے اور بے عملی، سستی وکاہلی اور کارگاہ حیات سے بھاگنے کا تصور ماہ صیام کی روح کے خلاف ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ہم ماہ صیام کو آرام وراحت اور فراغت کا مہینہ قرار دیتے ہیں تو گویا ہم دشمنان اسلام کو ثبوت فراہم کردیتے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ روزہ زندگی اور معیشت کو معطل کردیتا ہے، قوم کو دنیاوی اعتبار سے پیچھے کردیتا ہے، جسم کو کمزور کردیتا ہے۔

روزہ کا صحیح تصور

اس لئے ہمیں روزہ کے صحیح تصور کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے کہ روزہ انسان کے اندر مزید عمل کی قوت اور صبر کا مادہ پیدا کرتا ہے، انسان کو محنت ومشقت اور جانفشانی کے لئے تیار کرتا ہے، کھانے پینے کے بشری تقاضوں میں صرف ہونے والے وقت کو بچا کر دیگر مفید کاموں کے لئے موقع فراہم کرتا ہے، روحانیت اور ایمانی سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ جسم کو کچھ وقت کے لئے مادی تقاضوں سے بلند کرتا ہے، انسان کو جسمانی اعتبار سے اور معنوی اعتبار سے حیوانیت سے نکال کر

ملکوتیت کے قریب پہنچا دیتا ہے، منظّم زندگی گذارنے کا عادی بناتا ہے، انسان کے اندر اپنے ہی جیسے دوسرے محتاج اور ضرورت مند انسانوں کا احساس پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے اور اس کے حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ کو مستحکم کرتا ہے، دوسروں کی برائی کرنے اور ایذا پہنچانے سے بچاتا ہے اور نہ جانے کتنے فوائد ومصالح ہیں، جن کا انسان کی محدود عقل مکمل طور پر احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس کو بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ نے مسافر، مریض اور دوسرے معذور لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ صوم وصال یعنی مسلسل اور لگاتار نفلی روزے رکھنے کی اجازت بھی نہیں دی ہے، بلکہ دورِ نبوی میں حالت جہاد میں روزہ نہ رکھنے والوں کے مقابلہ میں زیادہ اجر وثواب کا حامل بتایا گیا جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر ہوا۔

سیرت نبوی اور سلف صالحین کے طریقہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بہت سے اہم واقعات اسی ماہ رمضان المبارک میں پیش آئے، جن کو ذہن میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ہم اپنے آپ کو دھوکہ نہ دیں اور شیطان ہمیں عبادت کے نام پر اہم فرائض اور واجبات سے دور رکھنے میں کامیاب نہ ہو۔

معرکۂ بدر رمضان میں

حق وباطل کے مابین ہونے والا سب سے پہلا معرکہ یعنی جنگ بدر اسی ماہ مبارک میں پیش آیا، اس طور پر کہ ۳/رمضان المبارک کو تیاری کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے صحابہ کی مختصر جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور ۱۷/رمضان بروز جمعہ حق وباطل کے مابین یہ پہلا معرکہ پیش آیا اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ اسی سال یعنی ۲ ہجری میں ہی روزے بھی فرض ہوئے۔

کافی ابتلاء وآزمائشی دور کے بعد مسلمانوں کو جو عظیم فتح حاصل ہوئی وہ فتح مکہ ہے اور فتح مکہ کا واقعہ سنہ ۸ ہجری کا ہے، جس کا آغاز ۱۰/رمضان المبارک کو ہوا، ۱۰/رمضان المبارک کو نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے نکلے اور ۱۹/رمضان المبارک کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے اور اس کے ذریعہ بت پرستی کے آخری اور باقی ماندہ عناصر بھی پارہ پارہ ہوگئے۔

غزوۂ تبوک اور بعض واقعات

غزوۂ تبوک کے بعض واقعات بھی اسی ماہ مبارک میں پیش آئے، حضور اکرم ﷺ اور صحابہ سخت گرمی کے زمانہ میں رجب سنہ ۹ ہجری میں تبوک کی جانب نکلے اور پرمشقت سفر کے بعد رمضان کے مہینہ میں وہاں سے واپسی ہوئی۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ چھوٹے دستے اور اہم فوجی جماعتیں بھی اسی مہینہ میں روانہ فرماتے تھے جیسا کہ واقدی نے کتاب المغازی میں اور ابن سعد نے طبقات میں اہم سرایا کی نشاندہی کی ہے۔

ہجرت کے پہلے سال ساحل سمندر کی جانب سریہ حمزہ بن عبدالمطلب روانہ کیا، سریہ عمرو بن عدی خطمی کو غزوۂ بدر کے بعد اسی ماہ میں روانہ کیا، سریہ عبداللہ بن ابی عتیک کو مسلسل سازشیں رچنے والے دشمن اسلام ابورافع بن ابی الحقیق کو قتل کرنے کے لئے سنہ ۶/ہجری میں اسی ماہ مبارک میں بھیجا، سریہ بوقتادہ بن ربعی کو بھی سنہ ۸/ہجری میں ابتدائی رمضان میں بھیجا، سریہ خالد بن ولید کو عزیٰ بت کو منہدم کرنے کے لئے ۲۲/رمضان میں بھیجا، سریہ عمرو بن العاص کو سواع بت کو منہدم کرنے کے لئے سنہ ۸/ہجری میں رمضان ہی میں بھیجا، سریہ سعد بن زید کو بھی مناء بت کو منہدم کرنے کے لئے ۲۲/رمضان سنہ ۸ ہجری میں بھیجا۔ ان تمام بتوں کو اس وقت آخر میں منہدم کیا

گیا جب پورے جزیرۃ العرب میں اسلام پھیل چکا تھا اور اب ان بے جان بتوں کو پوجنے والا کوئی نہیں بچا تھا۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بہت سے وفود کا استقبال اسی ماہ مبارک میں فرمایا، انہی میں سے ایک قبیلہ ثقیف کا وفد تھا، جو طائف سے اسلام قبول کرنے کی غرض سے آیا تھا، آپ نے ان کے لئے مسجد نبوی کے ایک کونے میں خیمہ لگوایا اور ان کو تعلیم بھی دی اور آپ کے ساتھ انہوں نے روزے بھی رکھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دورِ فاروقی میں پہلے رمضان کو مصر فتح ہوا اور رمضان میں محمد بن قاسم ثقفی نے سندھ فتح کیا، ۲۳ رمضان کو طارق بن زیاد نے اندلس کو فتح کیا اور جب بہت سی مظلوم خواتین میں سے ایک خاتون نے رومی بادشاہ تیوفل بن میخائل کے ظلم وجور سے بے بس ہو کر اس وقت کے خلیفۃ المسلمین معتصم کو پکارتے ہوئے عمودیہ سے ''اے معتصم'' کی تاریخی صدا لگائی تھی اور معتصم نے اس کی پکار سنتے ہی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لبیک کہا تھا تو اسی ماہ رمضان المبارک کی ۶/ تاریخ کو وہ فاتحانہ طور پر داخل ہوا تھا اور ظلم کی چکی میں پسنے والے مظلوموں کو رومی ظالموں سے نجات دلوائی تھی۔

یہ اسلامی تاریخ میں سے چند مثالیں ہیں، اس کے علاوہ اور بہت سے واقعات اور تاریخی شواہد ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمضان نہ صرف عبادت وریاضت کا مہینہ ہے، بلکہ فتوحات وعزیمت اور عملی زندگی میں قدم رکھنے کا بابرکت مہینہ ہے اور یہ چند مخصوص اور متعین ایام ہیں، نہ کہ پورا سال، جن میں انسان کو عملی زندگی کے لئے تیار کیا جاتا ہے، لہٰذا اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہے کہ رمضان راحت وآرام اور صرف انفرادی عبادت کا مہینہ ہے، یا روزہ انسان کے اندر بے عملی اور سستی پیدا

کرتا ہے، بلکہ اس کے برعکس ماہ صیام عزیمت وعمل، دعوت اور انتہائی محنت وجانفشانی کا مہینہ ہے، جو انسان کو عمل کی مزید قوت فراہم کرتا ہے اور کاموں کو بابرکت بناتا ہے، اور یہ اسلام کا طرۂ امتیاز ہے کہ جسم اور روح کے مابین فطری توازن پیدا کر کے دونوں کو کارگاہ حیات میں احسن طریقہ سے اترنے کے لئے تیار کرتا ہے۔

روزہ صحت وتندرستی کا ضامن ہے

روزہ ایسی عبادت ہے جس میں اطباء کے مطابق بہترین صحت کی ضمانت ہے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق اگر کوئی انسان تین ہفتوں تک دس بیس گھنٹے بھوکا پیاسا رہے تو اسے کئی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے۔ امریکہ کے ایک سرجن ایڈورڈ ہو کر ڈیوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مریضوں کا آپریشن کرتے وقت یہ محسوس کیا کہ جو لوگ روزہ رکھنے کے عادی ہوتے ہیں یا آپریشن کے دوران وہ روزہ سے ہوتے ہیں ان کا آپریشن روزہ نہ رکھنے والوں کی بہ نسبت آسان اور جلد نمٹ جاتا ہے۔ اپنے تجربے کی بنیاد پر انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے، اس میں انہوں نے لکھا کہ روزہ کئی بیماریوں میں معجزاتی طور پر کام کرتا ہے، یہاں تک کہ اگر کسی کو جنونی دردوں کی شکایت ہے تو روزے سے اس کا بھی علاج کیا جاسکتا ہے۔ جرمنی اور سویڈن میں باضابطہ ادارے کھلے ہوئے ہیں، جہاں روزے رکھوا کر مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے، خاص طور پر دائمی امراض میں مبتلا افراد کے علاج کے لئے روزے کو تریاق سمجھا جاتا ہے۔ سوویت یونین میں روزے سے تندرستی حاصل کرنے کا رجحان زیادہ رہا، چنانچہ ڈاکٹر نیکولائف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ماسکو میں روزے کی اہمیت پر کئی لکچرس دیئے اور وہ لوگوں کو اچھی تندرستی حاصل کرنے کے لئے روزے رکھنے کا مشورہ دیتے رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ روزہ رکھنے والا انسان کبھی بھی کسی دائمی

مرض میں گرفتار نہیں ہوسکتا، اس موضوع پر انہوں نے ''روزہ فار دی ہیلتھ'' نام کی کتاب تصنیف کی، جس کی اہل علم میں بڑی پذیرائی ہوئی۔ روزے میں صحت کا راز مضمر ہونے پر ایک کتاب ماسکو کے مشہور ڈاکٹر کیکا سوف نے بھی لکھی۔ روزے میں معیاری صحت کو دنیا کے بیشتر اہل علم نے تسلیم کیا ہے، چنانچہ اس موضوع پر 2001 میں روس میں ایک عالمی کانفرنس منعقد کی گئی، اس کانفرنس میں کئی ممالک کے دانشوروں اور محققین نے حصہ لیا اور اپنے اپنے مقالات پیش کئے، ان سب کے مقالوں کا لب لباب یہی تھا کہ روزہ صحت وتندرستی کا ضامن ہوتا ہے۔

روزہ سے کامیاب علاج

روس میں ماہرین کی ایک جماعت نے تقریباً 2500 پھیپھڑے کے مریضوں کو اکٹھا کیا، ان میں سے آدھے کو روزے رکھوا کر اور آدھے کا معمول کے مطابق علاج کیا، پھر ان سب کے نتائج دیکھے گئے تو روزہ دار کی حالت دیگر علاج والے کی بہ نسبت بہتر تھی، روزہ دار میں White blood cell کا اوسط کم پایا گیا، Red blood cell کی حالت بہتر پوزیشن میں تھی، خون میں انجماد کی کیفیت نہیں پائی گئی، الرجی پیدا کرنے والے کم پائے گئے، وہائٹ سیل میں جراثیم مارنے کی صلاحیت زیادہ پائی گئی، ریڈ سیل میں آکسیجن منتقل کرنے کی صلاحیت زائد تھی، اسی طرح کسی کسی کے غدود لمفی میں تعفن پیدا ہوجاتا ہے، اس مرض میں دوا چلنے کے باوجود فائدے کی رفتار سست ہوتی ہے، مگر روزہ رکھنے کی صورت میں دوا کا اثر تیز اور سبک ہوجاتا ہے۔ روزہ دار کو سردی اور نزلے کی شکایت بھی دوسرے لوگوں کی بہ نسبت کم ہوتی ہے، جن لوگوں کو سانس پھولنے کی شکایت ہو ایسے لوگوں کے لئے روزہ رکھنا مفید بتایا جاتا ہے، جن لوگوں کو غدود میں کمی کی شکایت ہے ان میں عام طور

پر ہارمون میں کمی رہتی ہے، خاص طور پر آپریشن وغیرہ کے بعد، مگر روزہ رکھنے کے بعد 85 فیصد تک حالات بہتر ہوجاتے ہیں۔ روزہ دار کی قوت ہاضمہ مضبوط ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ روزے میں کئی جسمانی فائدے ہیں، جن کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں، مگر اتنا تو خیال رکھنا ہی ہوگا کہ کھانے پینے میں احتیاط ضروری ہے۔ ان دنوں رمضان کا مہینہ گرمی کے موسم میں آیا ہے، لہٰذا کھانے پینے میں احتیاط کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، افطار کے وقت پانی زیادہ سے زیادہ پینا چاہئے، اسی طرح روزمرہ کے کام میں تھوڑی سی تبدیلی کرلی جائے، یعنی روزے کی حالت میں سخت محنت والے کام سے گریز کیا جائے، اگر لمبے سفر پر جانا ہو تو روزہ نہ رکھیں، کیونکہ روزے کی حالت میں جسم کے اندر شوگر لیول کم ہوجاتا ہے، سفر کی تکان اور جسم میں شوگر کی کمی دونوں مل کر کسی بڑے خسارے کا باعث بن سکتے ہیں۔

روزے کی حالت میں جب تھکن محسوس ہو تو فوری آرام کرلینا چاہئے، بھاری ورزش میں کمی کریں، کسی کسی کو روزے کے ابتدائی ایام میں سر درد، متلی کا احساس ہوتا ہے، کسی کسی کے منہ سے بدبو بھی آتی ہے، اس کو دور کرنے کے لئے بار بار مسواک کی جائے، یوں تو مسواک ایک اچھی عادت ہے، مگر بو دور کرنے کے لئے مسواک کرنا فعل عبث ہے، کیونکہ یہ بو معدے خالی ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور جسم میں خشکی ہونے کے سبب لعاب میں کمی ہوجاتی ہے، جس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ معدے کی بو منہ سے نکلتی رہتی ہے جو افطار کے بعد خود بخود ختم ہوجاتی ہے۔

غرض روزے میں کئی فائدے ہیں مگر کچھ حالات ایسے ہیں جن میں روزے نہ رکھنا بہتر ہے جیسے معدے میں تیز جلن، ہارمون میں کسی طرح کی خرابی، شوگر لیول میں کمی، دائمی مرض جس میں بھوکا رہنے سے اضافہ ہوتا ہو، اگر یہ چند شکایتیں نہیں

ہوں تو روزہ رکھنا صحت مند رہنے کے لئے ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ طبی نقطہ نظر سے انسان کے تمام اعضاء اور خلئے اپنی کارکردگی کے دوران فضلات خارج کرتے ہیں، ان خلیوں کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے دوران آرام کرنے کا موقع نہیں ملتا، جس کے سبب وہ وقت سے پہلے ہی کمزور ہو جاتے ہیں۔ جب انسان روزہ رکھتا ہے تو ان خلیوں کو آرام کرنے کا موقع مل جاتا ہے، آدمی پورے سال کھاتا پیتا رہتا ہے، کھانے کے اثرات معدے اور خلیوں میں جمع ہوتے رہتے ہیں جو بتدریج زہریلے بن جاتے ہیں۔ جب آدمی مسلسل ایک ماہ تک روزانہ بارہ چودہ گھنٹے بھوکا رہتا ہے تو معدے کے خالی ہونے کی وجہ سے یہ اثرات جسم سے باہر نکل آتے ہیں، یہی صورت حال جگر اور پھیپھڑے کے ساتھ بھی ہے، ان میں جمع فضلات بھی روزے کی حالت میں زائل ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆

زکوٰۃ دین کا اہم ستون

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

بزرگانِ محترم اور نوجوانانِ اسلام! زکوۃ کے لغوی معنی بڑھوتری اور اضافے اور دوسرے معنی پاک وصاف ہونے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح کے مطابق زکوٰۃ میں دونں ہی مفہوم پائے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بقیہ مال پاک صاف ہو جاتا ہے اور عدم ادائیگی سے اس میں غرباء ومساکین کا حق شامل رہتا ہے، جس کی وجہ سے بقیہ مال ناپاک ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں عموماً جہاں بھی نماز کا ذکر یعنی اقامت

صلوٰۃ کا حکم آیا ہے وہیں زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم ساتھ ساتھ ہے۔ دو درجن سے زائد مقامات پر قرآن کریم میں اقامت صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے اس اسلوب بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ جس قدر دین پر عمل کرنے کے تعلق سے نماز کی اہمیت ہے، اتنی ہی اہمیت زکوٰۃ کے قیام اور ادا کرنے کی ہے، دونوں ہی اجتماعی سعی وجہد کا تصور پیش کرتے ہیں ار دونوں ہی فرد واحد کی انفرادی عبادت کی بجائے اجتماعی عبادت کے قائل ہیں۔ بندہ مومن نماز قائم کرنے اور اس کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جدوجہد کرے، لیکن وہ اس بات سے بھی واقف نہ ہو کہ زکوٰۃ کے نظام کو رائج کرنا، لوگوں سے وصول کرنا اور اس کے لئے نظام قائم کرنا بھی لازمی جز ہے، تو یہ بات افسوس ناک ہوگی، پھر جس طرح ترک نماز انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے، ٹھیک اسی طرح زکوٰۃ بھی شریعت میں اتنا ہی اہم مقام رکھتی ہے کہ اس کی ادائیگی سے انکار، اعراض وفرار مسلمانی کے زمرے سے نکال دینے کا باعث بن جاتا ہے، یہی وجہ تھی کہ خلیفہ راشد صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان لوگوں سے قتال کیا، جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا، اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اصل میں اللہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ (جہاد کے لئے) کھول دیا تو میں نے جان لیا کہ وہی حق ہے اور اس طرح گویا اس امر پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے قولاً یا عملاً انکار اسلام سے خروج کا باعث ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے فرض کی ہے کہ وہ تمہارے بقیہ مال کو پاک کر دے۔ لہٰذا جس طرح نماز برائیوں اور فحش کاموں سے انسان کو پاک وصاف کرتی ہے اور اس کے قلب کی تطہیر کرتی ہے، ٹھیک اسی طرح

انسان کے مال کو پاک کرنے کا ذریعہ زکوٰۃ ہے، وہ مال جو وہ اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے خود پر اور اپنے عزیز واقارب پر خرچ کیا جاتا ہے اور جس سے دیگر کام بھی انجام دیئے جاتے ہیں اس کو خرچ کرنے سے پہلے پاک کر لینا اور پاک مال کو اپنے لئے ارد وسروں کے لئے استعمال کرنا بھی نہایت ہی ضروری ہے۔

دیگر امتوں میں زکوٰۃ کا نظم

زکوٰۃ اور نماز دین کے ایسے ارکان ہیں جن کا ہر دور میں اور ہر مذہب میں آسمانی تعلیمات کے پیروکاروں کو حکم دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں فریضے ایسے ہیں جو ہر نبی کی امت پر عائد ہوتے رہے ہیں اور اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ پر نبوت کا خاتمہ اور دین کی تکمیل کرتے ہوئے ان کا حکامات کو جاری رکھا گیا۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے انہیں وحی کے ذریعہ سے نیکی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا اور وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

قرآن کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور نبوت سے سرفراز کیا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے بابرکت بنا دیا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی ہے۔

مضبوط اجتماعیت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بار بار اس جانب توجہ دلاتے ہیں کہ اے مومنو! اللہ کی بندگی اختیار کرو، اس کے لئے صبر اور نماز سے مدد لو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ نماز اور زکوٰۃ کے نظام پر ہم جس قدر بھی غور کریں تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک طرف یہ عبادات اللہ سے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں اور دوسری طرف ہماری نظر میں جو غیر اہم چیزیں اہم بن گئی ہیں ان کی اہمیت کم کرتے ہوئے اللہ کے احکام پر کاربند رہنے میں مدد کرتی ہیں۔ نماز ہو یا زکوٰۃ یہ دونوں ہی عبادت بندہ مومن کو اجتماعی زندگی کی دعوت دیتی ہیں، ایسی اجتماعیت جو منظم بھی ہو اور مضبوط بھی۔ پھر وہ حکم کہ ’’اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ٹولی ٹولی نہ ہو جاؤ‘‘ یہی ثابت کرتا ہے کہ مسلمانوں کو اجتماعی زندگی گذارنی چاہئے، ان کا ہر عمل اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے انجام دیا جانا چاہئے، اس کی روح نماز ہے۔ جب کہ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے گھر میں باہم ملتے ہیں، ایک دوسرے کی خبر گیری کرتے ہیں اور اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ ہم نہ صرف اللہ کے لئے مخلص ہیں، بلکہ بندگان اللہ کے لئے بھی مخلص ہیں۔ پھر اسی چیز کو زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے ذریعہ بھی وہ ثابت کر دیتے ہیں، وہ زکوٰۃ جمع کرنے کے نظام کے قیام کے تعلق سے ہو یا خرچ کرنے کے تعلق سے، اس کے ذریعہ وہ ایک پورا نظام رائج کرتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں، نیز سچے ایماندار اور اللہ کے سامنے جوابدہ رہنے کے جذبہ سے سرشار لوگوں کے گروہ کو پروان چڑھاتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ یہ اجتماعیت ایسی ہے کہ جس میں کہیں دراڑ نہیں پائی جاتی، یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہے اور اس سے وابستہ افراد گروہ در گروہ ٹولیوں اور گروپوں میں تقسیم نہیں ہوتے، ممکن ہے کہ اختلاف رائے رکھتے

ہوں۔ اس کے باوجود اللہ کے احکام پر عمل کرنے والے اور ان حکامات کے نفاذ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے والے رہتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جنت کی بشارت دیتا ہے۔

قرآنی تنبیہات

قرآن کہتا ہے ’’جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔‘‘ مزید فرمایا ’’تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (اللہ تعالیٰ کے آگے) جھکتے ہیں‘‘۔ مزید فرمایا ’’خدا کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، یہی لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں ہوں گے‘‘۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ ’’اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر خدا رحم کرے گا، بے شک خدا غالب حکمت والا ہے‘‘۔ پھر فرمایا ’’کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے‘‘۔ ایک اور جگہ متنبہ کیا گیا کہ دیکھو مومن وہ ہیں ’’جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں‘‘۔ یہ اور اس طرح کی بے شمار آیات ہیں جن میں مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ مسلم بندوں کی جہاں صفات بیان کی گئی ہیں وہاں

اور دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ یہ تذکرہ کردیا گیا ہے کہ وہ لوگ ایسے اور ایسے ہونے چاہئیں، جو اپنی نمازوں کا لحاظ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے مالوں کو پاک کرنے کا بھرپور خیال رکھتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مومن وہ نہیں ہوسکتا جو اپنی نمازوں کی پابندی نہ کرتا ہو اور ساتھ ہی اپنی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔ بس یہ بات ہمارے غور وفکر کرنے کیلئے اور ساتھ ہی اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کیلئے کافی ہے کہ آیا یہ صفات ہمارے اندر موجود ہیں یا ان سے ہم غفلت برت رہے ہیں؟ کسی کام کا کسی مخصوص مرحلے میں انجام نہ دے پانا غفلت میں شمار نہیں ہوتا، ہاں وہی کام اگر مستقل نہ انجام دیا جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ اس کام سے غفلت برت رہا ہے، لیکن ایک ایسا شخص جو واقفیت رکھنے کے باوجود اس کام انجام نہ دے تو پھر یہ بات ایسی ہوگی جیسے کوئی بغاوت پر اتر آئے اور یہ ممکن نہیں کہ ایک بندہ مومن جو اللہ کی صفات سے واقف ہو اور اس کی رحمت اور اس کی جباریت کا علم رکھتا ہو، اس کے باوجود بغاوت پر آمادہ ہوجائے تو ایسا شخص کافر ہی ہوسکتا ہے۔ الامان والحفیظ

احادیث میں زکوٰۃ کا تذکرہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی عمل ایسا بتائیں کہ جب میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہوجاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ تو اس اعرابی نے کہا قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں اس میں زیادتی نہ کروں گا۔ جب وہ چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی جنتی دیکھنا ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبیلے کافر ہوگئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگوں سے کس طرح جنگ کریں گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں، یہاں تک وہ **لا الہ الا اللہ** کہیں۔ جس نے یہ کلمہ کہا اس نے مجھ سے اپنی جان و مال بچالیا، مگر کسی حق کا عوض اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب

اسلام میں زکوٰۃ ایک طے شدہ مقدار اور ایک طے شدہ مدت میں ادا کرنے والی عبادت ہے، لیکن اسلام بندگان خدا کو اپنی شخصیت میں مزید بہتری پیدا کرنے کی طرف ابھارتا ہے اور اس کیلئے ضروری ہے، جب کہ وہ صاحب نصاب ہو لیکن یہ کافی نہیں۔ انسان کے اندر دنیا کی رغبت کم کرنے اور مال کی محبت گھٹانے کے لئے مزید اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی حاجت ہے، جس کے فوائد انسان کو خود ہی حاصل ہوں گے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ مال جس میں لوگوں کے حقوق ہیں وہ حقوق ادا ہوسکیں گے، ساتھ ہی یہ مال آخرت کی ہولناکیوں اور عذاب جہنم سے چھٹکارے کا ذریعہ بنے گا۔ قرآن نے کہا کہ ”ہم نے ان (اہل مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا، جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے۔ رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی اور اس کا ایسا حال ہوگیا جیسے کوئی کٹی ہوئی فصل ہو، صبح سویرے ان

لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو۔ چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے۔ وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کئے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ (پھل توڑنے پر) قادر ہیں، مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے ہیں، بلکہ ہم محروم رہ گئے، انمیں سے جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ وہ پکار اٹھے پاک ہے ہمارا رب واقعی ہم گناہ گار تھے''۔

پھر سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ بخیل اور معصیت زدہ لوگوں کی مزید مثال پیش کرتے ہیں، فرمایا گیا کہ ''انسان پھرتیلا پیدا کیا گیا ہے، جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے، مگر وہ لوگ (اس عیب سے بچے ہوئے ہیں) جو نماز پڑھنے والے ہیں جو اپنی نمازوں کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں، جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا مقرر حق ہے جو روز جزاء کو برحق مانتے ہیں، جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں، کیونکہ ان کے رب کا عذاب ایسی چیز نہیں ہے جس سے کوئی بے خوف ہو''۔

یہ دونوں آیات مسلمانوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی جانب ابھارتی ہیں، ساتھ ہی متنبہ کرتی ہیں کہ اگر تم لوگوں نے اللہ کی دی ہوئی امانت میں سے محرومین اور سائل کا حق ادا نہیں کیا اور ان لوگوں کی مدد نہیں کی جو حاجت مند ہیں تو اللہ تعالیٰ اس دی ہوئی امانت اور انعام کو واپس لے لے گا، پھر تمہاری وہی حالت ہوگی جس کا تذکرہ ان آیات میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے تعلق سے بیان کیا گیا ہے، اس لئے انسان کبھی بھی اس زعم میں مبتلا نہ ہو کہ اس کو جو مال و دولت اور اولاد کی شکل میں رزق مہیا

کیا گیا ہے وہ اس کی خود کی کمائی ہے، بلکہ اس کو ہمہ وقت یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یہ وقتی چیزیں ہیں، نہ صرف یہ چیزیں وقتی ہیں، بلکہ یہ زندگی بھی وقتی ہے جو بہت ہی قلیل ہے، انہیں باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کو بھی ذہن میں تازہ کر لینا چاہئے کہ زکوٰۃ جو ایک طے شدہ مدت میں طے شدہ مقدار ہے، اس کو ادا کرنے کے علاوہ بھی انسان کو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کی راہ میں انفاق فی سبیل اللہ کرتے رہنا چاہئے، اس توقع کے ساتھ کہ اس کے ذریعہ جنت کا حصول آسان ہونے کے امکانات ہیں، بشرطیکہ اس انفاق میں خلوص نیت بھی شامل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

خطباتِ رمضان المبارک کی جلد سوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .